استنجا کے احکام ومسائل

بیت الخلا قبلہ رُخ پر رکھنا کیسا ہے:

سوال: ایک صاحب خیر نے اپنی مشترکہ آمدنی سے امامِ مسجد کیلئے بیت الخلا تعمیر کرایا، جس کا استعمال ہر ایک شخص کرے گا، وہ بھی صرف رات میں، ورنہ ہمہ وقت مقفل رہے گا۔ عمارت کی مناسبت سے طہارت وصفائی کے لحاظ سے جس رُخ پر قدمچے بن گئے ہیں، اب خیال ہوا کہ ان پر ارتکابِ استقبالِ قبلہ (جو بین الائمہ مختلف فیہ ہے) ہوگا۔ کیا اس سے بچنے کیلئے قدرے انحرافِ صدر کافی ہوسکتا ہے؟ بصورتِ دیگر اگر قدمچے توڑ دیئے جائیں، تو اضاعتِ مالِ مسلم نہ ہوگا؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

صرف انحرافِ صدر تو حنفیہ کے نزدیک کافی نہیں، اگر بیٹھنے کی ہیئت ایسی ہوجائے کہ شمال یا جنوب کا رخ ہوجائے اور استقبال نہ رہے، تو درست ہے۔(۱) مگر اس بیت الخلا کی یہ تخصیص وتقیید ہمیشہ تو رہے گی نہیں، بلکہ ختم ہوکر دوسرے لوگ بھی کسی وقت استعمال کریں گے، اور موجودہ حال میں بھی کسی اور وقتی مہمان وغیرہ کا استعمال کرنا بھی بعید نہیں۔ اس کی موجودہ ہیئت کے غیر مشروع ہونے کا سب کو علم ہونا ضروری نہیں، بلکہ بنانے والوں کے واقفِ مسائل ہونے

(۱) "عن أبی أیوب الأنصاری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و سلم:" إذا أتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها ولکن شرقوا أوغربوا "، متفق علیه. (مشکوٰۃ المصابیح :۴۲/۱،باب آداب الخلاء، قدیمی/وکذا فی الفقه الإسلامی وأدلته :۳۵۷/۱،الاستنجاء، رشیدیة /وکذا فی مجمع الأنهر :۱۰۰/۱، باب الأنجاس، دارالکتب العلمیة، بیروت)

قال ابن عابدینؒ :(قوله استقبال القبلة بالفرج) یعم قبل الرجل والمرأۃ، والظاهر أن المراد بالقبلة جهتها کما فی الصلاۃ، وهوظاهر الحدیث المارّ، وأن التقیید بالفرج یفید ما صرح به الشافعیة أنه لو استقبلها بصدره وحول ذکره عنها لم یکره ، بخلاف عکسه، کما قدمناه فی باب الاستنجاء .... وإن أمکنه الانحراف ینحرف، فإنه عد ذلک من موجبات الرحمة ، فإن لم یفعل فلا بأس،وکأنه سقط الوجوب عند الإمکان لسقوطه ابتداءً بالنسیان ولخشیةالتلوث. (رد المحتار،مطلب فی أحکام المسجد:۶۵۵/۱، سعید/وکذا فی البحرالرائق،باب الأنجاس:۴۲۲/۱،رشیدیة)

کی بنا پر موجودہ بناوٹ کو مشروع تجویز کر کے بغیر انحراف کے ہی استعمال کیا جائے گا، لہٰذا اس کی بناوٹ میں ہی تغیر کردی جائے، تاکہ اس کا رخ صحیح ہو جائے۔(۱)

غلطی کی اصلاح کیلئے خرچ کرنا اضاعت نہیں، ہاں! غلط کام کیلئے خرچ کرنا اضاعت ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیو بند، ۱۳۸۸/۵/۲۳ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیو بند، ۱۳۸۸/۵/۲۵ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۰۱/۵، ۳۰۲)

---

(۱) **بیت الخلا کا رخ:**

۱۔ قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف رخ یا پیٹھ کرنا ممنوع ہے۔حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم قضائے حاجت کے لیے جاؤ، تو پاخانہ یا پیشاب کرتے وقت، قبلہ کی طرف نہ رخ کرو اور نہ پیٹھ''۔(جامع ترمذی مع معارف السنن: ۸۹/۱)

۲۔ اس لیے پاخانہ یا پیشاب چاہے بیت الخلا میں کیا جائے یا میدان وصحرا میں دونوں صورتوں میں قبلہ کی طرف رخ یا پیٹھ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔(رد المحتار: ۳۴۱/۱)

۳۔ پاخانہ یا پیشاب خانہ کی سیٹ کا رخ یا پیٹھ قبلہ کی طرف نہیں ہونی چاہیے، بلکہ (ہندوستان و پاکستان وغیرہ ممالک میں) اتر یا دکھن رخ بنانا چاہیے۔

۴۔ لیکن قبلہ کی طرف منھ کرنے میں اصل اعتبار شرم گاہ کے رخ کا ہے۔(رد المحتار: ۳۴۱/۱) جیسا کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' **فلا يستقبل القبلة و لايستدبرها بفرجه**''.(**كنز العمال: ٥/ ٨٦**)

۵۔ اگر کہیں بیت الخلا قبلہ کی رخ پر بنا ہوا ہو، یا ٹرین یا جہاز بحری یا فضائی میں قبلہ کی طرف رخ کر کے قضاء حاجت کی نوبت آجائے، تو ایسے موقع پر قبلہ کی سمت سے اپنے رخ کو قدرے ہٹا لینا چاہیے، اور یہ استغفار کرنا چاہیے کہ ہم پورے طور پر رخ کو نہ پھیر سکے۔(رد المحتار: ۳۴۱/۱۔۳۴۲)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ''جب ہم شام گئے، تو وہاں بیت الخلا ہم نے قبلہ کی سمت بنا ہوا پایا، (تو جب ہم اس میں جاتے تو) اپنا رخ قبلہ کی طرف سے تھوڑا سا ہٹا لیتے، اور اللہ سے استغفار طلب کرتے (کہ ہم پورے طور پر قبلہ کی سمت سے نہ ہٹ پائے)۔(جامع ترمذی مع معارف السنن: ۹۰/۱)

اور اگر قبلہ رخ بھول سے بیٹھ جائے، تو یاد آتے ہی اپنے رخ کو ہٹا لے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیت اللہ کی عظمت کے پیش نظر ایسا کرنے والے کی مغفرت، وہاں سے اٹھنے سے پہلے ہو جاتی ہے۔

۶۔ چھوٹے بچے کو بھی پیشاب یا پاخانہ کراتے وقت، اس کے رخ کو قبلہ کی طرف کرنا مکروہ تحریمی ہے، ایسی صورت میں پیشاب، پاخانہ کرانے والی عورت یا مرد گنہ گار ہوں گے۔

۷۔ اگر کسی نے اپنا ستر نہیں کھولا اور پیشاب کے لیے ایسے رخ بیٹھا کہ اس کی پیٹھ قبلہ کی طرف ہے، تو اس میں حرج نہیں (فتاویٰ تاتارخانیہ: ۱۰۵/۱) البتہ ادب کے خلاف ہوگا۔

۸۔ قضاء حاجت کے لیے کھلی جگہ میں چاند یا سورج کی طرف رخ کر کے بیٹھنا بھی مکروہ تنزیہی ہے، البتہ اگر گھر میں کرے، تو کوئی حرج نہیں۔(رد المحتار: ۳۴۲/۱، مراقی الفلاح: ۲۹/۱)۔(طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ: ۲۰۹ تا ۲۱۱۔انیس)

پیشاب خانہ مشرق رُخ بن گیا ہے، اس کو کیا کیا جائے:

سوال: ایک مسجد میں پیشاب خانے مشرق رو بن گئے ہیں، پیشاب اور استنجا کرتے ہوئے مغرب کو پشت ہوتی ہے، انجینئر وغیرہ ایک اور مسجد کی نظیر دیتے ہیں کہ وہاں جاننے والے نہیں تھے، ایک عالم صاحب نے اس طرح بول و براز کو حدیث وفقہ کی رو سے مکروہ تحریمی بتلایا، کیا یہ صحیح ہے؟ اور دوسری مسجد کی نظیر کے پیشِ نظر کیا وہ پیشاب خانے باقی رکھے جائیں، یا توڑ کر جنوباً وشمالاً بنایا جائے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

حدیثِ پاک میں قبلہ کی طرف رُخ یا پشت کر کے بول و براز کی ممانعت آئی ہے، پھر کسی مسجد میں اگر غلط طریقہ ناواقفیت یا بے توجہی کی بنا پر اختیار کر لیا گیا، تو اس کو نظیر میں پیش کرنا غلط ہے، اور اس کو بھی حدیث پاک کے تحت کیا جائے، اس غلط صورت کی وجہ سے حکم شرعی کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا، اس لئے توڑ کر شمالاً وجنوباً رُخ بنایا جائے۔

"لاتستقبلوا القبلة و لا تستدبروها" الحديث. (۱) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۰۰/۵-۳۰۱)

بڑے کمرے میں بیت الخلا بنانا کیسا ہے:

سوال: دیہات میں (گاؤں میں) اگر گھر بڑا ہو، پھر اس گھر کے ایک کمرے میں بیت الخلا وغیرہ بنائیں، تو کوئی حرج ہے یا نہیں؟ جبکہ اور کہیں جانے سے تکلیف ہوگی اور پردہ وغیرہ کا انتظام بھی نہیں، اس بارے میں بیان فرمائیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

گھر کے اندر ایک کمرہ میں عورتوں کے لئے بیت الخلا بنا لینا ضروری ہے، بلکہ امریکی پاخانہ یا اس قسم کی کوئی اور باتھ روم وغیرہ بنا لینا زیادہ بہتر ہے۔ (۲) فقط واللہ اعلم بالصواب،

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند، سہارنپور (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱۳۵/۱، ۱۳۶)

---

(۱) الحديث بتمامه: "عن أبي أيوب الأنصاري قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: "إذا أتيتم الغائط... الخ. (مشكوٰة المصابيح: ۴۲/۱، باب آداب الخلاء، قديمي/ وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته: ۳۵۷/۱، الاستنجاء، رشيديه. وكذا في مجمع الأنهر: ۱۰۰/۱، باب الأنجاس، دار الكتب العلمية، بيروت)

(۲) عن ابن عمرؓ: ارتقيت فوق بيت حفصةؓ لبعض حاجتي فرأيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقضي حاجته مستقبل الشام مستدبر القبلة. (للستة، جمع الفوائد، قضاء الحاجة: ۸٦)

==

پیشاب پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف رخ یا پشت کرنا شرعاً کیسا ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر بوقت رفع حاجت ضروری، منہ جانب بیت المقدس ہوئے یا منہ یا پشت بوقت حاجت ضروری جانب قبلہ ہووے، تو اس کے متعلق کیا حکم ہے، ہر دو امور کی نسبت تحریر فرمایا جائے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

درمختار میں ہے:

"(کما کره) تحريمًا(استقبال قبلة واستدبارها لِ)أجل(بول أوغائط)" الخ . (۱)

اور حدیث میں ہے:

"إذا أتيتم الغائط فلا تستقبلو القبلة ولا تستدبروها" الحديث. (۲)**والله تعالٰى أعلم**

(امداد المفتین: ص ۲۶۴)

== بیت الخلا کی جگہ:

۱۔ آدمی جہاں آباد ہو اور رہتا سہتا ہو، چاہیے کہ اس جگہ پاخانہ و پیشاب خانہ کا نظم کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں، مدینہ میں، جو بیت الخلا آپ کے اور آپ کے گھر والوں کے لیے بنے تھے، وہ ازواج مطہرات کے گھر کے قریب تھے، جیسا کہ بخاری کی روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی صراحت کی ہے۔ (صحیح بخاری: ۲/۵۹۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عہد میں گھروں کے قریب بیت الخلا بنوائے گئے تھے، اور قضاء حاجت کے لئے استعمال کئے جاتے تھے، بیت الخلا میں قضاء حاجت کی بے پردگی بھی نہیں ہوتی ہے، اور گناہ سے بھی بچا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری: ۲/۵۹۵۔ سنن ابن ماجہ: ۱/۲۶)

۲۔ بیت الخلا اگر پختہ نہ ہو، تو اس کا گڑھا پڑوسی کی دیوار سے ملحق نہ کھودا جائے، تا کہ اس کی دیوار کو نقصان نہ ہو، اور اس کی بدبو اس کے لیے تکلیف دہ نہ ہو۔ (ردالمحتار)

۳. ایسا بیت الخلا جس کی گندگی ٹنکی میں نہ ہو، بلکہ اسے صاف کیا جاتا ہو، اس کے گڑھے کا رخ راستہ کی طرف کرنا اور بغیر ڈھکن کے چھوڑ دینا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف ہے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ پر پاخانہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۱/۶۶ حدیث: ۳۳۴)

کیوں کہ آنے جانے والوں کو اس کی بدبو سے تکلیف ہوتی ہے۔

۴. نہر، دریا، حوض، کنواں یا چشمہ کے کنارے بیت الخلا بنانا اور بیت الخلا کے گندے پانی کو اس میں بہانا ممنوع ہے، کیوں کہ اس سے پانی گندہ ہو جاتا ہے۔ (ردالمحتار: ۱/۳۴۳) (طہارت کے احکام ومسائل: صفحہ ۱۳۵، ۱۳۶۔ انیس)

(۱) الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار، فصل في الاستنجاء: ۱/۳۴۱، بيروت، انيس

(۲) عن أبي أيوب الأنصاريؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " إذا أتى أحدكم الغائط فلايستقبل القبلة ولايولها ظهرها، شرقوا أوغربوا . (بخارى، باب لا تستقبل القبلة ببول ولاغائط إلاعند البناء، جدار أونحوه، ص ۳۰، نمبر ۱۴۴)

اس حدیث میں ہے کہ پاخانہ کے وقت استقبال قبلہ یا استدبار قبلہ نہ کرے۔ ==

رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف رخ یا پشت کرنا کیسا ہے:

سوال: مغرب کی جانب پشت کر کے پیشاب و پاخانہ کرنا کیسا ہے؟ مسجد میں مغرب کی جانب پشت کرنا کیسا ہے؟ استنجاخانہ، پاخانہ مغرب کی طرف درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ **وباللّٰہ التوفیق**

قبلہ کی طرف رخ یا پشت کر کے پیشاب، پاخانہ کرنا مکروہ تحریمی ہے، حدیث میں ایسا ہی ہے، جامع ترمذی دیکھ لیجیے۔(۱) استنجاخانہ اور پاخانہ جس طرف چاہے بنا سکتا ہے، لیکن اس کو ایسا بنانا چاہیے کہ رفع حاجت کے لئے بیٹھنے میں قبلہ کی طرف رخ یا پشت نہ ہو۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱۳۷۵/۱۲/۲۰ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ جلد دوم صفحہ ۵۶)

بالکل چھوٹے بچوں کے لئے استقبال واستدبار کا حکم:

سوال: کیا قضاءِ حاجت کے وقت چھوٹے بچوں کے لئے بھی استقبال واستدبار قبلہ کا کوئی حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــ

والدہ یا جو انہیں قضاءِ حاجت کرائے، اسے حکم ہے کہ وہ اسے قبلہ رو یا مستدبر قبلہ لے کر نہ بیٹھے۔

"(وکذا یکرہ)......(للمرأة إمساک صغیر لبول أو غائط نحو القبلة)". (درمختار، استنجاء)

"(قوله إمساک صغیر): هذه الکراهة تحریمیة، لأنه قد وجد الفعل من المرأة ط". (شامی، فصل فی الاستنجاء. مطلب القول المرجح علی الفعل: ج۱ص۲۵۱) فقط واللّٰہ أعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان (خیر الفتاویٰ: ۱۸۰/۲)

== ایک دوسری حدیث میں مطلقاً اس کی ممانعت آئی ہے:

عن سلمانؓ قال: "قیل له قد علمکم نبیکم صلی اللّٰه علیه وسلم کل شیء حتی الخرائة؟ قال: فقال أجل، لقد نهانا أن نستقبل القبلة لغائط أو بول أو أن نستنجی بالیمین أو أن نستنجی بأقل من ثلٰثة أحجار أو ان نستنجی برجیع أو بعظم". (مسلم، باب الاستطابة: ص۱۳۰ نمبر ۶۰۶/۲۶۲/ ترمذی، باب الاستنجاء بالحجارة، ص۱۰، نمبر ۱۶) اس حدیث میں ہے کہ پیشاب اور پاخانہ کے وقت استقبال قبلہ نہ کرنے میں چہار دیواری کی قید نہیں ہے، اس لئے چہار دیواری میں بھی استقبال قبلہ مکروہ ہوگا۔ انیس

(۱) **عن أبی أیوب الأنصاریؓ قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: "إذا أتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة بغائط ولا بول ولا تستدبروها ولکن شرقوا أو غربوا". (الترمذی، باب فی النهی عن استقبال القبلة بغائط أو بول: ۳/۱)**

(کما کره) تحریماً (استقبال قبلة واستدبارها لـ) أجل (بول أو غائط). (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، فصل فی الاستنجاء: ۵۵۴/۱)

(۲) پودان کا رخ بھی ایسا نہ ہو کہ بیٹھنے کی صورت میں استقبال قبلہ لازم آئے۔ انیس

پیشاب کراتے وقت بچے کو قبلہ رخ کر کے پکڑنا کیسا ہے:

سوال: خواتین میں یہ عادت ہوتی ہے کہ کبھی کبھی وہ بچے کو پیشاب یا پاخانہ کے لئے قبلہ رخ کر کے پکڑتی ہیں، اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ

قبلہ کی طرف استدبار واستقبال دونوں مکروہ ہے، فقہی ذخائر میں عورتوں کے اس عمل کو مکروہ قرار دیا گیا ہے، کہ وہ بچوں کو پیشاب یا پاخانہ کے لئے قبلہ رخ کر کے پکڑیں، اس لئے ایسے عمل سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

کما قال الحصکفیؒ: "**(وکذا یکرہ) هذه تعم التحريمية والتنزيهية(للمرأة إمساک صغير لبول أوغائط نحو القبلة)**". (الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار، فصل فی الاستنجاء: ج۱ص۳۴۲)(۱)

(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۹۹)

جنگل اور میدان میں قبلہ کی طرف پشت کر کے استنجا کرنے کا حکم:

سوال: راستوں میں یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ لوگ قبلہ کی طرف پشت کر کے بھی قضاء حاجت کرتے رہتے ہیں، کیا جنگل اور میدان وغیرہ میں ایسا کرنا درست ہے؟ (ایم، اے معز، علی نگر)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پیشاب و پاخانہ کے موقع پر قبلہ کی طرف رخ کرنے یا پشت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

"عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم:" إنما أنا لكم بمنزلة الوالد أعلمكم فإذا أتى أحدكم الغائط فلايستقبل القبلة ولايستدبرها". (۲)

اس لئے فقہاء رحمہم اللہ نے پیشاب و پاخانہ کے موقع پر کھلی جگہ ہو یا عمارت، بہر صورت قبلہ کی طرف رخ یا پشت کر کے بیٹھنے سے منع کیا ہے:

،،(کرہ) تحريمًا(استقبال قبلة واستدبارها لِ)أجل(بول أوغائط).....(ولوفی بنيان) لإطلاق النهی،،. (۳)

---

(۱) قال العلامة حسن بن عمار الشرنبلالیؒ:(ويكره إمساک الصبی نحو القبلة)قال السيد أحمد الطحطاویؒ: (تحت قوله يكره إمساک الصبی)...ويكره إمساكه حال قضاء حاجته نحو القبلة وعين القمرين ونحو ذلک". (الطحطاوی حاشية مراقی الفلاح،باب الاستنجاء: ج۱ص۴۱/ ومثله فی البحر الرائق،فصل فی الإستنجاء: ج۱ص۲۴۳)

(۲) سنن أبی داؤد،حديث نمبر:۸

(۳) الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار،فصل فی الاستنجاء:۱/۵۵۴۔

عمارت کے اندر جو بیت الخلا بنے ہوئے ہیں، وہاں کے بارے میں تو فقہا کے درمیان ایک گونہ اختلاف بھی ہے، لیکن کھلے مقامات کے بارے میں تو اتفاق ہے کہ وہاں استنجا کی حالت میں قبلہ کو سامنے یا پیچھے رکھنا مکروہ تحریمی ہے، اس لئے اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ (کتاب الفتاویٰ:۲/۶۸و۶۹)

قبلہ رخ پیشاب کرنا اور تھوکنا کیسا ہے:

سوال: کعبۃ اللہ کی سمت رخ کر کے یا مسجد کے زیر سایہ پیشاب کرنا اور تھوکنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

قبلہ رخ تھوکنا نہیں چاہیے۔(۱)

اور پیشاب کرنا تو زیادہ مکروہ ہے۔(۲)

اس سے بچ کر مسجد کے زیرِ سایہ اس طرح کہ بدبو مسجد میں نہ آئے، گنجائش ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۲/۲/۲۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۲/۲/۲۵ھ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۳۰۲)

آب دست کے وقت قبلہ رخ منہ یا پیٹھ کرنا کیسا ہے:

سوال: بول اور براز قبلہ کی طرف منہ اور پشت کر کے ممنوع ہے، اور استنجا کرنا یعنی آبدست لینا، قبلہ کی طرف منہ یا پشت کر کے کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ

چونکہ کوئی دلیل نہی کی نہیں ہے، اس لیے جائز ہے۔فقط

۱۵/شوال ۱۳۲۱ھ (امداد: جلد ا صفحہ ۳)

---

(۱) "عن أنس بن مالك رضي اللّٰه تعالیٰ عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم رأى نخامةً في القبلة ، فشقّ ذلك عليه، حتى رئي في وجهه، فقام، فحكه بيده، فقال: "إن أحدكم إذا قام في صلاته، فإنه يناجي ربه" أو "إن ربه بينه وبين القبلة ، فلايبزقن أحدكم قبل القبلة، ولكن عن يساره أو تحت قدمه". (صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب حكّ البزاق باليد من المسجد:۱/۵۸، قديمي)

"قال الحافظ: وهذا التعليل يدل علىٰ أن البزاق في القبلة حرام، سواء كان في المسجد أم لا". (فتح الباري:۲/۶۶۹، قديمي)

(۲) "(كما كره) تحريماً (استقبال قبلة واستدبارها لِ) أجل (بول أو غائط)". (الدرالمختار، كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء:۱/۳۴۱، سعيد/ وكذا في البحر الرائق، قبيل كتاب الصلاة:۱/۴۲۲، رشيديه/ وكذا في الفتاویٰ السراجية، كتاب الصلاة، فصل في الاستنجاء: ص۶، سعيد)

(مگر نہ کرنا موجب ثواب ہے۔ کما فی المنیة: أن ترکه أدب ، الخ. (شامی، جلد اول ،ص ۳۵۳)(۱) بعد میں معلوم ہوا کہ اس مسئلہ کو ان مسائل میں درج کیا گیا ہے، جن کے متعلق مشائخ پر بعض علما نے تنبیہ فرمائی ہے۔(دیکھو! ملحقات تتمہ اولیٰ امداد الفتاویٰ صفحہ ۳۳۰)

نوٹ: یہ اضافہ تصحیح الاغلاط ،صفحہ:۱، سے کیا گیا ہے۔

(از ملحقات تتمہ اولیٰ صفحہ ۳۳۰)

خلاصۂ سوال: از روئے بقبلہ بوقت استنجا؟(۲)

خلاصۂ جواب: جائز ہے۔

تسامح:

شان کعبہ وقبلہ را مد نظر داشتہ کہ عین مقصود اہل اسلام است، ضروری بود کہ جواب ایں طور دادند۔(۳)

الجواب

ترک ادب است، نباید کرد۔

" فلو للاستنجاء لم یکره ".(الدر المختار،فصل الاستنجاء)

(قوله لم یکره):أی تحریمًا، لما فی المنیة:أن ترکه أدب، ولما مر فی الغسل أن من آدابه أن لایستقبل القبلة لأنه یکون غالبًا مع کشف العورة......، ولقولهم یکره مد الرجلین إلی القبلة فی النوم وغیره عمدًا وکذا فی حال مواقعة أهله.(رد المحتار:جلد اول،صفحه ۳۵۳)

(امداد الفتاویٰ جدید:۱/۱۳۷۔۱۳۸)

پیشاب کرتے وقت سورج یا چاند کی طرف منہ کرنا کیسا ہے:

سوال: کیا چاند وسورج کی طرف منہ کر کے پیشاب پاخانہ کرنا جائز ہے؟اور اگر جائز نہیں،تو سورج یا چاند بادلوں میں مستور ہوں،تو بھی یہی حکم ہے، یا نہیں؟

الجواب

فقہی ذخائر سے معلوم ہوتا ہے کہ پیشاب پاخانہ کرتے وقت سورج چاند یا تیز ہوا کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے،البتہ اگر سورج یا چاند بادلوں میں چھپے ہوئے ہوں،تو اس صورت میں پیشاب کرتے وقت ان چیزوں کی طرف منہ کرنا بلا کراہت جائز ہے۔

(۱) فصل فی الاستنجاء، تحت قول الدر :فلو للاستنجاء لم یکره ۔انیس

(۲) استنجا کے وقت قبلہ رو ہونا کیسا ہے؟انیس

(۳) کعبہ وقبلہ کی شان، جو اہل اسلام کا عین مقصود ہے، کو مد نظر رکھتے ہوئے، ضروری ہے کہ جواب اس انداز سے دیا جائے۔انیس

قال العلامة ابن عابدینؒ:" والذی یظهر أن المراد استقبال عینهما مطلقاً لاجهتهما ولا ضوئهما، وأنه لوکان ساتر یمنع عن العین ولوسحاباً فلاکراهة، وأن الکراهة إذا لم یکونا فی کبد السماء ". (ردالمحتار، فصل فی الاستنجاء، مطلب القول المرجح علی الفعل: ج۱ص۳۴۲) (۱)

(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم، صفحہ۵۹۶)

سورج کی طرف رخ کر کے استنجا کرنا، جبکہ سورج ابر آلود ہونے کی وجہ سے دکھائی نہ دیتا ہو:

سوال: اگر آفتاب ابر کی آڑ میں ہو اور دکھائی نہ دیتا ہو، تو اس طرف کو منہ کر کے پیشاب کرے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

فی رد المحتار:" والذی یظهر أن المراد استقبال عینهما مطلقًا لاجهتهما ولا ضوء هما، وأنه لوکان ساتر یمنع عن العین ولوسحابًا فلا کراهة، وأن الکراهة إذا لم یکونا فی کبد السماء. (جلد أول، صفحه ۳۵۴، فصل فی الاستنجاء).

اس سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں ادھر منہ کر کے پیشاب کرنا درست ہے۔(۲)

۲۴ ر جمادی الاخریٰ ۲۳۲۲ھ، امداد: ۱/۵۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۱۳۸-۱۳۹)

قطب تارے کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا کیسا ہے:

سوال: قطب تارے کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

قطب تارے کی طرف منہ کر کے پیشاب پاخانہ کرنا درست ہے، کیونکہ یہ حکم کعبہ شریف کیلئے ہے کہ اس کی طرف حاجت کے وقت استقبال واستدبار نہ ہو۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۷۷۳)

---

(۱) قال العلامة حسن بن عمار الشرنبلالیؒ: ویکره استقبال عین الشمس والقمر لأنهما آیتان عظیمتان آه". قال السید أحمد الطحطاویؒ: (قوله یکره استقبال الخ)"إطلاق الکراهة یقتضی التحریم وقید بالعین إشارة إلیٰ أنه لوکان فی مکان مستور ولم تکن عینهما بمرأی منه لایکره بخلاف القبلة "الخ. (طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح، فصل فی الاستنجاء: ج۱ص۴۱)

(۲) چاند، سورج کی طرف پاخانہ، پیشاب کے وقت منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

(واستقبال شمس وقمر لهما) أی لأجل بول أوغائط آه (درمختار) والظاهر أن الکراهة هنا تنزیهیة ما لم یرد نهی" آه. (رد المحتار، فصل فی الاستنجاء، مطلب القول المرجح علی الفعل: ۱/۲۵۱)

لیکن مراد چاند سورج کی ذات کا استقبال واستدبار ہے، اس جہت یا ان کی روشنی کا استقبال واستدبار مکروہ نہیں ہے، اسی طرح جب وہ نظر نہ آرہے ہوں، تو بھی کراہت نہیں، اور صورت مسئولہ میں چونکہ آفتاب ابر میں چھپا ہوا ہے، اس لئے کراہت نہیں ہے۔ سعید

(۳) (کما کره) تحریمًا (استقبال قبلة واستدبارها لِ) أجل (بول أوغائط) الخ. (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء: ۱/۳۵۳، ظفیر)

شمال وجنوب رُخ استنجا کا کیا حکم ہے:

سوال: قبلہ کی جانب کے سوا شمال یا جنوب کی طرف منہ کر کے بول وبراز کرنا ممنوع ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

ممنوع نہیں۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۸۰)

استنجا کرتے وقت شمال کی طرف منہ کرنے کا حکم:

سوال: ہمارے علاقہ میں یہ مشہور ہے کہ شمال کی طرف چھوٹا قبلہ ہے، اور مغرب کی طرف بڑا قبلہ، تو کیا جس طرح پیشاب وپاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنا جائز نہیں، شمال کی طرف بھی ایسا ہی حکم ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ

احادیث مبارکہ میں قبلہ (کعبہ) کی طرف استنجا کے وقت منہ یا پشت کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے، اوراس کے متبادل بقیہ دونوں طرف منہ یا پشت کرنے کا حکم ہوا ہے، اب یہ دونوں اطراف کے علاقے جغرافیائی نظام کے مطابق ہوں گے، یعنی جہاں کعبہ مغرب یا مشرق کی جانب ہو، تو اس کے دونوں اطراف شمال وجنوب ہے، اور جہاں کعبہ شمال یا جنوب کی طرف ہو، تو وہاں کے رہنے والوں کو مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنے کا حکم ہے۔

عن أبی أیوب الأنصاریؓ قال:" قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم:" إذا أتیتم الغائط لا تستقبلوا القبلة ولاتستدبروھا لکن شرقوا أوغربوا ".(الجامع للترمذیؒ، باب فی النھی عن استقبال القبلة بغائط: ج۱ص۸)(۲)(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۹۴)

قبرستان میں استنجا کرنے کا حکم:

سوال: قبرستان میں استنجا، پائخانہ کرنا کیسا ہے؟

---

(۱) (کما کرہ) تحریمًا(استقبال قبلة واستدبارھا لِ)أجل (بول أوغائط).....(ولوفی بنیان)لإطلاق النھی (در مختار)(قولہ لإطلاق النھی)وھوقولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم:" إذا أتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولاتستدبروھا،ولکن شرقوا أو غربوا "رواہ الستة.(رد المحتار، فصل الاستنجاء:۱/۳۱۶،ظفیر)

بخاری،باب لا تستقبل القبلة ببول ولاغائط إلاعند البناء،جدار أونحوہ،ص۳۰،نمبر۱۴۴،انیس

(۲) وکذافی الصحیح للبخاریؒ: ۳۹۴،عن ابی ایوب رضی الله عنه.انیس

قال الحصکفیؒ:"(کما کرہ) تحریمًا(استقبال قبلة واستدبارھا لِ)أجل(بول أوغائط).....(ولوفی بنیان)لإطلاق النھی". (الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار،فصل الاستنجاء: ج۱ص۳۴۱/ومثلہ فی مراقی الفلاح علیٰ صدر الطحطاوی، فصل فی الاستنجاء: ج۱ص۴۱)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

قبرستان میں استنجا، پائخانہ کرنا سخت گناہ کی بات ہے، اس سے پرہیز کرنا بہت ضروری ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی۔ (حبیب الفتاویٰ جلد سوم، صفحہ ۴۷و۴۸)

ناپاک جگہوں پر پیشاب وپاخانہ کرنا کیسا ہے:

سوال: میں یو، ایس، اے، میں رہتی ہوں، یہاں تقریباً آدھا ٹوائلیٹ ہر وقت پانی سے بھرا رہتا ہے، اس لیے جب میں پانی سے اپنی صفائی کرتی ہوں، تو مجھے ہمیشہ کمر پر چھینٹیں محسوس ہوتے ہیں، ٹوائلیٹ میں ٹیشو بھی نہیں ڈال سکتی کیوں کہ یہ قابل عمل نہیں، اس وجہ سے کہ اتنے زیادہ پانی کے ہوتے ہوئے ٹیشو فوراً نیچے بیٹھ جاتا ہے، دوسرے یہ کہ نالیوں کو بند کرسکتا ہے، میں اپنے آپ کو پاک کرنے کے لیے آخر میں غسل کرتی ہوں کیوں کہ میں استنجا کرنے کے بعد کمر کی چھینٹوں کی بنا پر مطمئن نہیں ہوتی۔

میں ایک دن میں پانچ چھ بار غسل بھی نہیں کرسکتی، براہ کرم میری رہنمائی فرمائیے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

اولاً تو ایسی گندی جگہ بیٹھ کر استنجا وضو کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے، لیکن اگر باتھ روم دوسرا نہ ہونے کی وجہ سے مجبوری ہو، تو پھر مذکورہ مقام پر ہی طہارت حاصل کی جائے، اور اس دوران جہاں چھینٹیں پڑ کر ناپاک ہونے کا اندیشہ یا یقین ہو، تو صرف متاثرہ عضو دھوکر پاک وصاف کرلیا جائے، تو بلاشبہ نماز ادا ہوجائے گی، ہر دفعہ غسل کی ضرورت نہیں

وفی الھندیة، فی مستحبات الوضوء: التوضؤ فی موضع طاھر الخ (۹/۱)

وفی الدر: (و) عفی، إلٰی قوله، (وبول انتضح کرؤوس إبر) الخ. (۳۲۲/۲) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

(فتاویٰ دار الافتاء والقضاء، جامعہ بنوریہ، پاکستان، سیریل نمبر: ۸۵۳۰)

اذان کے وقت استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: کیا اذان کے وقت طہارت لینا درست ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

اگر کوئی شخص پہلے سے استنجا کی حالت میں ہو، اور اذان ہونے لگے تو حرج نہیں، البتہ اس حالت میں زبان سے

---

(۱) عن جابرؓ أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم نھی أن یجصص القبر، وأن یبنٰی علیه أو یقعد علیه وأن یکتب علیه وأن یوطأ. (لمسلم وأصحاب السنن، جمع الفوائد، تشییع الجنائز وحملھا ودفنھا: ص۳۹۲۔انیس)

اذان کا جواب نہ دے۔(۱) اگر استنجا کو جانے سے پہلے اذان شروع ہوگئی اور استنجا کا شدید تقاضہ نہ ہو، یا یہ اندیشہ نہ ہو کہ ازدحام کی وجہ سے تاخیر کرنے کی صورت میں نماز کی کوئی رکعت یا نماز سے پہلے کی سنت فوت ہوسکتی ہے، تو بہتر ہے کہ رک کر اذان کا جواب دے دے۔

سمع الأذان وهويمشي فالأولى أن يقف ساعةً ويجيب. (۲)

اس کے بعد استنجا کرے، مسجدوں میں عام طور پر نمازوں کے اوقات میں اتنا ہجوم ہو جاتا ہے کہ انتظار کرنے میں جماعت فوت ہونے کا یا دوسروں کو دشواری پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے، ایسی صورت میں اذان کے درمیان استنجا کر لینے میں مضائقہ نہیں، کیوں کہ اصل میں اذان کا عملی جواب دینا واجب ہے، اور وہ ہے ”جماعت میں شرکت“ زبان سے جواب دینا واجب نہیں۔ (کتاب الفتاویٰ:۲/۷۱،۷۲)

بیت الخلا میں داخل ہونے کا طریقہ کیا ہے:

سوال: جناب مفتی صاحب! میں نے ایک شخص سے سنا ہے کہ بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت پہلے بائیں پاؤں کو داخل کرنا چاہئے اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر کرنا چاہئے، کیا یہ درست ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ

معاشرہ میں دو قسم کے اعمال ہوتے ہیں، ایک وہ اعمال جو عظمت اور کرامت والے ہوتے ہیں، اور دوسرے خسیس اور بے عظمت وحرمت والے اعمال، شریعتِ مقدسہ میں ہر عظمت والے عمل کو دائیں طرف سے اور ہر خسیس عمل کو بائیں طرف سے شروع کرنے کا حکم ہے، چونکہ بیت الخلا خسیس اور غیر ذی شان والے اعمال سے تعلق رکھتا ہے، اس لئے بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت بائیں پاؤں سے داخل ہونا چاہئے اور نکلتے وقت دائیں پاؤں کو پہلے نکالنا چاہئے، اور یہی آدابِ بیت الخلا سے ہے۔

لماقال الشيخ وهبة الزحيليؒ: ”يدخل الخلاء برجله اليسرىٰ ويخرج برجله اليمنىٰ لأن كل ماكان من التكريم يبدأ فيه باليمين وخلافه باليسار لمناسبة اليمين للمكرم واليسار للمستقذر“.
(الفقه الإسلامي وأدلته، خامساً، آداب قضاء الحاجة: ج۱ص۲۰۳) (۳) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم، صفحہ ۵۹۹و۶۰۰)

---

(۱) الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار: ۱/۲۹۲۔

(۲) الفتاویٰ الهندية: ۱/۵۷۔

(۳) وفي الهندية: ”ويستحب له عند الدخول في الخلاء أن يقول: ”أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ“ ويقدم رجله اليسرىٰ وعند الخروج يقدم اليمنىٰ“. (الفتاویٰ الهندية، فصل في الاستنجاء: ج۱ص۵۰/ ومثله في معارف السنن، باب مايقول إذا دخل الخلاء: ج۱ص۷۶)

بیت الخلا میں دخول کے وقت تعوذ کا حکم:

سوال: ''تجوید مبتدی'' میں لکھا ہے کہ: ''تعوذ قرآن مجید کے علاوہ کسی دوسری کتاب کے شروع کرنے سے پہلے پڑھنا مکروہ ومنع ہے''۔ اور علامہ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی سائل کو جواب دیتے ہوئے وضو کرتے وقت تعوذ اور بسم اللہ کو جمع کر کے پڑھنے کو افضل لکھا ہے۔ تو کیا وضو کرتے وقت ''بسم اللہ'' کیساتھ تعوذ کو جمع کر کے پڑھنا جائز ہے؟ علامہ تھانویؒ کا جواب تجوید مبتدی کی عبارت کے خلاف پڑتا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

قرآن پاک کے علاوہ کسی اور کتاب کو شروع کرتے وقت ''اعوذ'' نہ پڑھا جائے، پڑھنے کے علاوہ دوسرے بعض کام ایسے ہیں کہ ان کے شروع میں ''اعوذ'' پڑھا جاتا ہے، جیسے وضو کرتے وقت اور بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے:

'' اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ''. وغیرہ۔(١)

دونوں عبارتوں میں کوئی تعارض نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ:٢٨٨/٥)

بیت الخلا جاتے وقت دعا کس وقت پڑھی جائے:

سوال: پائخانہ جاتے وقت جو دعا پڑھی جاتی ہے، وہ کس وقت پڑھنی چاہئے، پائخانہ کے اندر جا کر، یا بایاں پاؤں پائخانہ میں رکھ کر، یا پائخانہ کے باہر ہی؟

---

(١) ''ویدخل الخلاء ویستعیذ باللّٰه من الشیطان الرجیم قبل دخوله،وقبل کشف عورته،ویقدم تسمیة اللّٰه تعالٰی علی الاستعاذة الخ''. (مراقی الفلاح ص:٥١،فصل فیما لایجوز به الاستنجاء،قدیمی) وکذا فی رد المحتار: ٣٤٥/١،فصل الاستنجاء، سعید)

'' وقیل:الأفضل''بسم اللّٰه الرحمن الرحیم''بعد التعوذ.وفی المجتبیٰ: یجمع بینهما اهـ.وفی شرح الهدایة للعینی:المروی عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم:''بسم اللّٰه والحمد للّٰه''.رواه الطبرانی فی الصغیرعن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه، بإسناد حسن اهـ''. (ردالمحتار:١٠٩/١، سنن الوضوء،مطلب سائر بمعنی باقی الخ، سعید)

جب بیت الخلا کے دروازہ پر پہنچے، تو اندر داخل ہونے سے پہلے بسم اللہ کہتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

'' اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ''.(سنن ابن ماجه:٥٩/١،حدیث٢٩٤)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''بنی آدم کے ستر اور جنوں کی نگاہ کے درمیان کا پردہ جب کہ وہ بیت الخلا جائیں، بسم اللہ کہنا ہے''۔ (حوالہ مذکورہ، حدیث:٢٩٦)

اور دعا پڑھنے کے بعد اپنا بایاں پاؤں بیت الخلا میں رکھے، پھر اندر جائے۔ اور اگر دعا پڑھنا بھول جائے اور بیت الخلا میں داخل ہونے کے بعد یاد آئے، تو دل میں تعوذ کرلے، زبان سے نہ پڑھے۔ (طحطاوی:٣٠و٣١)۔ (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ٢١٣، انیس)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

پائخانہ کے اندر پیر رکھنے سے پہلے پڑھی جائے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیو بند، ۲۰/۵/۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیو بند (فتاویٰ محمودیہ: ۲۸۹/۵)

پیشاب کرنے کے وقت کوئی مستقل دعا نہیں، بلکہ بول و براز دونوں کیلئے ایک ہی دعا ہے:

سوال: پاخانہ جانے کی جس طرح دعا ہے، پیشاب کے وقت کی بھی کوئی دعا ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ

مستقل نہیں، وہی دعا مشترک ہے:

لإطلاق اللفظ واشتراكهما في أكثر الأحكام الفقهية". (كما في الدر المختار، أحكام الاستنجاء)

۱۳/ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ (تتمہ اولیٰ صفحہ ۲۰۵) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱۴۳/۱-۱۴۴)

تعویذ والی انگوٹھی پہن کر استنجا خانہ میں جانا کیسا ہے:

سوال: انگوٹھی یا ایسی چیز پہن کر استنجا خانہ میں جانے کا کیا حکم ہے، جس میں آیت وغیرہ لکھی ہو؟

---

(۱) "ويستحب له عند الدخول في الخلاء أن يقول: " أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ"، ويقدم رجله اليسرىٰ". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۵۰/۱، الفصل الثاني في الاستنجاء، رشيديه/ وكذا في معارف السنن، باب مايقول إذا دخل الخلاء: ۶۷/۱، وكذا في رد المحتار، فصل الاستنجاء: ۳۴۵/۱، سعيد)

" سمعت أنسًاؓ يقول: "كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا دخل الخلاء، قال: " أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ". حدثنا عبد العزيز: إذا أراد أن يدخل. (بخاري، باب ما يقول عند الخلاء، ص۳۰، نمبر ۱۴۲)

" عن أنس بن مالكؓ قال: "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل الخلاء، قال عن حماد، قال: " أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ، وقال عن عبد الوارث: قال: "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ". (أبو داؤد، باب ما يقول الرجل إذا دخل الخلاء، ص۱۳، نمبر ۴/ ترمذي شريف، باب ما يقول إذا دخل الخلاء، ص۲، نمبر ۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ دائیں جانب اچھے کام کے لئے اور بائیں جانب ناپسندیدہ کام کے لئے اپنے پیر کو استعمال کرتے تھے:

"عن عائشة قالت: كانت يد رسول الله صلى الله عليه وسلم اليمنىٰ لطهوره وطعامه وكانت يده اليسرى لخلائه وما كان من أذى". (أبو داؤد، باب كراهية مس الذكر باليمين في الاستبراء، ص۷، نمبر ۳۳)

اور بیت الخلا سے نکلنے کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے:

"عن أنس بن مالكؓ قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا خرج من الخلاء قال: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذٰى وَعَافَانِيْ". (ابن ماجه، باب ما يقول إذا خرج من الخلاء، ص۲۶، نمبر ۳۰۱، انیس)

الجواب

اگر انگوٹھی میں اللہ کا نام ہو، یا کسی آیت وغیرہ کی تختی گلے میں ہو، جو تختی غلاف سے خالی ہو، تو چاہیے کہ استنجا جاتے وقت ان اشیا کو باہر نکال کر رکھ دے، یا کم از کم جیب میں رکھ لیں، کھلی حالت میں استنجا خانہ لے جانا تقاضۂ ادب کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔

"ویکره أن یدخل فی الخلاء ومعه خاتم علیه اسم اللّٰه تعالٰی، أوشیء من القرآن". (۱)

(کتاب الفتاویٰ: ۲/۳۷-۴۷)

بیت الخلا میں قرآنی آیات یا احادیث کے اوراق سمیت جانا:

سوال: قضاءِ حاجت کے لئے بیت الخلا میں جاتے وقت جیب میں آیات قرآنی یا احادیث کے اوراق ہوں، تو ایسی حالت میں بیت الخلا میں جانا اور قضاءِ حاجت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

شریعتِ اسلامی میں ہر معظم شے کی تعظیم واحترام کا حکم ہے، چونکہ آیاتِ قرآنی اور احادیث وغیرہ کے اوراق انتہائی معظم ومکرم ہیں، اور بیت الخلا میں ساتھ لے جانے سے ان کی تحقیر ہوتی ہے، اس لئے قصداً ایسا کرنے سے اجتناب کیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود بیت الخلا جاتے وقت اپنی انگوٹھی اتار لیتے تھے جس میں "محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا، البتہ اگر ایسے کاغذات جیب سے باہر رکھنے پر ضائع ہونے کا خطرہ ہو، تو پھر ساتھ لے جانے میں کوئی قباحت نہیں۔

لماقال الشیخ وهبة الزحیلیؒ: "لایحمل مکتوباًذکراسم اللّٰه علیه أوکل اسم معظم کالملٰئکة

(۱) **الفتاویٰ الهندیة: ۱/۵۰۔**

جس کاغذ یا انگوٹھی وغیرہ پر قرآن کی آیت، حدیث کا ٹکڑا یا اللہ کا نام لکھا ہوا ہو، اس کو قضاءِ حاجت کے وقت ساتھ لے جانا خلاف ادب ہے۔ ایسی چیزوں کو ساتھ نہیں لے جانا چاہیے۔ (ردالمحتار: ۱/۳۴۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا نقش "محمد رسول اللہ" تھا، اس لیے جب قضاءِ حاجت کے لیے جاتے، تو نکال کر رکھ دیتے"۔ (ابوداؤد: ۱/۴)

اسی طرح اگر جیب میں درہم یا نوٹ وغیرہ ہو اور اس پر ایک آیت پوری لکھی ہو، تو اس کو بیت الخلا میں ساتھ لے جانا مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر مکمل آیت نہیں ہے، تو مکروہ نہیں۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ: ۱/۱۰۶)

اگر بائیں ہاتھ کی انگلی میں اللہ کے نام کا نقش کی ہوئی انگوٹھی ہو، تو استنجا سے قبل اتار دینی چاہیے۔ (ردالمحتار: ۱/۳۴۵) (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۲۱۲، انیس)

والعزیزوالکریم ومحمد وأحمد" لما رویٰ أنسؓ: أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان إذا دخل الخلاء وضع خاتمہ وکان فیہ"محمد رسول اللّٰہ"فإن احتفظ بہٖ واحترزعلیہ من السقوط فلابأس". (الفقہ الإسلامی وأدلتہ،آداب قضاء الحاجۃ: ج۱ص۲۰۲)(۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۶۰۱و۶۰۲) ☆

بیت الخلا میں بغیر جوتوں کے جانے کا حکم کیا ہے:

سوال: بعض مساجد کے استنجا خانے مسجد میں ایسی جگہ ہوتے ہیں جہاں جوتوں سمیت جانا صحیح نہیں، اس لئے کہ مسجد کے صحن سے گذرنا پڑتا ہے، تو کیا ایسے استنجا خانوں یا بیت الخلا میں بغیر جوتوں کے جانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

ویسے تو جوتے پہن کر بیت الخلا وغیرہ میں جانا آدابِ قضاءِ حاجت سے ہے اور مستحب ہے، لیکن صورتِ مسئولہ میں مسجد کی عظمت اور حرمت کے پیشِ نظر جوتوں کے بغیر جانے میں کوئی قباحت نہیں، تاہم مناسب یہ ہے کہ مساجد کے استنجا خانے کسی ایسی جگہ بنائے جائیں، جہاں جوتوں سمیت جانا ممکن ہو۔

(۱) قال الشیخ خلیل أحمد السھارنفوریؒ(تحت قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم):عن أنسؓ أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم أنہ إذا دخل الخلاء وضع خاتمہ یعنی ینزع خاتمہ من الأصبع ثم یضعہ خارج الخلاء ولایدخل الخلاء مع الخاتم وھذالتعظیم اسم اللّٰہ عزوجل ویدخل فیہ کلماکان فیہ اسم اللّٰہ من القرطاس والدراھم". (بذل المجھود،باب الخاتم یکون فیہ ذکراللّٰہ تعالیٰ یدخل بہ الخلاء: ج۱ص۱۳)

☆ پنج سورہ وغیرہ کے ساتھ بیت الخلا جانا کیسا ہے:

سوال: اگر کسی شخص کی جیب میں پنج سورہ یا سورۂ یٰسین وغیرہ ہو، اور اسے بیت الخلا جانے کی حاجت ہو، اور یہ چیزیں وہاں رکھنے کی جگہ بھی نہ ہو، تو کیا شرعاً آدمی ان کے ساتھ بیت الخلا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

متبرک اشیا اور قرآنی آیات کا بیت الخلا یا کسی ایسی جگہ جہاں گندگی پڑی ہو، لے جانا صحیح نہیں، البتہ جیب میں رکھ لئے جائیں تو جائز ہے، مگر پھر بھی خلافِ اولیٰ ہے، کوشش کر کے ایسی چیزیں بیت الخلا سے باہر کسی محفوظ اور پاکیزہ جگہ پر رکھ دی جائیں، ورنہ بصورتِ مجبوری بلا کراہت مرخص ہے۔

لماقال العلامۃ الکاشغریؒ:"ویکرہ دخول المخرج لمن فی أصبعہ خاتم فیہ شیء من القرآن ومن أسماء اللّٰہ تعالیٰ لما فیہ من ترک التعظیم".

وقال العلامۃ إبرھیم الحلبیؒ فی شرح المنیۃ:"وقیل:لایکرہ إن جعل فصہ إلیٰ باطن الکف ولوکان مافیہ شیء من القرآن أو من أسماء اللّٰہ تعالیٰ فی جیبہ لابأس بہ وکذا لوکان ملفوفاً بشیء والتحرزأولیٰ".(کبیری:ص۵۸)

(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۶۲۶)

لما قال الشیخ وهبة الزحیلیؒ:"أن يلبس نعليه ويستر رأسه ويأخذ أحجار الاستنجاء أو يهيئ و يعد المزيل للنجاسة من ماء ونحوه".(الفقه الإسلامی وأدلته، باب خامساً،آداب قضاء الحاجة: ج۱ص۲۰۳) (فتاویٰ حقانیہ، جلد دوم، صفحہ ۶۰۲ و ۶۰۳)

بیت الخلا میں ننگے پاؤں، ننگے سر جانے کا کیا حکم:

سوال: بیت الخلا میں ننگے پاؤں، ننگے سر جانا کیسا ہے؟

الجواب

خلاف ادب ہے۔(۱)

ولا یدخل الخلاء إلا مستور الرأس.(نفع المفتی والسائل: ص ۵۵)

وفی الشامی: ج۱ص۲۳۰: إذا أراد أن یدخل الخلاء(إلٰی أن قال)ولاحاسر الرأس.(۲)

وفی البحر: ج۱ص۲۵۲:ومن آدابها أی آداب الخلاء أن لایدخل فی الخلاء مکشوف الرأس و لاحافیاً،روی ذلک مرسلاً ومسندًا. فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ قاسمی (حبیب الفتاویٰ:۲/۲۸۔۲۹)

استنجا کے وقت سر پر ٹوپی رکھنا کیسا ہے:

سوال: کیا استنجا کے وقت سر پر ٹوپی رکھنا بھی لازم ہے؟

هو المصوب

لازم نہیں ہے۔(۳)

تحریر: محمد مستقیم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/۲۹۵)

بیت الخلا اور حمام ایک ساتھ ہوں، تو سر ڈھانپنے کا کیا حکم ہے:

سوال: آج کل بیت الخلا اور حمام ایک ہی ہوتے ہیں، تو کیا بیت الخلا میں جائیں، تو سر کو ڈھانپ کر جائیں؟ اگر نہانے کے لئے جائیں، تو کیا حکم ہوگا؟

---

(۱) جب قضاء حاجت کا احساس ہو، تو بیت الخلا جانے کا ادب یہ ہے کہ کھلا سر نہ ہو اور نہ ننگے پاؤں ہو۔(معارف السنن:۱/۷۷) اور نہ اس طرح کا لباس ہو، جس پر چھینٹیں پڑنے کا اندیشہ ہو۔(مراقی الفلاح: ص ۲۸)۔(طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۲۱۲، انیس)

(۲) فصل الاستنجاء، مطلب فی الفرق بین الاستبراء الخ، تتمة ، انیس

(۳) البتہ ادب ہے۔(ومن آدابها)أی آداب الخلاء أن لایدخل فی الخلاء مکشوف الرأس ولاحافیاً،روی ذلک مرسلاً ومسندًا.(البحر الرائق: ج۱ص۲۵۲، انیس)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

سرڈھانپنا بیت الخلا میں داخل ہونے کے آداب میں سے نہیں ہے، بلکہ قضاء حاجت کے آداب میں سے ہے، اگر بیت الخلا میں حمام تک جانے کے لئے داخل ہو، یا کسی اور ضرورت سے داخل ہو، تو سرڈھانپنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(کتاب الفتاویٰ: ۲/ ۷٦)

قضاء حاجت کے وقت سر کھلا رکھنا مکروہ ہے:

سوال: قضاء حاجت کے وقت، اسی طرح کھاتے پیتے وقت، سر کھلا رکھنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

پیشاب پاخانہ اور کھانے پینے کے وقت سر کھلا رہنا درست تو ہے، مگر پیشاب پاخانہ ننگے سر مکروہ ہے۔

" ویدخل مستور الرأس". (عالمگیری: ۱/ ۵۰)

مکتوبات: ۴/ ۸۷۔ (فتاویٰ شیخ الاسلام: ص ۱۷)

پیشاب اور پاخانہ کے وقت کن امور سے بچنا چاہئے:

سوال: جناب مفتی صاحب! ایک مسئلہ کے حل کی تکلیف دینے پر معذرت خواہ ہوں، مسئلہ یہ ہے کہ قضائے حاجت (پیشاب اور پاخانہ) کے وقت کن امور سے بچنا ضروری ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، اس نے ہر عمل کے لئے کچھ آداب اور کچھ امور سے بچنے کو بیان کیا ہے، یہاں تک کہ پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت بعض امور سے بچنے کی تعلیم دی ہے، مثلاً بلاضرورت باتیں کرنا، کھانسنا، قرآن کریم کی کوئی آیت، حدیث یا کوئی دوسرے متبرک کلمات پڑھنا، کوئی ایسی چیز جس پر خدا، رسول یا فرشتے کا نام ہو، کوئی آیت یا حدیث لکھی ہوئی ہو، یا کوئی دعا تحریر ہو، ساتھ لیجانا، بلاعذر شرعی کھڑے ہوکر یا لیٹ کر پیشاب اور پاخانہ کرنا، تمام کپڑے اتار کر بالکل برہنہ ہوکر قضاء حاجت کرنا، قبلہ رخ بیٹھنا، دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا، کھانے پینے کی اشیا سے استنجا کرنا، جانوروں کے چارے سے استنجا کرنا وغیرہ، ان امور سے دوران قضاء حاجت بچنا چاہئے۔ **(هكذا في الكبيري:** ص ۳۹، وبہشتی زیور: حصہ ۱ اص ۱۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ٦۲۷)

مغربی طرز کے بیت الخلا میں پیشاب کرنے کا حکم:

سوال: آج کل بعض مقامات پر مغربی طرز کے بیت الخلا بنائے جاتے ہیں، جن میں کھڑے ہوکر پیشاب

کرنا پڑتا ہے، کیا اس قسم کے بیت الخلا میں پیشاب کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

کھڑے ہوکر پیشاب کرنا اگرچہ بوقتِ ضرورت جائز ہے، لیکن بلاضرورت کھڑے ہوکر پیشاب کرنا خلافِ سنت ہے۔(۱) البتہ آج کل مغربی تہذیب کے مطابق بنائے گئے بیت الخلا کے استعمال میں ایک تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ کی خلاف ورزی لازم آتی ہے، اور دوسرے کفار کے ساتھ تشبہ کا لزوم، اس لئے مغربی طرز کے مطابق بنائے گئے بیت الخلا میں اسی تہذیب کے مطابق کھڑے ہوکر پیشاب وغیرہ کرنا مناسب نہیں۔

لما قال الحصکفیؒ: "(کما کرہ) تحریماً (استقبال قبلة و استدبارها) الخ (و أن یبول قائماً أو مضطجعاً أو مجردًا من ثوبه بلاعذر)". (الدر المختار علیٰ صدر ردالمحتار: ج ۱ ص ۳۴۱ و ۳۴۴، فصل الاستنجاء) (۲) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۹۳)

استنجا کے لیے ڈبلیوسی یا کموڈ کے استعمال کا حکم:

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! حضرت میرا سوال یہ ہے کہ اجابت سے فارغ ہونے کے لیے کون سا طریقہ قرآن وسنت کے مطابق ہے، کموڈ یا ڈبلیوسی، براہ کرم احادیث کی روشنی میں جواب عطا کریں، تاکہ ایک الجھن دور ہوسکے کہ ڈبلیوسی استعمال کرنا ٹھیک ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

ان دونوں میں سے کوئی بھی سنت یا مستحب نہیں، البتہ ایسی جگہ پیشاب وغیرہ کرنا جو نرم ہو اور چھینٹیں وغیرہ کم سے کم اڑیں اور بدن یا لباس کے بھی ناپاک ہونے کا اندیشہ نہ ہو، وہ مطلوب شریعت اور مستحب ہے، پھر ان امور کے

---

(۱) **کھڑے ہوکر پیشاب یا پاخانہ کرنا:**

۱۔ بلاعذر کھڑے ہوکر پیشاب یا پاخانہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے، یہ طریقہ شریف لوگوں کا نہیں ہے اور اس طرح پیشاب کرنے سے اس کے چھینٹوں سے بچنا مشکل ہوتا ہے، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۲۔ اگر کہیں بیٹھ کر پیشاب کرنا مشکل ہو، جیسے پاؤں میں تکلیف ہو، یا انگریزی طرز کے پیشاب خانے ہوں، تو مجبوری کی صورت میں اس طرح کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی اجازت ہے، جس میں بدن یا کپڑے پر چھینٹیں نہ پڑیں۔

۳۔ بلاعذر لیٹ کر یا بالکل ننگے ہوکر پیشاب کرنا منع ہے، کیوں کہ یہ یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے اور خلاف سنت ہے۔ (ردالمحتار: ۱/۳۴۴)

۴۔ اسی طرح کموڈ والے سیٹ پر بیت الخلا میں بلاعذر پاخانہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے۔

(طہارت کے احکام ومسائل: صفحہ ۲۲۷۔ انیس)

(۲) **وفی الهندیة: "یکره أن یبول قائماً أو مضطجعاً". (الهندیة: ج ۱ ص ۵۰ و ۵۱، باب الاستنجاء)**

عن عائشةؓ قالت: من حدثکم أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان یبول قائماً فلاتصدقوه، ما کان یبول إلاقاعداً. (سنن الترمذی، کتاب الطهارة (۱۲) وقال حدیث عائشة أحسن شئی فی هذا الباب و أصح، انیس)

ساتھ مناسب عام ڈبلیوسی میں بنسبت کموڈ کے زیادہ پائی جاتی ہے، اس لیے اس کا استعمال بہتر ہے، جبکہ بقدر ضرورت کموڈ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

عن المغیرة بن شعبةؓ قال: کنت مع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی سفر فأتی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم حاجته فأبعد فی المذهب. (ترمذی: ۵/۱) واللہ اعلم (فتاویٰ دارالافتاء والقضاء، جامعہ بنوریہ، پاکستان، سیریل نمبر: ۸۲۲۱)

کھڑے ہوکر پیشاب کرنا کیسا ہے:

سوال: کھڑے ہوکر پیشاب کرنا شرعاً کیسا ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کے کوڑے پر کھڑے ہوکر پیشاب کیا۔ اس حدیث میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنا ثابت ہے یا نہیں۔ اور جو حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہؓ سے ممانعت کی احادیث مروی ہیں، وہ صحیح ہیں یا ضعیف؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

کھڑے ہوکر پیشاب کرنا بلاعذر ممنوع ومکروہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کھڑے ہوکر پیشاب کرنا ایک دفعہ بضرورت اور عذر کی وجہ سے ہوا ہے۔(۱)

اور بلاعذر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کو منع فرمایا ہے۔(۲)

جیسا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ: ”مجھ کو ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا:

”یاعمر! لاتبل قائماً فما بلت قائماً بعد“. (۳)

---

(۱) **عن حذیفةؓ أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أتی سباطة قوم فبال علیها قائمًا.** (ترمذی، باب ما جاء من الرخصة فی ذلک [فی البول قائما]، ص۴، نمبر۱۳/ ابن ماجة، باب ماجاء فی البول قائمًا، ص۴۶، نمبر۳۰۵، انیس)

(۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ کی حدیث کے بعد صاحب مشکوٰۃ نے صراحت کی ہے:

قیل کان ذلک لعذر. (مشکوٰۃ، باب آداب الخلاء: ص۴۳)

قال السید جمال الدینؒ: قیل: فعل ذلک لأنه لم یجد مکانًا للقعود لامتلاء الموضع بالنجاسة، الخ.

روی أبو هریرةؓ کما أخرجه الحاکم والبیهقی: أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بال قائمًا لحرج مأبضه الخ إذ لم یتمکن من القعود. (مرقاۃ، شرح مشکوٰۃ: ۲۹۶/۱، ظفیر)

عن عائشةؓ قالت: من حدثکم أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان یبول قائمًا فلا تصدقوه ما کان یبول إلا قاعدًا. (ترمذی، باب ما جاء فی النهی عن البول قائمًا، ص۴، نمبر۱۲/ ابن ماجة، باب فی البول قاعدًا، ص۴۷، نمبر۳۰۷)

یہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا انکار عام حالات پر محمول ہے کہ عام حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کرتے تھے۔ انیس

(۳) دیکھئے! مشکوٰۃ، باب آداب الخلاء، فصل ثانی: ص۴۳۔ ظفیر

یعنی اے عمر! کھڑے ہوکر پیشاب نہ کرو، تو اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہوکر پیشاب نہ کیا''۔فقط

(فتاویٰ دار العلوم:۱/۶،۳۷۶۔۳۷۷) ☆

قضاءِ حاجت کو بیٹھنے کے لئے کس وقت کپڑا اٹھانا چاہئے:

سوال: جناب مفتی صاحب! جب کوئی شخص قضاءِ حاجت کے لئے بیت الخلا جائے، تو کس وقت اپنے کپڑے کو اٹھائے؟

☆ **کھڑے ہوکر استنجا کرنا کیسا ہے:**

سوال:۱) کھڑے ہوکر استنجا کیا جاسکتا ہے؟

۲) میں پینٹ پہن کر سروس کرتا ہوں، سکون سے بیٹھ نہیں سکتا، اس حالت میں کیا حکم ہے؟

هو المصوب

۱) بلا عذر کھڑے ہوکر استنجا کرنا مکروہ ہے۔((قوله "وأن يبول قائماً"): لما ورد من النهي عنه، ولقول عائشةؓ رضي الله عنها: من حدثكم أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يبول قائماً فلا تصدقوه، ما كان يبول إلا قاعدًا، رواه أحمد و الترمذي والنسائي وإسناده جيد.

قال النوويؒ في شرح مسلم: وقد روى في النهي أحاديث لاتثبت ولكن حديث عائشةؓ ثابت فلذا قال العلماء: يكره إلا لعذر، وهي كراهة تنزيه لاتحريم. (ردالحتار، ۱/۵۵۷، الفتاویٰ الهندية: ۱/۵۰)

۲) عذر شرعی نہیں ہے، پینٹ اتار کر کسی پردہ والے استنجا خانہ میں بیٹھ کر کرسکتے ہیں۔

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/۲۹۴ و۲۹۵)

کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کا حکم:

سوال:۔ جہادِ افغانستان میں بعض اشخاص کے پاؤں کٹ چکے ہیں، اور بعض کو کمر میں شدید درد کی وجہ سے کھڑے ہوکر پیشاب کرنا پڑتا ہے، کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اسلام نے نجاست سے بچنے کا حکم دیا ہے، اور اس کی بہت تاکید کی ہے کہ پیشاب کے چھینٹوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھیں، کہ اکثر عذاب قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے، اس لئے فقہاء کرامؒ نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے، تاہم اگر کسی معقول عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پیشاب کرنا ممکن نہ ہو، تو کھڑے ہوکر کرنا بھی جائز ہے۔

لما قال حسن بن عمارؒ: "ويكره البول قائماً لتنجسه غالباً إلا من عذر كوجع بصلبه الخ". (مراقي الفلاح علىٰ صدر حاشية الطحطاوي: ج۱ص۴۲، فصل فيما يجوز به الاستنجاء ومايكره به الخ)

(قال السيد يوسف البنوريؒ: "إن البول قائماً وإن كانت فيه رخصة والمنع للتأديب لا للتحريم، كما قاله الترمذيؒ، ولكن اليوم الفتوىٰ علىٰ تحريمه أولىٰ حيث أصبح شعار غير المسلمين من الكفار وأهل الأديان الباطلة". (معارف السنن: ج۱ص۱۰۶، باب النهي عن البول قائماً) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم، صفحہ ۵۹۳)

الجواب

قضائے حاجت کے لئے بیٹھتے وقت، اپنے کپڑے کو تب اٹھائے جب وہ زمین کے قریب ہو جائے۔(۱)

لما قال الشیخ وھبۃ الزحیلیؒ:"یستحب أن لایرفع ثوبہ حتی یدنو من الأرض لأن ذلک أستر لہ". ولماروی أبو داؤدؒ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: أنہ کان إذا أراد الحاجۃ لایرفع ثوبہ حتی یدنو من الأرض". (الفقہ الإسلامی و أدلتہ، خامساً، آداب قضاء الحاجۃ: ج۱ص۲۰۴)(۲)

(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم، صفحہ ۶۰۰ و ۶۰۱)

اپنے بول و براز کو دیکھنے کا کیا حکم ہے:

سوال: اپنے پیشاب پاخانہ کو دیکھنا کیسا ہے؟

الجواب

اپنے بول و براز کو دیکھنا ناپسندیدہ اور خلاف ادب ہے۔

---

(۱) **بیٹھنے کے آداب:**

جب بیت الخلا میں پہنچ جائے، تو قضاء حاجت کے لیے بیٹھتے وقت جب زمین سے قریب ہو، تو کپڑا ہٹائے، کھڑا ہونے کی حالت میں کپڑا ہٹانا منع ہے، کیوں کہ بلاضرورت ستر کھولنا ممنوع ہے۔(ردالمختار: ۳۴۵/۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب قضاء حاجت کے لیے جاتے، تو زمین پر بیٹھنے سے قریب ہوتے تو اپنا کپڑا اٹھاتے"۔(ابوداؤد: ۳/۱)

بیٹھنے میں اپنے دونوں پاؤں کے درمیان کی جگہ کو وسیع رکھے، یعنی پھیل کر بیٹھے اور بدن کو ڈھیلا رکھے اور اپنے بائیں پاؤں کی طرف جھکاؤ رکھے اور دائیں پاؤں کو سیدھا رکھے، جیسا کہ حدیث میں ہے۔

بیٹھنے کے بعد اپنی شرم گاہ یا پیشاب، پاخانہ کی طرف نگاہ نہ ڈالے نہ اپنے بدن سے کھیلے نہ آسمان کی طرف نظر اٹھائے نہ ادھر ادھر التفاف کرے بلکہ اپنا سر حیا کی بنا پر جھکا کر رکھے۔

بیٹھنے کے دوران نہ پیشاب میں تھوکے، نہ ایسے تھوکے نہ رینٹ جھاڑے اور نہ ہی بلاضرورت تنحنح کرے، نہ کسی علمی مسئلہ یا آخرت کے بارے میں غور وفکر کرے، بیٹھنے کے دوران اللہ کا ذکر نہ کرے، کیوں کہ یہ حالت طبعی طور پر شرمندگی کی ہے، اور اللہ جل جلالہ کی عظمت و کبریائی کے لائق نہیں ہے۔ البتہ اگر چھینک آئے، تو دل میں الحمد للہ کہے، لیکن کسی چھینکنے والے کی چھینک کا جواب نہ دے۔

اسی طرح سلام یا اذان کا جواب بھی ایسی حالت میں نہ دے، نہ کسی طرح کا کلام کرے، کیوں کہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۱)(طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۲۱۳، ۲۱۴، انیس)

(۲) **عن ابن عمرؓ:"أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان إذا أراد الحاجۃ لایرفع ثوبہ حتیٰ یدنو من الأرض".**

قال الشیخ خلیل أحمد السھارنفوریؒ، تحت ھذا الحدیث: وھذا لأن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نھی عن التعری فی الخلوۃ أیضاً، وقال: فاللّٰہ أحق أن یستحی منہ من الناس وھذا یدل علیٰ أن جواز التعری فی الخلوۃ للضرورۃ فلا ینبغی أن یرفع ثوبہ قبل الضرورۃ". (بذل المجھود، باب کیف التکشف عند الحاجۃ: ج۱ص۱۰)

ملاحظہ ہو۔ البحر الرائق میں ہے:

ولا ینظر لعورته إلا لحاجة ولا ینظر إلیٰ مایخرج منه ولا یبزق. (۲۴۳/۱)

حاشیۃ الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح میں ہے:

ولا إلیٰ الخارج فإنه یورث النسیان وھو مستقذر شرعًا و لا داعیة له. (۳۱/۱) واللہ اعلم

(فتاویٰ دارالعلوم زکریا، جلد اول، ص ۶۰۶۔۶۰۷)

قضاء حاجت کے وقت ذکر کرنا کیسا ہے:

سوال: کیا قضاء حاجت کے وقت مطلقاً ذکر ممنوع ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــ

پاخانہ اور پیشاب کے وقت صرف ذکر لسانی ممنوع ہے، اور امام مالکؒ کے نزدیک وہ بھی ممنوع نہیں، لہذا سانس کا ذکر یا قلب یا روح یا سر یا خفی یا اخفی کا کسی طرح نہ ممنوع ہے اور نہ مکروہ، یہ آپ کا توہم ہے، شریعت سے اس کو تعلق نہیں۔

" لأنه صلی اللّٰه علیه وسلم کان دائم الذکر لاینقطع ذکرہ القلبی فی یقظة ولا نوم ولاوقتٍ مّا". (بذل المجھود: ۴۸/۱) مکتوبات: ۲۰۷/۳۔ (فتاویٰ شیخ الاسلام: ص ۱۷)

دوران قضاءِ حاجت اگر چھینک آ جائے، تو اس کا کیا حکم ہے:

سوال: اگر قضاءِ حاجت کے دوران کسی کو چھینک آ جائے، تو کیا وہ "**الحمد للّٰہ**" پڑھ سکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــ

قضاءِ حاجت کے دوران باتیں کرنا یا ذکر کرنا وغیرہ مکروہ ہے، البتہ اگر کسی کو دورانِ قضاءِ حاجت چھینک آ جائے، تو اس کو دل میں "**الحمد للّٰہ**" پڑھ لینا چاہئے، زبان سے اس کا ورد نہ کرے۔

لما فی الھندیة: "فإن عطس حمد اللّٰه بقلبه ولایحرک لسانه الخ". (الفتاویٰ الھندیة، فصل فی الاستنجاء: ج۱ص۵۰) (۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۶۰۰)

استنجا کی حالت میں سلام کے جواب دینے کا حکم:

سوال: استنجا خشک کرنے کی حالت میں سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۱) لما قال الشیخ وھبة الزحیلیؒ: "وإذا عطس حمد اللّٰه بقلبه ویقول بعد الاستنجاء "اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ" الخ. (الفقه الإسلامی و أدلته، خامساً آداب قضاء الحاجة: ج۱ص۲۰۶)

الجواب

جائز ہے۔(۱)
مگر استنجا ایسے موقع پر خشک کرنا کہ گزرنے والوں کا مواجہہ ہو، خلاف انسانیت ہے۔
۱۹/ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ (حوادث خامس ص ۳۷) (امداد الفتاویٰ جدید:۱/۱۴۱)

استنجا کے وقت سلام و جواب کی تحقیق:

سوال: استبرا کرتے وقت سلام کا جواب دینا یا خود کرنا چاہئے یا نہیں۔ حدیث شریف میں تو "إذا یبول" کا لفظ آیا ہے، پھر لوگ استنجا کرتے وقت سلام کا جواب کیوں نہیں دیتے ہیں، آیا یہ ان کی غلط فہمی ہے، یا کچھ اصل بھی ہے۔ علاوہ بریں حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ حائضہ بھی سلام کرتیں اور سلام کا جواب دیتی تھیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تقاطر مانع تحیہ نہیں۔

الجواب

فی الدر المختار أول باب مفسد ات الصلوة: "سلامک مکروه علی من ستسمع (إلیٰ قوله) فهذا ختام و الزيادة تنفع". (۲)

ان ابیات میں مواضع کراہت سلام کو شمار کیا گیا ہے، مگر اس میں یہ حالت معدود نہیں، اور تامل سے اور بھی کوئی دلیل منع کی نہیں معلوم ہوتی۔ پس ظاہراً یہ بلا سند محض رسم پڑ گئی ہے۔ واللہ اعلم (امداد الفتاویٰ جدید:۱/۱۴۱)

بوقت استنجا سلام سے متعلق جواب پر اعتراض وجواب:

بخدمت جناب مولانا صاحب دام شرفہ، بعد از سلام نیاز واضح آنکہ این تحریر شمار اطعن زنی می کنندمی گویند گناہ است چنیں کار کردن کہ براستبرا سلام دادن، لہذا در خدمت عالی ہمت نوشتہ می آید باید کہ بدیدن نیاز نامہ ہذا جواب ایں تحریر از کتب معتبرہ فقہ وحدیث تحریر نمودہ عنایت فرمایند کہ بس عین احسان متصور خواہد شد؟

الجواب

عن السوال الاخیر۔ در جواب من دلیل از حدیث وفقہ موجود است، اکنوں از چہ استفسار است وکدام چیز راانتظار است۔
۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۳ھ (ترجیح خامس ص ۵۴) (امداد الفتاویٰ جدید:۱/۱۴۱-۱۴۲)

---

(۱) البتہ پیشاب کرتے وقت سلام کا جواب دینا مکروہ ہے۔ عن المهاجر بن قنفذؓ أنه أتی النبي صلی الله علیه وسلم وهو یبول فسلم علیه فلم یرد علیه حتی توضأ ثم اعتذر إلیه فقال: "إني كرهت أن أذكر الله تعالیٰ ذكره إلا علیٰ طهر أو قال علیٰ طهارة". (أبو داؤد، باب في الرجل یرد السلام وهو یبول؟ ص ۱۵، نمبر ۱۷، انیس)

(۲) الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار، مطلب المواضع التي یكره فیها السلام: ۱/۴۱۴، ۴۱۵۔

کلوخ کے وقت سلام یا جواب کا شرعی حکم:

سوال: وقت ڈھیلہ لینے کے سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب______________________

درست ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۳۷۵/۱)

ڈھیلے سے استنجا خشک کرتے وقت سلام کرنا اور اس کا جواب دینا کیسا ہے:

سوال: استنجا، کلوخ (۲) سے کرتے وقت سلام علیک کرنا یا جواب دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب______________________

اس وقت سلام کرنا، سلام کا جواب دینا جائز ہے، جیسا کہ کلام کرنا درست ہے۔

بدست خاص، سوال: ۱۰۲۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۳۶) ☆

(۱) سلامک مکروه الخ من هو في حال التغوط (درمختار) قوله حال التغوط: مراده ما يعم البول. (رد المحتار ،باب مايفسد الصلوٰة وما يكره فيها، مطلب المواضع التي يكره فيها السلام: ۵۷۷/۱)

اور یہ وقت پیشاب کا وقت نہیں ہے، بلکہ وہ فارغ ہو چکا ہے، صرف اطمینان قلب کے لئے ڈھیلہ استعمال کر رہا ہے، گوافضل یہ ہے کہ اس وقت نہ سلام کیا جائے اور نہ جواب دیا جائے، اس لئے کہ من وجہ یہ وقت حالت پیشاب و پاخانہ میں داخل ہے۔ چنانچہ فقہا لکھتے ہیں:

يجب الاستبراء بمشي أو تنحنح الخ. (الدر المختار على رد المحتار ،فصل في الاستنجاء: ۳۱۹/۱۔ظفیر)

والمسئلة كذا في فتاویٰ مفتی محمود پاکستانی: ۴۱۹/۱-۴۲۰۔انیس

(۲) کلوخ کے معنی ''مٹی کے ڈھیلے''۔انیس

☆ **استنجا کے وقت سلام کا شرعی حکم کیا ہے:**

سوال: استنجا کرتے وقت سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے کا کیا حکم ہے؟

الجواب______________________

فقہانے پیشاب کرتے وقت سلام کرنے کو مکروہ لکھا ہے، استنجا کرتے وقت اگر تقاطرِ بول یعنی پیشاب کے قطرے گرتے ہوں، تو اس حکم کی رُو سے اس وقت بھی سلام مکروہ ہے، اور اگر تقاطرِ بول نہ ہو، تو پھر بھی بے ادبی سے خالی نہیں، اس لئے ایسے مواقع پر سلام کرنے سے اجتناب کیا جائے، اور اگر کوئی شخص سلام کرے، تو استنجا کے بعد جواب دے دے، کیونکہ سلام کے جواب میں تاخیر جائز ہے۔

قال ابن عابدينؒ: عبارة الغزنوية ولايتكلم فيه أي في الخلاء: وفي الضياء عن بستان أبي الليث يكره الكلام في الخلاء، و ظاهره أنه لايختص بحال قضاء الحاجة''. (رد المحتار على الدر المختار ،فصل الاستنجاء، قبيل مطلب في الفرق بين الاستبراء: ج۱ص۳۴۴). (وفي الهندية: ولايتكلم ولايذكر الله تعالىٰ ولايشمت عاطساً ولايرد السلام ولايجيب المؤذن''. (الهندية، الفصل الثالث في الاستنجاء: ج۱ص۵۰) ومثله في البحر الرائق، باب الأنجاس: ج۱ص۲۴۳) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۹۰، ۵۹۱)

قضاءِ حاجت کے دوران برش یا مسواک کرنا کیسا ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام دریں مسئلہ کہ ایک شخص قضاءِ حاجت کے لئے بیت الخلا میں بیٹھا ہوا ہے، مگر اسی دوران وہ مسواک بھی کررہا ہے، تو ایسا کرنا شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب

قضاءِ حاجت کے مستحبات میں یہ بھی ہے کہ وہ شخص قضاءِ حاجت کے دوران قضاءِ حاجت کے علاوہ اور کوئی عمل نہ کرے، نہ آسمان کو دیکھے اور نہ اپنی شرمگاہ پر نظر رکھے، اور نہ دائیں بائیں طرف دیکھے، اسی طرح اس دوران مسواک یا برش کرنے سے بھی اجتناب کرے۔

لما قال الشیخ وهبة الزحیلیؒ: "یستحب أن لاینظر إلی السماء ولا إلیٰ فرجه ولا إلیٰ مایخرج منـه ولایعبث بیده ولایلتفت یمیناً ولاشمالاً ولایستاک لأن ذلک کله لایلیق بحاله". (الفقه الإسلامی وأدلته، آداب قضاء الحاجة: ج ۱ ص ۲۰۶) (۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد ۲ صفحہ ۶۰۲)

پیشاب کے قطرات گرنے پر کیا حکم ہے:

سوال: اگر پیشاب کے باریک باریک قطرے بدن پر یا کپڑے پر گر جائیں، تو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب

باریک قطرے معاف ہیں۔ بخاریؔ کی شروح میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ شدت احتیاط کی وجہ سے شیشی کے اندر پیشاب کیا کرتے تھے، تاکہ اس کی چھینٹوں سے محفوظ رہیں، یہ دیکھ کر حضرت حذیفہؓ نے ابوموسیٰ پر انکار فرمایا، اور کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا، اور ظاہر ہے کہ اس حالت میں چھینٹوں کے آنے کا امکان ہے۔ (۲) (مجموعۂ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو: ص ۱۸۹)

قطرات پیشاب کا خشک کرنا:

سوال: استبرا یعنی قطرات پیشاب کے انقطاع کو معلوم کرنے کے لیے چند قدم چلنا، بہ آواز بلند کھانسنا، یا اپنے

---

(۱) لمـا فی الهنـدیة: ولاینـظر لعورتـه إلا لحاجة ولاینظر إلیٰ مایخرج منه ولایبزق ولایمتخط ولایتنحنح ولایکثر الالتفات ولا یعبث ببدنه ولایرفع بصره إلی السماء" الخ. (الفتاویٰ الهندیة، فصل فی الاستنجاء: ج ۱ ص ۵۰)

(۲) "عـن أبـی وائـلؓ قال: کان أبوموسیٰ الأشعریؓ یشدد فی البول ویقول: إن بنی إسرائیل کان إذا أصاب ثوب أحـدهـم قـرضه"، فقال حذیفةؓ: "لیته أمسک أتی رسول الله صلی الله علیه وسلم سباطة قوم فبال قائمًا". (الصحیح للبخاری، باب البول عند سباطة قوم: ۱/۳۶، انیس)

عضو کو پکڑنا، اور تین مرتبہ جذب کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ

اولیٰ اور مستحب ہے، بلکہ بعض فقہانے واجب کہہ دیا ہے۔لوگوں کی طبائع مختلف ہوتی ہیں، اکثر لوگ انقطاع قطرات سے اطمینان قلب حاصل ہوجانے کے بعد استنجا کر لیتے ہیں، البتہ وہمی آدمی کو اعتماد نہیں ہوتا۔شرح منیہ میں ہے:

”وینبغي أن یستنجي بعد ما خطا خطوات وھو الذی یسمی استبراءً“. انتھٰی.

اور درر شرح غرر میں ہے:

”یجب الاستبراء بالمشی أو التنحنح أو النوم أو الاضطجاع علیٰ شقه الأیسر حتی یستقر قلبه علی انقطاع العود“، کذا فی الظھیریة.“ وقیل: یکتفی بمسح الذکر واجتذابه ثلاث مرات، والصحیح أن طباع الناس وعادتھم مختلفة فمن وقع فی قلبه أنه صار طاھرًا جاز له أن یستنجي لأن کل أحد أعلم بحاله“، کذا فی التاتارخانیة، انتھٰی. (مجموعۂ فتاویٰ عبدالحئی اردو: ص ۱۸۷، ۱۸۸)

استبرا کا کیا حکم ہے:

سوال: استبرا یعنی پیشاب سے بچنے کے احکام بیان فرمائیے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ

استبرا کا بیان:

فقہاء کرامؒ نے استبرا کے بارے میں نہایت تاکید فرمائی ہے، اور فقہاء کرامؒ کا یہ عمل حدیث سے ماخوذ ہے، جو کہ عذاب قبر کے بیان میں وارد ہوا ہے:

”أما أحدھما فکان لایستتر من بوله“. (۱)

ترجمہ: یعنی ان دونوں شخصوں میں سے ایک کہ وہ اپنے پیشاب سے بخوبی پرہیز نہ کرتا تھا۔

استبرا کے معنی ہیں، کسی چیز سے پرہیز، براءت چاہنا اور پیشاب سے براءت چاہنا فرض ہے، یعنی یہ چاہنا فرض ہے کہ پیشاب بدن میں نہ لگا رہے، اس واسطے کہ فرض اور واجب کے سوا کسی دوسرے امر کے چھوڑنے پر عذاب نہیں۔ (۲)

---

(۱) بخاری، کتاب الوضوء، باب من الکبائر أن لایستتر من بوله، کتاب الجنائز، باب عذاب القبر من النمیمة والبول. وفی الصحیح لمسلم: ”وأما الآخر فکان لایستتر من بوله“. (باب الدلیل علیٰ نجاسة البول ووجوب الاستبراء منه، انیس)

(۲) پاخانہ یا پیشاب کے لیے بیٹھنے کے بعد کوشش کرنی چاہیے کہ تمام فضلات جو نکلنے والے ہیں، وہ ٹھیک سے نکل جائیں۔پیشاب کرنے کے بعد آلۂ تناسل پر نیچے سے اوپر ہاتھ پھیرے، تاکہ پیشاب ٹھیک سے نکل جائے۔پیشاب کے قطرات ٹھیک سے نکلنا ضروری وواجب ہے، کبھی تنحنح یا اٹھ کر چلنے سے بھی قطرات پورے طور پر نکل آتے ہیں۔ (ردالمحتار: ۳۴۵/۱)

پیشاب کے قطرات کا نکالنا اس طرح کہ دل مطمئن ہوجائے کہ اب قطرات نہیں آئیں گے، واجب ہے۔ (طہارت کے احکام ومسائل: ۲۱۵، انیس)

اور ہر شخص کے لیے استبرا کے بارے میں اس شخص کے مناسب حال حکم ہے، ایسا ہی ہر وقت کے لیے استبرا کے بارے میں اس وقت کا مناسب حکم ہے۔

اسی وجہ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

"لایسئل عن حال الصحابة وإنهم كانوا يكتفون في الاستنجاء عن البراز بالأحجار إنهم كانوا يبعرون بعرًا وأنتم تثلطون ثلطاً". (۱)

ترجمہ: چاہیے کہ استنجا کے بارے میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا حال نہ پوچھا جائے، وہ لوگ پائخانہ کے بعد صرف پتھروں سے نجاست دور کر دیتے تھے اور اسی پر اکتفا کرتے تھے، اس واسطے کہ ان کا پائخانہ مینگنی کی طرح خشک ہوتا تھا، اور تم لوگوں کا پائخانہ سریش کی طرح ہوتا ہے کہ بدن کے ساتھ چسپاں ہو جاتا ہے۔ (۲)

طریقۂ مروجۂ استبرا کے تارک کو جو لوگ بدعتی کہتے ہیں، تو صرف یہ اس فرقہ ظاہر بین کے مبالغات سے ہے اور یہ قابل اعتبار نہیں۔

بخاری شریف اور اس کی شروح میں مذکور ہے کہ "حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عذاب قبر کی حدیث سنی، تو اس وجہ سے وہ پیشاب سے نہایت احتیاط کرتے تھے، حتی کہ جب پیشاب کی حاجت ہوتی تھی، تو وہ پیشاب کا مقام شیشی کے اندر داخل کرتے تھے اور اس کے اندر پیشاب کرتے تھے، اس خوف سے کہ ایسا نہ ہو کہ کہیں بدن یا کپڑے پر چھینٹ پڑ جائے، تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بطور انکار کے ان سے کہا کہ "میں نے دیکھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کی سباطہ یعنی کوڑا اچھینکنے کی جگہ میں گئے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا اور اس میں شبہ نہیں کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں چھینٹ پڑنے کا گمان ہے"۔ (۳)

تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب استبرا کرنے میں مبالغہ کیا جاتا ہے، تو مثانہ سے پیشاب ٹپکتا ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ دودھ جب دوہا جاتا ہے، تو دودھ جانور کے تھن میں آ جاتا ہے اور جب دوہنا موقوف کر دیا جاتا ہے، تو دودھ بھی موقوف ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ عزیزی اردو، مطبع سعید کمپنی لاہور: ۴۶۲-۴۶۳)

---

(۱) قال عليٌّ بن أبي طالب: "إنهم كانوا يبعرون بعرًا وأنتم تثلطون ثلطًا فأتبعوا الحجارة الماء". (سنن للبيهقي، باب الجمع في الاستنجاء بين المسح بالأحجار والغسل بالماء، ج اول، ص۱۷۲، نمبر ۵۱۷، انیس)

(۲) مطلب یہ ہے کہ تم پتھر وغیرہ سے استنجا کے بعد پانی سے بھی دھولیا کرو۔ انیس

(۳) كان أبو موسى الأشعريُّ يشدد في البول (أي كان يحتاط عظيمًا في الاحتراز عن رشاشته حتى كان يبول في القارورة. ک) ويقول: "إن بني إسرائيل كان أصاب ثوب أحدهم قرضه" فقال حذيفةُ: "ليته أمسك أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم سباطة قوم فبال قائمًا". (صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب البول عند سباطة قوم. انيس)

استبرا کے معہود طریقہ کا شرعی حکم:

سوال: ڈھیلے سے پیشاب کے قطرات خشک کرنے کا معہود طریقہ جو آج کل مروج ہے، کیا یہ ضروری ہے، اگر اس طریقے سے قطرات کو خشک نہ کیا گیا، تو کیا نماز صحیح نہ ہوگی۔ اگر یہ طریقہ شرط ہے، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کی تعلیم کیوں نہیں دی اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ طریقہ کیوں اختیار نہیں فرمایا؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے پیشاب کے قطرات خشک کرنے کے لئے یہ معہود طریقہ بیان فرمایا ہے، جس کی وجہ بعض علماء یہ بیان فرماتے ہیں کہ پہلے زمانے میں مثانے قوی تھے، اس لئے قطرات آنے کا احتمال نہ تھا، اس دور میں مثانے میں وہ قوت نہیں رہی، اس لئے اس طریق سے قطرات کی صفائی کی ضرورت پیش آئی، لہٰذا فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کا بیان کردہ یہ طریقہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قول وعمل پر زیادتی نہیں کہ اس کو بدعت کہا جائے۔ بلکہ تغیر زمان کی بنا پر موجودہ زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے تنظیف وتطہیر کا ایک طریقہ ہونے کی وجہ سے یہ بھی عمل بالحدیث ہی شمار ہوگا۔

وجہ مذکور پر یہ اشکال ہے کہ پیشاب کے بعد قطرات کا آنا ضعف مثانہ کی بنا پر نہیں ہوتا۔ ضعف مثانہ کی وجہ سے جو عارضہ لاحق ہوتا ہے، اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ کھانسنے، چھینکنے اور کودنے وغیرہ سے قطرہ خارج ہوتا ہے، اور جسے یہ مرض لاحق ہوتا ہے، اسے استبرا کا معہود طریقہ بھی کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ پیشاب کے بعد رطوبت نظر آنے کا باعث ضعف مثانہ نہیں، بلکہ پیشاب کی نالی کا طول اور اس میں پیچ وخم اس کا باعث بنتے ہیں۔

طبی نقطۂ نگاہ سے یہ امر مسلم ہونے کے علاوہ اس پر یہ دلیل بھی ہے کہ حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لیے استبرا کا یہ طریقہ تحریر نہیں فرمایا، بلکہ اسے مردوں کے لیے مخصوص رکھا ہے۔

قال ابن عابدين رحمه الله تحت(قوله يجب الاستبراء الخ):"وفيها(أي الغزنوية):أن المرأة كالرجل إلا في الاستبراء فإنه لا استبراء عليها،بل كما فرغت تصبر ساعة لطيفة ثم تستنجي، ومثله في الإمداد".(الشامية:٣١٩/١،فصل الاستنجاء،مطلب في الفرق بين الاستبراء والاستنجاء و الإنقاء،انيس)

اس سے ثابت ہوا کہ استبرا کے اس معہود طریقہ کی علت ضعف مثانہ نہیں، اس لیے کہ اگر یہ علت ہوتی، تو یہ حکم عورتوں کے لیے بھی ہوتا، عورتوں میں چونکہ پیشاب کی نالی طویل اور خمدار نہیں، اس لیے ان کو مستثنیٰ کیا گیا۔

جب استبرا کی علت یہ ٹھہری، تو معہود طریقہ کے بجائے ایک اور آسان اور مختصر طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے، وہ یہ کہ پیشاب سے فراغت کے بعد پہلے پاخانہ کے مقام سے خصیتین کی طرف رگوں کو سونتا جائے، اس کے بعد پیشاب کی نالی کو سونت دیا جائے، تو راستہ میں جو رطوبت ہوگی وہ خارج ہوجائے گی، اس کے بعد قطرہ آنے کا کوئی احتمال نہیں

رہتا، بندہ نے متعدد بار اس کا تجربہ کیا کہ اس طریقہ سے استبرا کے بعد کئی سو قدم بہت تیزی سے چلا۔ کھانسا، کودا، بھاگا، کئی بیٹھکیں لگائیں، اس کے باوجود کوئی رطوبت نظر نہیں آئی۔

اس تحقیق کے بعد اصل اشکال پھر عود کر آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی یہ علت موجود تھی، تو آپ نے اس قسم کے استبرا کا حکم کیوں نہیں دیا، اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کا اہتمام کیوں نہیں فرمایا۔

غور کرنے کے بعد اس کا جواب یہ سمجھ میں آیا کہ شریعت نے ابتلاء عام کے مواقع پر نجاست قلیلہ کو معاف قرار دیا ہے، جیسے کہ "**رشاش البول كرؤوس الإبرة**" اور "بیت الخلا میں مکھیوں وغیرہ کا غلاظت پر بیٹھنے کے بعد جسم اور کپڑوں پر بیٹھنا" اور "طین شارع" وغیرہ۔

اس قانون کا تقاضہ یہ ہے کہ استبرا کا کوئی بھی طریقہ استعمال کرنا ضروری نہیں، بلکہ وقت پر نجاست مرئیہ کو ڈھیلے یا پانی سے صاف کر دینا کافی ہے، اس کے بعد اگر غیر محسوس طور پر کچھ رطوبت رستی ہے، تو وہ شرعاً معاف ہے۔

مع ہذا چونکہ احادیث میں استبرا کی بہت تاکید اور عدم اجتناب من البول پر وعید شدید وارد ہوئی ہے، اس لیے احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ استبرا کا اہتمام کیا جائے، یعنی پیشاب کی نالی کو سونت کر رطوبت خارج کر دی جائے، اس کے بعد ڈھیلے یا پانی سے استنجا کر لیا جائے، افضل یہ ہے کہ پہلے ڈھیلے سے نجاست زائل کی جائے اور اس کے بعد پانی استعمال کیا جائے، البتہ آج کل شہروں میں گٹر سسٹم کی وجہ سے ڈھیلے کا استعمال بہت تکلیف دہ ثابت ہوتا ہے، ڈھیلے پھینکنے سے پانی کا راستہ بند ہو جاتا ہے، جو بہت سخت تعفن اور ایذا کا باعث بنتا ہے، پھر ان کی صفائی میں بھی بہت دقت پیش آتی ہے، لہذا ایسے مواقع میں ڈھیلے کا استعمال ہرگز نہیں کرنا چاہیے، ڈھیلے کا استعمال مستحب ہے، اور اپنے نفس کو اور دوسروں کو مصیبت میں ڈالنا حرام ہے۔ کسی مستحب کام کی خاطر حرام کا ارتکاب جائز نہیں، البتہ صفائی کی غرض سے جو جاذب کاغذ بازار میں ملتا ہے، اس کا استعمال جائز ہے۔

پیشاب سے احتراز کا اہتمام کرنا بلاشبہ مؤکد ہے، مگر اس میں زیادہ غلو کرنا شرعاً درست نہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیشاب کے بارے میں بہت شدت سے کام لیتے تھے۔

حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ عنہ نے اس کی شرح میں نقل فرمایا ہے کہ "ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیشاب کی چھینٹوں سے بچنے کی غرض سے بوتل میں پیشاب کیا کرتے تھے"۔

مگر آپ کی یہ شدت دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ناپسند تھی۔ چنانچہ صحیح بخاری میں اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اعتراض منقول ہے:

"كان أبوموسىٰ الأشعري رضي الله عنه يشدد في البول ويقول: إن بني إسرائيل كان إذا أصاب ثوب أحدهم قرضه، فقال حذيفة رضي الله عنه:" ليته أمسك أتى رسول الله صلى الله

عليه وسلم سباطة قوم فبال قائمًا ". (بخاری، کتاب الوضوء، باب البول عند سباطة قوم: ۳٦/۱)

وقال الحافظ العینی رحمه الله تعالٰی: (قوله یشدد) جملة فی محل النصب علٰی أنه خبر کان ومعناه کان یحتاط عظیمًا فی الاحتراز عن رشاشته حتی یبول فی القارورة خوفًا أن یصیب من رشاشته شیء. (عمدة القاری: ۱۳۸/۳)

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کا فتویٰ:

طریقہ مروجہ استبراء کے تارک کو جو لوگ بدعتی کہتے ہیں تو یہ صرف اس فرقہ ظاہر بیں کے مبالغات سے ہے یہ قابل اعتبار نہیں، بخاری اور اس کی شروح میں مذکور ہے کہ ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ نے عذاب قبر کی حدیث سنی تو اس وجہ سے وہ پیشاب سے نہایت احتیاط کرتے تھے حتی کہ جب پیشاب کی حاجت ہوتی تھی تو پیشاب کا مقام شیشی کے اندر داخل کرتے تھے اور اس کے اندر پیشاب کرتے تھے اس خوف سے کہ ایسا نہ ہووے کہ کہیں بدن یا کپڑے پر چھینٹ پڑ جائے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بطور انکار کے ان سے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کی سباطہ پر یعنی کوڑا پھیکنے کی جگہ میں گئے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا اور اس میں شبہ نہیں کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں گمان چھینٹیں پڑنے کا ہے اور تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب استبراء کرنے میں مبالغہ کیا جاتا ہے تو مثانہ سے پیشاب ٹپکتا ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ دودھ جب دوہا جاتا ہے تو دودھ جانور کے تھن میں آتا ہے اور جب دوہنا موقوف کر دیا جاتا ہے تو دودھ بھی موقوف ہو جاتا ہے۔ (فتاوی عزیزی: ۱۴۰/۲)

ملفوظ حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ:

حضرت خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ "مجھے استنجا میں بڑے وسوسے آتے ہیں، بہت دیر بمشکل تمام خشک ہوتا ہے، ملنے سے کچھ نہ کچھ نکلتا ہی رہتا ہے"۔ فرمایا: "ایسا ہرگز نہ کیجئے، معمولی طور سے استنجا کر کے دھو لینا چاہیے۔ عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ "اس کا حال تھن کا سا ہے کہ جب تک ملتے رہیں کچھ نہ کچھ نکلتا رہتا ہے، اور یوں ہی چھوڑ دیں، تو کچھ بھی نہیں"۔ حضرت خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ: "بعد کو قطرہ نکل آتا ہے"۔

فرمایا کہ: "کچھ خیال نہ کیجئے، چاہے بعد کو نماز کا اعادہ کر لیجئے گا، لیکن جب تک بتکلف جبر کر کے وسوسہ کے خلاف نہ کیجئے، یہ مرض نہ جائے گا، اس کی وجہ سے تو آپ بڑی تکلیف میں ہیں"۔

خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ: "رطوبت کی وجہ سے ایک وقت کے وضو میں دوسرے وقت کے وضو کے لیے شک پڑ جاتا ہے، اور اس کی وجہ سے رومال بھی دھونا پڑتا ہے"۔

فرمایا کہ: "نہ وضو کیجئے نہ رومال دھویا کیجئے۔ چند روز بتکلف بے التفاتی کرنے سے وسوسے جاتے رہیں گے"۔
(ملفوظات کمالات اشرفیہ: ص ۱۹۸، ملفوظ نمبر: ۸۰۷)

اس سے ثابت ہوا کہ استبرا میں زیادہ غلو اور شدت شرعاً مذموم ہونے کے علاوہ صحت کے لیے بھی مضر ہے، اور ذہنی انتشار اور دماغی پریشانیوں کا باعث بھی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

۲۹/ جمادیٰ الاولیٰ ۱۳۹۶ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/۱۰۴ تا ۱۰۷)

استبراءِ معروف کی شرعی حیثیت:

سوال: پانی کی موجودگی میں بلا عذر تیمّم جائز نہیں، مگر پھر کیا وجہ ہے کہ پانی کی موجودگی میں پیشاب کرنے کے بعد پہلے مٹی کے ڈھیلے سے استنجا خشک کرتے ہیں، اس کے بعد پانی سے استنجا کرتے ہیں۔ مٹی کے ڈھیلے سے استنجا کرنے والے بہت سے لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ پاجامہ میں ہاتھ ڈال کر مسجد کے صحن میں، سڑکوں، گلیوں، عورتوں اور غیر مسلموں کے سامنے ٹہلتے پھرتے ہیں۔ عضو کو ہاتھ میں پکڑ کر بار بار ہلاتے ہیں۔ پاؤں کی قینچی بنا کر کبھی اس ران سے دباتے ہیں اور کبھی اس ران سے دباتے ہیں۔ مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامیؒ نے بڑے بڑے پوسٹروں کے ذریعہ اس بیہودہ رسم کو بند کرنے پر زور دیا ہے۔ کیونکہ یہ طریقہ زمانۂ رسالت میں تو نہیں تھا۔ اور نہ ہی خلفاء راشدینؓ کے زمانہ میں تھا، تو اب اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب

شریعت میں اصل حکم استبرا کا ہے، یعنی جسم کی قطرات سے مکمل حفاظت کی جائے، اور اس سے احتیاط نہ کرنے کی صورت میں عذابِ قبر کی شدید وعید سنائی گئی ہے۔ آج کل کمزوری مثانہ کی وجہ سے قطرہ وغیرہ ضرور ہی آتا ہے۔ لہٰذا اس سے بچنے کے لئے ڈھیلا استعمال کیا جاتا ہے۔ تو یہ بھی حکم شرع کی تعمیل ہے، خلافِ شرع نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اس کے لئے ایسی جگہ منتخب کی جائے، جیسے استنجاء بالماء کے لئے ہوتی ہے۔ یعنی ذرا اُوٹ میں کرے۔

"یجب الاستبراء بمشي أو تنحنح أو نوم علٰی شقه الأیسر، ویختلف بطباع الناس"اھـ. (درمختار)"(قوله یجب الاستبراء): هو طلب البراءة من الخارج بشيء مما ذکره الشارح حتی یستیقن بزوال الأثر الخ(قوله ویختلف)هذا هو الصحیح، فمن وقع في قلبه أنه صار طاهرًا جازله أن یستنجی لأن کل أحد أعلم بحاله". (شامیة: ج۱ص۳۱۹)(۱)فقط واللّٰه أعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان۔ ۲۶/۱۲/۱۴۰۰ھ

الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، رئیس الافتاء۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۱۷۳،۱۷۴)

(۱) فصل الاستنجاء، فروع، مطلب فی الفرق بین الاستبراء والاستنجاء الخ، انیس

اطراف مقعد کی نجاست کے ازالہ کا حکم:

سوال: اگر بول وبراز کے بعد کچھ نجاست مخرج سے تجاوز کر جائے، تو کیا پانی سے دھونا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر متجاوز نجاست کی مقررمقدار قدر درہم سے زائد ہے، تو ازالہ ڈھیلا سے کافی نہ ہوگا، بلکہ پانی سے دھونا فرض ہے ،اوراس کے بغیر نماز جائز نہ ہوگی، کیوں کہ یہ مقدار مانع صلوٰۃ ہے، اوراگر اس کی مقدار درہم سے کم ہو، تو پانی سے دھونا سنت ہے، لیکن پانی سے دھوئے بغیر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اوروقت باقی رہنے کی صورت میں اس کا اعادہ لازمی ہے۔ رسائل الارکان میں ہے:

" **الحاصل أنه إن لم يجاوز المخرج فالماء بعد الحجر سنة مندوبة وإن جاوز وكان أقل من قدر الدرهم فالماء بعد الحجر سنة واجبة لكن لو لم يتبع الماء يجوز الصلاة معه ويعاد إن بقى الوقت كما هو الحكم فى النجاسة القليلة من المقدار الدرهم وإن جاوز البول والغائط أكثر من قدر الدرهم فلا تجزى الأحجار بل لابد من الغسل فلايجوز الصلاة بدونه**". انتہیٰ. (۱)

اوردوسری جگہ ہے:

" **وإذا جاوز البول والبراز المخرج ولم يجاوز الدرهم يسن استعمال الماء بعد الحجر ثم الظاهر عند هذ العبد أن مرادهم بالسنة الطريقة المسلوكة الواجبة لما قدعرفوا أن النجاسة إن كانت أقل من قدر الدرهم يكره الصلاة معها ويجب الإعادة فى الوقت وهذا يؤذن بأن الكراهة كراهة التحريم فإن النجاسة القليلة يجب إزالتها** ". انتہیٰ. (۲)

اورالبحر الرائق میں ہے:

" **ويجب غسل المحل بالماء إن تعدت النجاسة المخرج لأن للبدن حرارة جاذبة لأجزاء النجاسة فلايزيلها المسح بالحجر وهو القياس فى محل الاستنجاء إلا أنه ترك فيه لورود النص علىٰ خلاف القياس فلايتعداه وأراد بالمجاوز أن يكون أكثر من قدر الدرهم وحينئذٍ فالمراد بالوجوب الفرض**". انتہیٰ. (۳)(مجموعۂ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو:۱۸۸۔۱۸۹)

(۱) رسائل الارکان،ص:۵۱،فصل فی الاستنجاء وآداب قضاء الفضلات، المطبع العلوی،لکھنؤ،انیس

(۲) رسائل الارکان،ص:۵۰،فصل فی الاستنجاء وآداب قضاء الفضلات، المطبع العلوی،لکھنؤ،انیس

(۳) البحر الرائق:۲۵۵/۱،فی تفسیر "ویجب ان جاوز النجس المخرج" دارالکتاب الاسلامی قاہرہ،انیس

پیشاب کے بعد استنجا کرنے کا حکم:

سوال: پیشاب کے بعد اگر کوئی شخص استنجا پاک نہیں کرتا، اور نماز پڑھنے کو کہو، تو یہ عذر کرتا ہے کہ میں ناپاک ہوں، کیا یہ ناپاکی ہے؟ پیشاب کر کے استنجا کرنا بھول گیا، تو کیا ایسے شخص کو اگر نماز پڑھنے کے لئے کہا جائے کہ تم اسی حالت میں نماز پڑھنا، تو درست ہے؟ اور بغیر استنجا کے وہ روز پیشاب کرے اور اس کو روز نماز پڑھنے کو کہا جائے اور پڑھائی جائے، تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

ایسا شخص نجس (جنب) نہیں، نماز کے وقت وضو سے پہلے استنجا پاک کر لے، بس کافی ہے۔ البتہ اگر کپڑا ناپاک ہو تو نماز کیلئے دوسرا کپڑا پہن لے، یا اسی کو پاک کر کے، جس قدر ناپاک ہو، اسی کو پاک کر لینا کافی ہے، تمام کا دھونا ضروری نہیں۔ (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

ماہنامہ نظام کانپور، بابت ماہ: مارچ ۱۹۶۵ء۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۹۸/۵)

پیشاب کے بعد استنجا نہ کرنے کا حکم:

سوال: پیشاب کر کے پانی نہ لینا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

پیشاب کر کے پانی نہ لینا عذاب قبر کو مستلزم اور گناہ ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالصمد رحمانی (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۸۲/۲)

---

(۱) ”ومن آدابه أن يغسل مخرج النجاسة بعد الأحجار إذا لم يتجاوز النجاسة مخرجها، أما إذا جاوزت مخرجها والحال أنها لم تكن قدر الدرهم، فغسله سنة، وإن كان قدر الدرهم، فغسله واجب“. (الحلبي الكبير، ص: ۲۸، آداب الوضوء، سهيل اكيڈمی لاهور. وكذا في ردالمحتار: ۳۳۹/۱، فصل الاستنجاء، سعيد. وكذا في فتاویٰ عالمگيريه: ۵۰/۱، الفصل الثالث في الاستنجاء، رشيديه)

(۲) بشرطیکہ ڈھیلے وغیرہ کا استعمال بھی نہ ہو۔ مجاہد۔

”عن ابن عباس رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم مر علىٰ قبرين فقال:” إنهما يعذبان وما يعذبان في كبير، أما هذا فكان لايستتر من بوله وأما هذا فكان يمشي بالنميمة“. (جامع الترمذي، باب التشديد في البول: ۱۱/۱)

تفصیل کے لیے دیکھئے: بخاري، باب من الكبائر أن لايستتر من بوله، ص ۴۱، نمبر ۲۱۶/ مسلم، باب الدليل علىٰ نجاسة البول ووجوب الاستبراء منه، ص ۱۳۵، نمبر ۲۹۲/ ۶۷۷۔ انیس

کشفِ عورت کی صورت میں استنجا کا حکم:

سوال: جب استنجا کے لئے باپردہ جگہ نہ ہو، تو کیا ایسی جگہ پر بیٹھ کر استنجا کرنا جائز ہے، جہاں کشفِ عورت کا امکان ہو؟

الجواب

استنجا کرنے میں جب کشفِ عورت کا خطرہ ہو، تو استنجا چھوڑ کر وضو کرنا جائز ہے۔(۱)

قال الحصكفيؒ: ''(بلاكشف عورة) عند أحد، أما معه فيتركه كما مر، فلو كشف له صار فاسقاً''. قال ابن عابدينؒ: (قوله فلو كشف له)أى للاستنجاء بالماء، قال نوح آفنديؒ: ''لأن كشف العورة حرام، ومرتكب الحرام فاسق سواء تجاوز النجس المخرج أولا، وسواء كان المجاوز أكثر من الدرهم أو أقل''. (الدرالمختار مع ردالمحتار، فصل الاستنجاء: ج۱ص۳۳۸)(۲)

(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم، صفحہ ۵۸۹)

مسلمان عورت کا دوسری مسلمان عورت کے سامنے ستر کا کیا حکم ہے:

سوال: ایک مسلمان عورت کا دوسری مسلمان عورت کے سامنے کتنا ستر ہے؟

الجواب

مسلمان عورت سوائے ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ کے دوسری مسلمان عورت کا تمام بدن دیکھ سکتی ہے، بشرطیکہ خوف فتنہ اور شہوت نہ ہو، اور چونکہ آج فتنہ وفساد کا زمانہ ہے، اس لیے بہتر یہ ہے کہ بقدر ضرورت بدن کھولا جائے، اور ویسے بھی زیادہ کھولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ درمختار میں ہے:

وتنظر المرأة المسلمة من المرأة كالرجل من الرجل.(۳)

(قوله كالرجل من الرجل):لوجود المجانسة وانعدام الشهوة غالباً لأن المرأة لاتشتهى المرأة كمالايشتهى الرجل الرجل ولأن الضرورة داعية إلى الانكشاف بينهما ولا يجوز للمرأة أن تنظر إلى بطن امرأة بشهوة''. سراجية. (طحطاوى: ۱۸۵/۴) والله اعلم (فتاویٰ دارالعلوم زکریا جلد اول: ۶۱۰)

---

(۱) پیشاب یا پاخانہ کرنے کے بعد پانی یا ڈھیلا وغیرہ سے پاکی حاصل کرنے کو استنجا کہا جاتا ہے اور پانی سے استنجا کرنا افضل ہے۔ اس لیے افضل کو بے پردہ ہو کر حاصل کرنا گناہ ہے یا اور اس فتوے کا مطلب یہی ہے۔ انیس

(۲) وفى الهندية:''والاستنجاء بالماء أفضل إن أمكنه ذلك من غير كشف العورة وإن احتاج إلىٰ كشف العورة يستنجى بالحجر ولايستنجى بالماء''.(الهندية، الفصل الثالث فى الاستنجاء : جلد۱ص۴۸/ومثله فى خلاصة الفتاوىٰ، الاستنجاء: جلد۱ص۳۵)

(۳) الدرالمختار كتاب الحظر والإباحة، فصل فى النظر والمس. انيس

استنجا کے بعد پاک ہونے میں شک ہو، تو کیا حکم ہے:

سوال: جب بھی میں استنجا کرنے جاتا ہوں، اور کبھی کبھی ایسے بھی استنجے کے بعد ایک دو قطرے پیشاب کے نکل جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مجھے یہ لگتا ہے کہ میں ناپاک ہوگیا ہوں، اور ایسی حالت میں نماز نہیں پڑھتا ہوں، جب تک غسل نہ کرلوں، اس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں، کافی علاج کراچکا ہوں، ناپاکی کی حالت میں کہیں بیٹھتا ہوں، تو لگتا ہے کہ وہ جگہ بھی ناپاک ہوگئی ہے، اور پھر پاک ہونے پر وہاں نہیں بیٹھتا۔ اسی وجہ سے میں ہر وقت پاک نہیں رہ پاتا، اور میری نمازیں چھوٹ جاتی ہیں، کبھی کبھی تو دو تین بار نہانا پڑتا ہے، مگر پھر بھی نماز چھوٹ ہی جاتی ہے۔ لہٰذا آپ مجھے شرعی رہنمائی فرمائیں؟

هو المصوب

اگر ناپاکی نکلنے کا ظن غالب ہو، تو دھولیں اور اگر شبہ ہو، تو ازار یا پائجامہ پر پانی کی کچھ چھینٹیں ماردیں، پھر نماز ادا کرتے رہیں، نہ غسل کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی اور الجھن میں پڑنے کی ضرورت ہے، حدیث سے صراحۃً یہی رہنمائی ملتی ہے۔(۱)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/۲۹۶)

استنجا کے بعد تری اور اس کی ترکیب:

سوال: زید کو بسبب کثرت مباشرت کے پیشاب کے بعد تری آدھ گھنٹہ ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ ڈھیلا لینے اور دھو لینے کے بعد دوبارہ ڈھیلا لینا پڑتا ہے، لہٰذا اس کے لئے وضو کرکے اس حالت میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) عن أبی هریرةؓ أن النبی صلی الله علیه وسلم قال: جاء نی جبر ئیل فقال: یامحمد ! إذا توضأت فانتضح. (جامع الترمذی، أبواب الطهارة،باب فی النضح بعدالوضوء، حدیث نمبر:۵۰)

وسوسہ آنا:

استنجا کے بعد بعض افراد کو یہ وسوسہ اور شک ہوتا ہے کہ، پیشاب کے قطرات پھر نکل گئے ہیں، ایسے لوگوں کو چاہیے کہ:

۱۔ پہلے پیشاب کے قطرات پوری طرح نکالنے کا طریقہ اپنائیں، جیسے کھانسنا، چند قدم چلنا، کھڑا ہونا۔ فوطے کے نیچے سے عضو تک رگ پر ہاتھ پھیرنا۔ (ردالمحتار:۱/۳۴۰)

۲۔ لیکن بعض افراد جو یہ طریقہ اپناتے ہیں کہ استنجا خانہ سے باہر آتے ہوئے ڈھیلا عضو سے لگائے لوگوں کے سامنے ٹہلتے ہیں، یہ خلاف ادب ہے اور برا ہے، اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ (الاتحاف علی الاحیاء:۲/۵۴۴)

۳۔ اگر کسی کو وسوسہ بار بار آتا ہے، تو اس کو چاہیے کہ استنجا کرنے کے بعد ہاتھ میں پانی لے کر اس جگہ کے کپڑے پر چھڑک لے، تاکہ یہ وسوسہ نہ ہو کہ وہ پیشاب کے قطرات سے بھیگا ہوا ہے۔ (ردالمحتار:۱/۲۳۸)۔ (طہارت کے احکام ومسائل،صفحہ۲۲۳،انیس)

الجواب

ایسی صورت میں ڈھیلے سے اور پانی سے استنجا کرکے سوراخ ذکر میں روئی وغیرہ رکھ لے، تاکہ تری کے خروج کا شبہ نہ رہے۔ درمختار میں ہے:

"یستحب للرجل أن یحتشی إن رابه الشیطان ویجب إن کان لاینقطع إلابه قدرما صلی". (۱)

پس روئی رکھنے کے بعد وضوکر کے نماز پڑھ لے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۳۷۸/۱)

بعد استنجا چند قدم چلنے سے قطرہ کا آنا:

سوال: بعد فراغت استنجا آٹھ دس قدم چلنے پر پیشاب کے قطرے نکل کر پائجامے کو لگ جاویں، تو ایسی حالت میں نماز پڑھنا، تراویح پڑھانا جائز ہے؟

الجواب

بفضل اللہ تعالیٰ جب قطرے گرنے کا مرض دائمی نہیں، عارضی طور پر ہے تو (اس کے ازالہ کی تدبیر یہ ہے کہ) بعد قضائے حاجت مٹی یا پکی اینٹ کے ڈھیلے کے ساتھ ٹہلے یعنی چند قدم چلے اور داہنا پاؤں بائیں پاؤں پر چڑھا کر دبائے، اس تدبیر سے جو قطرے اندر ہونگے، وہ نکل جاویں گے، جب اطمینان ہو جاوے، تب پانی سے استنجا کرے اور وضوکر کے نماز پڑھے، اور پڑھا بھی سکتا ہے۔

اگر مذکورہ تدبیر اختیار کرنے سے قطرہ آنے کی شکایت دور نہ ہو، بلکہ قطرے آتے ہی رہیں، اور نماز کا وقت ختم ہونے کا اندیشہ ہے، تو ایسی حالت میں بھی بدن پاک کرے اور وضوکر کے پاک کپڑے پہنے، پھر نماز پڑھے، نماز قضا نہ ہونے دے، لیکن امامت کی اجازت نہیں۔ (ہاں اپنے جیسے معذورین یعنی جن کو سلس البول کا مرض ہو، ان کی امامت کرسکتا ہے)۔

((ولایصلی الطاهر خلف من هو فی معنی المستحاضة) کمن به سلس البول(إلیٰ قوله)ویجوز اقتداء معذور بمثله إذا اتحد عذرهما، لا إن اختلف. (فتح القدیر: ۲۵۹/۱و۲۶۰)

ایسی حالت ہمیشہ رہتی ہو، تو تفصیل معلوم کرنے کی ضرورت ہے، کیوں کہ اس کے احکام الگ ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

(فتاویٰ رحیمیہ: ۹۵/۸، ۹۶)

استنجے کے کچھ دیر بعد قطرات کا آنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مرد پیشاب کرتا ہے، تو جب پیشاب کو خشک کیا جاتا ہے تو

(۱) الدرالمختار علیٰ رد المحتار، کتاب الطهارة، نواقض الوضوء، فروع، قبیل أبحاث الغسل: ۱۳۹/۱۔ظفیر

تقریباً آدھ گھنٹہ یا بیس منٹ بلکہ کبھی کبھی گھنٹہ تک یہ پیشاب آلۂ تناسل سے خشک ہوتا ہے،اوراس کے بعد بھی رطوبت نکل جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔اس لیے وہ آدمی رأس ذکر میں کپاس رکھے،تاکہ رطوبت اس میں جذب ہو باہر نہ آئے۔تو کیا اس کپاس میں رطوبت جذب ہونے پر وضوٹوٹ جاتا ہے یانہیں؟

الجواب

اس صورت میں جس وقت قطرہ کرسف سے تجاوز کر کے باہرآ جاوے،اس وقت وضوٹوٹے گا،صرف کرسف میں قطرہ جذب ہونے سے وضونہیں ٹوٹتا،جبکہ کپاس حشفہ میں غائب ہو،باہر سے نظر نہ آوے۔(۱)

"(لو حشا إحليله بقطنة و ابتل الطرف الظاهر)هذا لو القطنة عاليةً أو محاذيةً لرأس الإحليل و إن متسفلةً عنه لاينقض".(الدر المختار مع شرحه رد المحتار:ج۱ص۱۰۹)(۲)فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ،نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم،ملتان،۷رصفر ۱۳۹۸ھ،الجواب صحیح:بندہ محمد اسحاق غفراللہ لہ، نائب مفتی قاسم العلوم،ملتان،۸رصفر ۱۳۹۸ھ (فتاویٰ مفتی محمود جلد اول:ص۴۳۳-۴۳۴)

پیشاب کے بعد دس منٹ تک قطرات گریں تو کیا حکم ہے:

سوال: طہارت کے بعد دس پندرہ منٹ تک پیشاب کے قطرات آتے رہتے ہیں،تو اس حالت میں وضو کا کیا حکم ہے؟ نماز کس طرح ادا کی جائے؟(مستفتی محمد راشد،پونہ)

الجواب

طہارت کے بعد صرف دس پندرہ منٹ تک پیشاب کے قطرات آتے رہتے ہیں،اوراس کے بعد مکمل بند ہوتے ہیں،تو استنجا کر کے اورازار کے آلودہ حصہ کو دھوکر نماز پڑھیں۔واللہ اعلم وعلمہ اتم

مفتی محمد شاکر خان،پونہ۔(فتاویٰ شاکر خان:۲/۶۸-۶۹)

وضو کے بعد استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: استنجا کرنے سے پہلے اگر وضو کر لیا جائے،بعد میں یاد آنے پر استنجا کر لیا،تو یہ وضو درست ہے،یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(۱) لما في الحلبي الكبير:"وإن احتشى الرجل...ولاينتقض وضوءه مالم يظهر البول علىٰ ظاهر القطنة...(إلىٰ أن)...إن نفذ البلل إلىٰ خارجه،أي خارج الحشو انتقض الوضوء".(فصل في نواقض الوضوء،ص۱۳۶،مكتبه سعيدى كتب خانه كوئٹه)

(۲) كتاب الطهارة،فصل في نواقض الوضوء،قبل أبحاث الغسل،انيس

الجواب ــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

پہلا وضو درست ہے، دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

۵؍ربیع الآخر ۱۳۹۲ھ (احسن الفتاویٰ: ۱۰۸/۲)

استنجا کن چیزوں سے کیا جائے:

سوال: پانی میسر نہ ہو، تو کن چیزوں سے طہارت لینا درست ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــ

استنجا ہر ایسی چیز سے درست ہے، جو نجاست کو دور کرنے یا جذب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو، بہتر ہے کہ پتھر، مٹی کے ڈھیلے، اینٹ کے ٹکڑے، ریت، لکڑی کے ایسے ٹکڑے جن سے مضرت کا اندیشہ نہ ہو، اس سے استنجا کیا جائے، حسب موقع وضرورت کپڑا اور روئی سے بھی استنجا کرنے میں مضائقہ نہیں، کھانے کی چیز، لید، ہڈی، (۱) جانوروں کے چارے، کوئلہ، چونا، شیشہ اور ایسی چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے، جس سے زخمی ہونے کا اندیشہ ہو، اگر کوئی ایسی چیزوں سے استنجا کر ہی لے، تو پاکی حاصل ہو جاتی ہے، لیکن یہ فعل مکروہ ہے۔

"لو استنجی بهذه الأشياء يكره ولكن يجزيه لأن المعتبر الإنقاء وقد حصل". (۲)

ایسا کاغذ جو لکھنے پڑھنے میں استعمال ہوتا ہے، چاہے سادہ ہو یا لکھا ہوا، اس سے بھی استنجا کرنا مکروہ ہے۔

"وكذا ورق الكتابة لصقالته و تقومه، وله احترام أيضاً لكونه آلة لكتابة العلم". (۳)

---

(۱) "عن سلمانؓ قال: قيل له: قد علمكم نبيكم صلى الله عليه وسلم كل شيء حتى الخرائة؟ قال: فقال: أجل، لقد نهانا أن نستقبل القبلة لغائط أو بول أو أن نستنجي باليمين أو أن نستنجي بأقل من ثلثة أحجار أو أن نستنجي برجيع أو بعظم". (مسلم، باب الاستطابة، ص۱۳۰، نمبر ۶۰۶/۲۶۲/ ترمذی، باب الاستنجاء بالحجارة، ص۱۰، نمبر ۱۶)

اس حدیث میں ہے ہڈی اور گوبر سے استنجا جائز نہیں ہے۔

"عن أبي هريرةؓ قال: اتبعت النبي صلى الله عليه وسلم وخرج لحاجته فكان لا يلتفت، فدنوت منه فقال: "ابغني أحجارًا أستنفض بها، أو نحوه، ولا تأتيني بعظم ولا روث". (بخاری، باب الاستنجاء بالحجارة، ص۲۷، نمبر ۱۵۵/ مسلم، باب الاستطابة، ص۱۳۰ نمبر ۲۶۲، ۶۰۷/ سنن البيهقي: ۱۰۷/۱ (۵۲۴))

لید اور ہڈی نہ لانے کی وجہ اس سے استنجا کرنے کی ممانعت کا ثبوت ہے۔

"عن عبد الله بن مسعودؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا تستنجوا بالروث ولا بالعظام فإنه زاد أخوانكم من الجن". (ترمذی، باب ما جاء في كراهية ما يستنجي به، ص۱۱، نمبر ۱۸/ بخاری، باب ذكر الجن، ص۶۴۷، نمبر ۳۸۶۰/ نحوه صحيح بن خزيمة: ۴۴/۱ (۸۲) صحيح ابن حبان: ۲۸۱/۴ (۱۴۳۲) شرح معاني الآثار: ۱۲۴/۱۔ انیس)

(۲) کبیری: ص۳۹۔

(۳) رد المحتار، كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، تحت قول الدر: وشيء محترم الخ: ۵۵۲/۱، محشی کتاب الفتاویٰ۔

لیکن آج کل خاص استنجا اور صفائی ستھرائی ہی کی غرض سے ٹشو پیپر بنائے جاتے ہیں، ان سے استنجا کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔(۱)(کتاب الفتاویٰ:۲/۷۲)

پیشاب کے بعد صرف پانی سے استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: پیشاب کرنے کے بعد اگر کسی نے ڈھیلہ استعمال کئے بغیر صرف پانی سے استنجا کرلیا، تو کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہوگی؟

---

(۱) طہارت کن چیزوں سے:

۱۔ پاخانہ وپیشاب کی جگہ کی صفائی کے لیے شریعت نے کافی سہولت رکھی ہے، یعنی یہ کہ اس جگہ کو پانی سے دھوکر صاف کرلیا جائے، یا صرف ڈھیلا وغیرہ سے ٹھیک سے پوچھ لیا جائے، مگر تاکید اس بات کی ہے کہ:

۲۔ جہاں پانی میسر ہو، وہاں پانی سے دھوکر صاف کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلا جاتے، تو میں (جو چھوٹا تھا) یا میری طرح کا کوئی لڑکا پانی اور عنزہ لے کر جاتا، اور آپ پانی سے طہارت کرتے۔''(سنن ترمذی مع معارف السنن:۱/۱۲۹)

اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں سے کہا کہ: ''تم اپنے شوہروں کو اس کا حکم دو کہ وہ پانی کے ذریعہ طہارت حاصل کریں، (مجھے ان کو کہتے ہوئے شرم آتی ہے) کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی سے طہارت حاصل کرتے تھے۔

۳۔ پانی کے علاوہ جن چیزوں سے طہارت حاصل کرنا صحیح ہے، وہ یہ ہیں:۔ پتھر، ڈھیلا، مٹی، یا جن میں یہ شرائط پائی جائیں، جو ضروری ہیں۔

۱۔ وہ خشک وجامد ہو۔ ۲۔ پاک ہو۔
۳۔ صاف کرنے والا ہو۔ ۴۔ موذی نہ ہو۔
۵۔ قابل احترام نہ ہو۔

یہی وجہ ہے کہ جن میں یہ شرائط نہ ہوں، بلکہ ان کے خلاف ہوں، ان سے طہارت حاصل کرنا جائز نہیں ہے، یعنی:

۱۔ وہ خشک نہ ہو۔ ۲۔ ناپاک ہو۔
۳۔ یا اس میں صاف کرنے کی خوبی نہ ہو، جیسے بانس کا چکنا حصہ۔ ۴۔ یا وہ موذی ہو، جیسے چاقو۔
۵۔ یا وہ قابل احترام ہو، جیسے کھانے کے قسم سے ہو، یا کسی دوسرے کا حق اس میں ہو، یا بذات خود محترم ومکرم ہو۔(ردالمحتار:۱/۳۳۹،۳۴۰)

۴......اس لیے مندرجہ ذیل چیزوں کا استعمال طہارت کے لیے مکروہ تحریمی ہے، گرچہ ان کے ذریعہ گندگی دور ہوجاتی ہو، جیسے:

۱۔ کوئلہ۔
۲۔ شیشہ۔
۳۔ چھوٹے کنکر۔
۴۔ پکی ہوئی اینٹ یا کھپڑہ۔
۵۔ بانس۔
۶۔ لکڑی۔
۷۔ درختوں یا پودوں کے پتے۔
۸۔ بال۔
۹۔ سوکھا گوبر یا انسانی گندگی۔

==

الجواب

پیشاب کے بعد ڈھیلہ سے استنجا کرنا نہ فرض ہے، اور نہ واجب، بلکہ سنت ہے۔رسائل الارکان میں ہے:

" ويسن أن يستنجي البول والغائط بالحجر" انتهى.(۱)

البتہ ڈھیلہ کے استعمال کے بعد پانی سے استنجا کرنا افضل واولیٰ ہے۔لہذا اگر کسی کو محض پانی سے استنجا کر لینے کے بعد اطمینان قلب حاصل ہو جائے، تو طہارت حاصل ہو جائے گی۔فإن الماء قالع للنجاسة. جیسا کہ البحر الرائق میں مذکور ہے۔لہذا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔(مجموعۂ فتاویٰ مولانا عبدالحی اردو، ص:۱۸۴)

قضاء حاجت کے بعد صرف پانی سے استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: اگر کسی نے پاخانہ سے فارغ ہونے کے بعد ڈھیلوں سے استنجا کئے بغیر صرف پانی پر اکتفا کیا، تو اس کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

==۱۰۔ انسانوں کے کھانے کی چیزیں، جیسے گیہوں، جو، روٹی۔

۱۱۔ جانوروں کے کھانے کی چیزیں، جیسے گھاس۔

۱۲۔ مسجد کو جھاڑ و دینے کے بعد نکلی ہوئی چیزیں، چاہے مٹی ہو۔

۱۳۔ مسجد کی دیوار یا کسی وقف کی دیوار۔

۱۴۔ کسی کی ملکیت کا پانی یا دیوار وغیرہ، جب کہ اس کی اجازت کے بغیر ہو۔

۱۵۔ قیمتی روئی۔

۱۶۔ چونا۔

۱۷۔ قیمتی کپڑا، جیسے دیباج وغیرہ

(الف) نئے کپڑے سے اگر استنجا کرنے کے بعد اس کو دھو دیا جائے، تو کوئی حرج نہیں۔

(ب) پرانے کپڑے یا ایسے کترن جو پھینک دیا جاتا ہو، اس سے استنجا کرنے میں حرج نہیں ہے۔

۱۸۔ کاغذ جو قابل تحریر ہو۔

(الف) اس میں کسی زبان میں لکھی ہوئی تحریر بھی داخل ہے، جو قابل احترام ہے، گرچہ بعض فقہانے فلسفہ وغیرہ لکھے ہوئے کاغذ سے استنجا کو جائز قرار دیا ہے۔(ان مسائل کے لیے دیکھئے: الدر المختار مع رد المحتار:۱/۳۳۹۔۳۴۰۔الفتاویٰ التاتارخانیہ:۱/۱۱۰۔مراقی الفلاح: ۲۷۔۲۸۔البحر الرائق:۱/۲۵۵)

(ب) موجودہ زمانہ میں استنجا کے لیے جو کاغذ بنائے جاتے ہیں، یا ہاتھ منھ کو صاف کرنے کے لیے جو کاغذی رومال استعمال ہوتے ہیں، وہ ڈھیلے کے حکم میں ہیں، ان سے استنجا بلا کراہت درست ہے۔(منتخبات نظام الفتاویٰ:۱/۲۳)

۱۹۔ ہڈی چاہے جانوروں کی ہو، یا انسانوں کی۔

۲۰۔ زمزم کا پانی۔

۲۱۔ ہر طرح کی قابل احترام وقیمتی اشیا۔(رد المحتار:۱/۳۴۰)۔(طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۲۱۶ تا ۲۱۹، انیس)

(۱) رسائل الارکان، ص:۵۰، فصل في الاستنجاء و آداب قضاء الفضلات، المطبع العلوی، لکھنؤ، انیس

الجواب

اس کی نماز صحیح ہے۔کفایہ میں ہے:

" ثم الاستنجاء بالأحجار سنة مؤكدة عندنا،حتى لوتركه وصلى بغير استنجاء أجزأته صلاته.وقال الشافعي بأنها فريضة لوترك بالأحجار وبمايقوم لم تجز صلاته، والمسألة فرع لمسألة أخرىٰ،وهو أن النجاسة إذاكانت علىٰ قدر الدرهم أوأقل هل تفرض إزالتها لجواز الصلوة أو لا ؟فعندنا لا تفرض،وعنده تفرض،كما لو كانت هذه النجاسة علىٰ موضع آخر،إلاأن في هذا الموضع يطهر بالحجر والمدروفي سائر المواضع لايطهر إلا بالماء" انتهٰى.

اور ردالمحتار میں ہے:

" ثم اعلم أن الجمع بين الماء والحجر أفضل،ويليه في الفضل الاقتصار على الماء،يليه الاقتصار على الحجر وتحصل السنة بالكل وإن تفاوت الفضل،كماأفاده في الإمداد وغيره"،انتهٰى. (۱)(مجموعۂ فتاویٰ مولانا عبدالحی اردو ص:۱۸۴-۱۸۵)

بغیر ڈھیلوں کے صرف پانی سے استنجا کرنے کا حکم:

سوال: بلاکلوخ محض استنجے سے کامل طہارت ہوتی ہے یانہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

ہوجاتی ہے،بشرطیکہ قطرہ آنے کا مرض نہ ہو،اوراگر یہ مرض ہو،تو کلوخ لینا چاہئے،یا کوئی اور تدبیر مثل تحریک وغیرہ کے ایسی کرنی چاہئے جس سے قطرہ آنے کا احتمال نہ رہے۔واللہ اعلم

۲۵/شعبان ۱۳۴۲ھ (امدادالاحکام جلداول ص۴۰۰)

صرف پانی بہا لینے سے استنجا ہوگا یا نہیں:

سوال: میرا بایاں ہاتھ کٹا ہوا ہے،میں استنجا کے وقت پانی ڈال لیتا ہوں اور کبھی کلوخ نہیں لیتا ہوں،میرے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

اللہ پاک نے آدمی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی ہے۔اس لیے بقدر وسعت طہارت واستنجا میں کوشش کیا کیجئے۔(۲)فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔۲۲/۱۲/۱۳۵۱ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۵۷)

(۱) فصل الاستنجاء،مطلب إذا دخل المستنجي في ماء قليل:۱/۳۳۸،انیس

(۲) لقوله تعالىٰ:" لاَ يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ".(سورةالبقرة:۲۸۶)

موضع نجاست کو کتنی بار دھونا چاہیے:

سوال: پیشاب و پاخانہ کے بعد موضع نجاست کو دھونے کے لیے کوئی تعداد مسنون ہے یا نہیں؟

الجواب

کوئی عدد مسنون نہیں ہے، استنجا کرنے والے کو پورا اختیار ہے، اس قدر دھونا ضروری ہے کہ زوال نجاست کا اطمینان ہو جائے، بشرطیکہ وہمی نہ ہو، کیوں کہ وہمی کے لیے تین بار دھونا ضروری ہے۔ علامہ حلبی شرح منیہ میں فرماتے ہیں:

" ولیس فیه أی فی الغسل عدد مسنون من الثلٰث أو السبع أو غیر ذلک، ومنهم من شرط الثلاث ومنهم من شرط السبع ومنهم من شرط العشر ومنهم من عین فی الإحلیل الثلاث وفی المقعد الخمس والصحیح أنه مفوض إلٰی رأیه فیغسله حتی یقع فی قلبه أنه قد طهر إلا أن یکون موسوسًا فیقدر فی حقه بالثلاث کما فی کل نجاسة غیر مرئیة وقیل بسبع" انتهٰی. (۱) فقط

(مجموعۂ فتاویٰ مولانا عبدالحیٔ اردو: ص ۱۸۷)

بڑا استنجا کرتے وقت اگر ہوا خارج ہو، تو کیا کرنا چاہیے:

سوال: پانی سے بڑا استنجا کرنے کے وقت اگر بائے سرے (یعنی ریح خارج ہو جاوے) تو طہارت دوبارہ کرے یا نہیں؟

الجواب

استنجا پانی سے کرتے (وقت) اگر بائے نکل جاوے دوبارہ استنجا (کرنے) کی ضرورت نہیں، کیوں کہ بائے نجس نہیں اور بائے کے ساتھ جو کچھ پانی نکلے گا، اس میں نجاست مخلوط نہیں ہوئی، جو کچھ ہوئی ہوگی، تو وہ بہت قلیل غیر معتبر ہووے گی، مگر ایک بار پانی ڈال دینا بہتر ہے۔ فقط

مجموعہ خاص، سوال: ۷۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ص ۱۳۶)

آبِ دست کی مدت کب تک ہے:

سوال: آبِ دست کب تک لینا چاہیے؟

الجواب

استنجا کے بارہ میں طریق سنت یہ ہے کہ پہلے ڈھیلوں سے استنجا کرے، اور پھر پانی سے طہارت کرے۔ (۲) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۷۵، ۳۷۶)

---

(۱) شرح منیة المصلی، ص: ۳۰، مطلب آداب الوضوء، مکتبہ سعیدی کتب خانہ کانسی روڈ، کوئٹہ، انیس

(۲) ثم یمسح بثلاثة أحجار ثم یسترعورته قبل أن یستوی قائمًا ثم یخرج الخ ثم تستبرئ فإذا استیقن بانقطاع أثر البول یقعد للاستنجاء بالما موضعًا آخر الخ. (رد المحتار، فصل فی الاستنجاء، مطلب فی الفرق بین الاستبراء والاستنجاء: ۱/۲۳۰۔ ظفیر)

استنجا کے لئے پانی کی مقدار کیا ہے:

سوال: استنجا کے لئے پانی کی کوئی خاص مقدار مقرر ہے یا نہیں؟ اگر ایک شخص زیادہ پانی استعمال کرے، تو اسراف کے حکم میں داخل ہو کر وہ شخص گنہگار ہوگا یا نہیں؟

الجواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کے استعمال میں اعتدال اور میانہ روی کی ترغیب دی ہے، لیکن استنجا کی حالت میں خاص مقدار کی تعیین نہیں، یہ نجاست کی کمی اور زیادتی یا اشخاص کے اعتبار سے متفاوت ہے، جب تک ازالۂ نجاست کے بارے میں غالب ظن نہ ہو، تو پانی کا استعمال جائز ہے۔

قال الحصكفيؒ: ''(والغسل) بالماء إلٰى أن يقع في قلبه أنه طهر ما لم يكن موسوساً فيقدر بثلاث''. قال ابن عابدينؒ: ''(قوله فيقدر بثلاث) وقيل بسبع للحديث الوارد في ولوغ الكلب''. معراج عن المبسوط. (الدر المختار مع رد المحتار، فصل الاستنجاء: ج ا ص ۳۳۷ و ۳۳۸) (۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم، صفحہ ۵۹۲)

پیشاب کے بعد قطرہ آنے کا یقین ہو، تو ڈھیلہ سے استنجا ضروری ہے:

سوال: پیشاب کے بعد استنجا کے لئے ڈھیلہ نہ لیا جائے، تو کپڑے پاک رہیں گے یا ناپاک؟ اسی طرح اس کی نماز اور وضو درست ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

پیشاب کا قطرہ آنے کا یقین ہونے کے باوجود ڈھیلہ نہ لیوے، تو ایسی صورت میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔ ڈھیلے وغیرہ سے استنجا کر کے اطمینان حاصل ہو جانے کے بعد وضو کر کے نماز پڑھے۔ (۲) فقط واللہ اعلم بالصواب

(فتاویٰ رحیمیہ: ۲۵۵/۴، ۲۵۶)

پیشاب کے بعد ڈھیلے سے استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: مذہب اہل تسنن میں چھوٹے اور بڑے استنجے کی صفائی اول ڈلوں سے کیوں ہوتی ہے، آیا یہ طریقہ

(۱) قال برهان الدينؒ: '' ويستعمل الماء إلٰى أن يقع في غالب ظنه أنه قد طهر ولا يقدر المرات إلا إذا كان موسوسًا فيقدر بثلاث في حقه وقيل السبع''. (الهداية، فصل في الاستنجاء: ج ا ص ۵۷، ومثله في مراقي الفلاح، فصل في الاستنجاء: ص ۲۷)

'' عن عائشةؓ أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان يغسل مقعدته ثلاثاً، قال ابن عمرؓ: فعلناه فوجدناه دواءً وطهورًا''. (ابن ماجه، باب الاستنجاء بالماء، ص ۵۳، نمبر ۳۵۶، انیس)

(۲) (والغسل) بالماء إلٰى أن يقع في قلبه أنه طهر ما لم يكن موسوسًا فيقدر بثلاث كما مر (بعده) أي الحجر. (الدر المختار على هامش رد المحتار، فصل الاستنجاء، مطلب إذا دخل الخ: ۳۳۷/۱، ۳۳۸، انیس)

معمولی ہے، یا کسی حدیث کے موافق ہے، مہربانی فرما کر اس کے متعلق جو آپ کی رائے ہو، اس سے مطلع فرمائیے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

فی نیل الأوطار، باب وجوب الاستنجاء بالحجر أو الماء (ج۱ص۸۸):

"عن عائشةؓ أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال:" إذا ذهب أحدکم إلی الغائط فلیستطب بثلٰثة أحجار فإنها تجزئی عنه". رواه أحمد والنسائی وأبوداؤد والدارقطنی، وقال: إسناد صحیح حسن. قال المصنف: وهو دلیل لمن قال بکفایة الأحجار وعدم وجوب الاستنجاء بالماء.

اس حدیث سے جب بعض احوال میں صرف کلوخ لینے پر اکتفا کرنے کا جواز ثابت ہوا، اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں کہ جب پانی نہ لیا اور موضع پیشاب کا بھی نجس ہوا ہی تھا، جس کا پاک کرنا دلائل شرعیہ سے واجب ہے، **کقوله علیه السلام:" استنزهوا من البول"** تو بجز کلوخ اس کے پاک کرنے کی کیا صورت ہے، اس سے چھوٹا استنجا کلوخ سے ثابت ہوا اور بڑا استنجا تو اصل غرض ہی ہے، کلوخ لینے سے۔ پس دونوں مدعا ثابت ہو گئے، اور اس کے بعد پانی لینے کی اولویت دوسری احادیث میں منصوص ہے۔

۲۷/ رمضان ۱۳۳۲ھ۔ تتمہ ثانیہ ص: ۱۷۱۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۱۴۲)

ڈھیلے سے استنجا کے بارے میں صریح حدیث:

سوال: بعد بول ڈھیلا لینے کے متعلق حدیث سے حضرت والا نے استنباط فرمایا ہے، وہ کون حدیث ہے، دریافت کرنے کو جی چاہتا ہے، اگرچہ بعد قضائے حاجت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا باہر تشریف لا کر استنجا کرنا، اس سے تو ڈھیلا لینے کا استنباط ہو سکتا ہے، مگر اس سے اصرح مطلوب ہے۔

ازالۃ الخفاء میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے:

أبوبکر عن یسار بن نمیر کان عمرؓ إذا بال مسح ذکره بحائط أو بحجر ولم یمسه ماء، قلت: أجمع علیٰ ذلک علماء أهل السنة، ولیس فیه حدیث مرفوع، وإنما هو مذهب عمرؓ قیاسًا علی الاستنجاء من الغائط، أطبق علیٰ تقلیده العلماء.

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

مجھ کو یاد نہیں، استنباط کے متعلق میں نے کسی جگہ لکھا ہے، (۱) شاید اس مقام کی عبارت سے زیادہ یاد آ جاتا، بعض اوقات **"استنزهوا من البول"** سے تقریر کیا کرتا ہوں کہ استنزاہ کی یہ بھی ایک صورت ہے۔

وصحح الحدیث ابن خزیمة وغیره، کذا فی فتح الباری.

(۱) حضرت کا اشارہ "استنجا بعد البول بکلوخ" کے جواب کی طرف ہے، جو اس سے پہلے گذرا ہے۔ سعید احمد پالنپوری

اس عموم کے اعتبار سے اس کو مرفوع کہہ سکتے ہیں اور مرفوعیہ میں اس سے اصرح مجمع الزوائد(۱) میں یہ حدیث ہے:

عن عمرؓ بن الخطاب أنه بال فمسح ذكره بالتراب،ثم التفت إلينا فقال :هكذا علمنا.رواه الطبراني في الأوسط،وفيه روح بن الجناح وهو ضعيف،آه.

علمنا رفع میں صریح ہے، رہا روح بن الجناح کا ضعف، سو بعض نے اس کی توثیق بھی کی ہے، **كما في التهذيب والميزان.** تو حدیث حسن ہوئی، تو ممکن ہے کہ حضرت شاہ صاحب کی نظر سے یہ عبارت نہ گذری ہو، یا ضعف کے سبب اس کا اعتبار نہ کیا ہو، مگر اس ضعف کا درجہ معلوم ہو گیا، اس لئے **صالح للاحتجاج** ہے، خصوص بلا تعارض دوسری مؤیدات کے ہوتے ہوئے۔ **والله أعلم،والروايات كلها من إحياء السنن واستدراكه.**

۱۶/ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۳ھ (النور صفحہ: ۱۰، جمادی الاخریٰ ۱۳۵۴ھ)۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۱۴۲-۱۴۳)

استنجا میں ڈھیلا کا استعمال کیسا ہے:

سوال: پیشاب کرتے وقت پانی کے بجائے ڈھیلا کا استعمال کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

پیشاب کے بعد پانی کے بجائے ڈھیلا کا استعمال جائز ہے۔ لیکن پانی کا استعمال بہتر ہے، اور دونوں کا استعمال بہتر پر بہتر ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد نعمت اللہ قاسمی۔ ۱۶/۶/۱۴۰۴ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ جلد دوم صفحہ ۹۸)

ڈھیلے سے استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید، عمرو بکر وغیرہ بیت الخلا میں بلا ڈھیلے کے پانی سے استنجا کرتے ہیں، آیا ان کا یہ عمل جائز ہے یا ناجائز، اور اس میں کسی شخص کی تخصیص ہے، یا نہیں؟ امید ہے کہ صاف صاف تحریر فرمائیں گے۔ فقط والسلام (محمد احمد سہارنپوری، ۷/ رجب ۱۳۵۷ھ)

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصليًا

مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے ڈھیلے سے استنجا کیا جائے، اس کے بعد پانی سے، لیکن اگر کوئی شخص بڑا استنجا ڈھیلے

---

(۱) جلد اول ص ۲۱۲، مطبوعہ بیروت۔ سعید احمد پالنپوری

(۲) **يجوز الاستنجاء بنحو حجر منق كالمدر والتراب والعود والخرقة والجلد وما أشبهها... و الاستنجاء بالماء أفضل إن أمكنه ذلك من غير كشف العورة...والأفضل أن يجمع بينهما،كذا في التبيين.(الفتاوىٰ الهندية، الفصل الثالث في الاستنجاء:۱/۴۸)**

سے نہ کرے، بلکہ پانی ہی سے کرے اور صفائی کامل ہو جائے، یہ بھی جائز ہے۔(۱)

آج کل اہلِ تجربہ کی رائے ہے کہ پیشاب کے بعد قطرہ اکثر آدمیوں کو آتا ہے، اور شاذ و نادر ہی کوئی شخص اس سے مستثنیٰ ہوگا، اس لئے چھوٹا استنجا پانی سے کرنے سے پہلے ڈھیلے سے کرنے کی تاکید کرتے ہیں، کیونکہ اگر بعد میں قطرہ آیا، تو اس سے کپڑا ابھی ناپاک ہوگا اور پہلا استنجا بھی بیکار ہو جائے گا، اور جو وضو کے بعد آیا تو ناقض ہوگا، اس لئے پہلے ڈھیلے سے اطمینان کر لینا چاہئے۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۸/۷/۱۳۵۷ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ:۲۸۹/۵۔۲۹۰)

صرف ڈھیلے سے استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ ایک آدمی کو نماز کی نیت باندھنے کے بعد یاد آتا ہے کہ میں نے چھوٹا استنجا نہیں کیا، وہ یہ جان کر کہ استنجا مٹی سے سکھانے کے بعد طہارت کرنا مستحب ہے، نیت نہیں توڑتا اور نماز پوری کر لیتا ہے، آیا اس کی نماز ہوگی یا کہ نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ

نماز صحیح ہوگی، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(والغسل) بالماء(بعده)أی الحجر ......(سنة) مطلقاً، به یفتیٰ .(درمختار)ثم اعلم أن الجمع بین الماء والحجر أفضل،ویلیه فی الفضل الاقتصارعلی الماء،و یلیه الاقتصارعلی الحجر،وتحصل السنة بالکل وإن تفاوت الفضل.(رد المحتار،فصل الاستنجاء ج۱ص۲۴۸)(۳)و اللّٰہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ، نائب مفتی، مدرسہ قاسم العلوم، ملتان، ۲۲/ربیع الاول ۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح: محمود عفا اللہ عنہ۔ (فتاویٰ مفتی محمود جلد اول: ص۴۲۰)

---

(۱) "الأفضل فی کل زمان الجمع بین استعمال الماء و الحجر مرتبًا،فیمسح الخارج،ثم یغسل المخرج،لأن اللّٰہ–تبارک و تعالیٰ– أثنیٰ علیٰ أهل القباء بإتباعهم الأحجار الماء،فکان الجمع سنةً علی الإطلاق فی کل زمان،وهو الصحیح،وعلیه الفتویٰ، ویجوز أی یصح أن یقتصرعلی الماء فقط .....أو المائع الخ". (مراقی الفلاح،فصل فی الاستنجاء، ص:۴۵، قدیمی/و کذا فی الحلبی الکبیر:ص۲۸، سہیل اکیڈمی، لاہور)

(۲) عن معاذ عن عائشة رضی قالت:" مرن أزواجکن أن یغسلوا أثر الغائط و البول فإن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یفعله،و أنا أستحییهم". (مصنف ابن أبی شیبة،باب من کان یقول إذا خرج من الغائط فلیستنج بالماء،ج اول،ص۱۴۰،نمبر ۱۶۱۸،انیس)

(۳) کتاب الطهارة،مطلب إذا دخل المستنجی فی ماء قلیل،ج۱ص۶۰۲،۶۰۳،طبع مکتبہ رشیدیہ جدید کوئٹہ/ و کذا فی الهندیة، کتاب الطهارة،الباب السابع فی النجاسة الخ الفصل الثالث فی الاستنجاء،ج۱ص۴۸، طبع مکتبہ علوم اسلامیہ چمن)

پانی سے استنجا کرتے وقت قطرہ آتا ہے، تو کیا کرے:

سوال: اگر کسی شخص کو ایسا عارضہ ہے کہ جب پیشاب کر کے ڈھیلے سے استنجا سکھاتا ہے، تو پانی سے استنجا کرنے پر قطرہ آجاتا ہے، تو وہ ڈھیلے سے استنجا کرے، یا صرف پانی سے؟

الجواب

استنجے کے بارے میں افضل طریقہ یہ ہے کہ پہلے ڈھیلے سے استنجا کر کے پھر پانی سے استنجا کرے، اور اگر صرف ڈھیلے سے یا صرف پانی سے استنجا کرے، تو یہ بھی کافی ہے، اور سنت استنجا ادا ہو جاتی ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۳۷۸/۱، ۳۷۹)

پانی کے استنجے سے قطرات کا آنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کو ایک بیماری ہے کہ جب یہ استنجا کرتا ہے، تو بعد میں اس کا پیشاب تھوڑا تھوڑا ضرور نکلتا ہے، چاہے وہ جتنی دفعہ بھی استنجا کرے، پیشاب ضرور نکلے گا، اب وہ کیا نماز اس حالت میں پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر نجاست اپنے مخرج تک محدود ہے اور ادھر ادھر مائل نہ ہوتی ہو، تو صرف ڈھیلے کو استعمال کریں اور پانی کو ترک کر دیں، ڈھیلا استعمال کرنے سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ، مفتی مدرسہ قاسم العلوم، ملتان (فتاویٰ مفتی محمود جلد اول: ص۴۳۳)

ڈھیلے سے استنجا کے بعد پانی ملے، تو کیا حکم ہے:

سوال: بعض اوقات استنجا کے لئے پانی نہیں ملتا، ڈھیلے سے استنجا کر لیا جاتا ہے، بعد میں پانی میسر آتا ہے، ایسی

---

(۱) ''ثم اعلم أن الجمع بين الماء والحجر أفضل، ويليه في الفضل الاقتصار على الماء، ويليه الاقتصار على الحجر، وتحصل السنة بالكل وإن تفاوت الفضل''. (رد المحتار، فصل الاستنجاء، تحت قوله سنة مطلقًا الخ، مطلب إذا دخل المستنجي في ماء قليل: ۳۱۳/۱)

ایسے شخص پر ضروری ہے کہ چل کر، کھانس کر، یا دبا کر اطمینان کر لے۔

''ويجب الاستبراء بمشي أو تنحنح أو نوم على شقه الأيسر ويختلف بطباع الناس''. (در مختار) أما نفس الاستبراء حتى يطمئن قلبه بزوال الرشح فهو فرض وهو المراد بالوجوب، ولذا قال الشرنبلالي: يلزم الرجل الاستبراء حتى يزول أثر البول ويطمئن قلبه الخ فلا يصح له الشروع في الوضوء حتى يطمئن بزوال الرشح. (رد المحتار، فصل الاستنجاء، مطلب في الفرق بين الاستبراء الخ: ۳۱۹/۱، ظفیر)

(۲) ''ثم الاستنجاء بالأحجار إنما يجوز إذا اقتصر النجاسة على موضع الحدث''. (الهندية، كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء ج ۱ ص ۴۸، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، هكذا في الحلبي الكبير، آداب الوضوء، ص ۲۹، مکتبہ سعیدی کتب خانہ کانسی روڈ، کوئٹہ)

صورت میں کیا پانی ملنے کے بعد پانی سے استنجا کر لینا ضروری ہے، یا ڈھیلے سے حاصل کی ہوئی طہارت ہی کافی ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

شریعت نے پانی ہی کی طرح ڈھیلے سے بھی استنجا کو کافی قرار دیا ہے، بلکہ ظاہری نجاست کسی بھی چیز سے دور کر دی جائے، تو یہ پاک ہونے کے لئے کافی ہے۔ اس لئے پانی ملنے کے بعد بھی وہی استنجا کافی ہے، فرق صرف اس قدر ہے کہ اگر پانی سے استنجا کرنے کے بعد کوئی شخص چھوٹے گڑھے میں کمر تک اتر جائے، تو پانی ناپاک نہیں ہوتا اور ڈھیلا استعمال کرنے کے بعد ایسا کرے، تو پانی ناپاک ہو جائے گا، اگر کچھ نجاست جسم پر باقی ہو۔

اسی طرح اگر پائخانہ ایک درہم کی مقدار یعنی ہتھیلی کی گہرائی کے برابر پھیل گیا ہو، تو پانی کے استعمال سے تو پاکی حاصل ہو جانے پر اتفاق ہے، لیکن کیا پتھر کا استعمال بھی اس کے لئے کافی ہو جائے گا؟ اس میں مشائخ احناف کا اختلاف ہے، فقیہ ابواللیثؒ کی رائے ہے کہ کافی ہو جائے گا اور علامہ کاسانیؒ نے اسی کو ترجیح دیا ہے۔

إذا كانت النجاسة التي على المخرج قدر الدرهم أو أقل منه فإن كانت أكثر من قدر الدرهم لم يذكر في ظاهر الرواية، واختلف المشايخ فيه، فقال بعضهم: لايزول إلا بالغسل، وقال بعضهم: يزول بأحجار، وبه أخذ الفقيه أبو الليث وهو الصحيح، لأن الشرع ورد بالاستنجاء بالأحجار مطلقًا من غير فصل، وهذا كله لم يتعد النجس المخرج فإن تعداه ينظر إن كان المتعدى أكثر من قدر الدرهم يجب غسله بالإجماع. (۱)

کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر وغیرہ سے استنجا کو مطلقاً کافی قرار دیا ہے۔ (۲) (کتاب الفتاویٰ: ۲/۶۷-۶۸)

ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی لینا بھول گیا، تو نماز ہوئی یا نہیں:

سوال (۱): ایک ڈھیلے سے استنجا کر چکا تھا، بڑا استنجا کرنا بھول گیا اور نماز پڑھنے کے بعد یاد آیا، تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(۲) چھوٹا استنجا پانی سے کرنا بھول کر نماز پڑھی، تو نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

اول اور دوسری صورت میں نماز صحیح ہو گئی، اعادہ کی ضرورت نہیں۔ (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۸۲)

---

(۱) بدائع الصنائع: ۱/۱۰۴۔

(۲) عن عائشةؓ قالت: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " إذا ذهب أحدكم إلى الغائط فليذهب معه بثلثة أحجار يستطيب بهن فإنها تجزئ عنه". (أبو داؤد، باب الاستنجاء بالأحجار: ص ۷ نمبر ۴۰، انیس)

(۳) (والغسل) بالماء الخ (بعده) أي بالحجر الخ (سنة) مطلقًا، به يفتى. (درمختار) " ثم اعلم أن الجمع بين الماء والحجر أفضل، ويليه في الفضل الاقتصار على الماء، ويليه الاقتصار على الحجر وتحصل السنة بالكل وإن تفاوت الفضل. (رد المحتار، فصل الاستنجاء، مطلب إذا دخل المستنجي في ماء قليل: ۱/۳۱۲، ۳۱۳، ظفیر)

پانی سے استنجا کئے بغیر نماز پڑھنا کیسا ہے:

سوال: اگرکسی نے مٹی کے ڈلے سے استنجا خشک کرنے کے بعد بھول کر یا عجلت کی وجہ سے بغیر پانی سے دھوئے، وضو کر کے نماز پڑھ لی، تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب ___________________

اگر نجاست نے مخرج سے تجاوز نہیں کیا، تو نماز صحیح، مگر مکروہ تنزیہی ہوگی، اور اگر مخرج سے تجاوز کر گئی ہو، تو قول مفتی بہ کے موافق بغیر دھوئے مطلقاً نماز نہ ہوگی۔

وفي الدر المختار: "(والغسل) بالماء الخ (بعده) أي الحجر (إلى قوله) (سنة) مطلقًا، به يفتى. سراج. (ويجب) أي يفرض غسله (إن جاوز المخرج نجس)". (۱)

وفي الشامي: "إذا تجاوزت مخرجها يجب (يعني الاستنجاء بالماء) عند محمد قل أو كثر و هو الأحوط". (۲) ومثله صرح في الهندية، وصرح الشامي: "بأن ترك السنة مكروه".

(امداد المفتین: ص ۲۶۳، ۲۶۴)

بغیر پانی سے استنجا کئے نماز کا حکم کیا ہے:

سوال: (۱) اگر جماعت نہ ملنے کا اندیشہ ہو، اور استنجا چھوٹا یا بڑا نہ کیا ہو، تو آیا بغیر استنجا کے نماز میں شریک ہو جائے یا نہیں؟

سوال: (۲) اگر بڑا استنجا کرنے کے لئے پردہ کی جگہ نہ ہو، تو استنجا کئے بغیر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب ___________________ حامدًا و مصلیاً

(۱) اگر ڈھیلے سے استنجا کر چکا ہے، اور بقدر درہم یا اس سے زائد اس کے بدن پر نجاست نہیں لگی، تو ایسی حالت میں جماعت میں شریک ہو جائے، ورنہ استنجا کر کے نماز پڑھے۔ **کذا في الطحطاوي:** ص ۹۰۔ (۳)

(۲) اگر استنجا کرنے کے لئے پردہ کی جگہ موجود نہیں، اور بلا کشفِ عورت استنجا نہیں کر سکتا، تو بلا استنجا کئے نماز پڑھ سکتا ہے:

"من لا يجد سترةً، تركه يعني الاستنجاء ولو على شطّ نهر". (کبیری: ص ۳۷) (۴) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۲/۱۱/۱۳۵۴ھ۔ الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۴/ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۹۵/۵)

---

(۱) الدر المختار على صدر رد المحتار، فصل الاستنجاء: ۳۳۷/۱، ۳۳۸، بيروت، انيس

(۲) فصل الاستنجاء، قبيل مطلب إذا دخل المستنجي الخ: ج ۱ ص ۳۳۶۔ انیس

(۳) "إن تجاوز المخرج وكان المتجاوز قدر درهم، وجب إزالته بالماء أو المائع، لأنه من باب إزالة النجاسة، فلا يكفي الحجر بمسحه، وإن زاد المتجاوز على قدر درهم المثقالي، افترض غسله". (مراقي الفلاح، فصل في الاستنجاء، ص: ۴۴، قديمي)

(۴) غنية المستملي لإبراهيم الحلبي الكبير، مطلب استقبال القبلة: ص ۳۹، سهيل أكيڈمی، لاهور

نماز میں یاد آیا کہ استنجا ڈھیلے سے کیا پانی سے نہیں تو کیا کرے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ امام کو اندر نماز بعد تکبیر تحریمہ، یاد آیا کہ استنجا ڈھیلے سے کیا، پانی نہیں لیا تھا، تو اب کیا کرے؟

الجواب

اگر نجاست مخرج سے متجاوز نہیں ہوئی، تو استنجا پانی سے سنت ہے اور اگر متجاوز ہوگئی، تو اگر قدر درھم سے زائد نہیں ہوئی، تو دھونا واجب ہے، اور اگر زائد ہوگئی، تو دھونا فرض ہے، اور اگر نماز میں یاد آیا، تو صورت اخیرہ میں نماز باطل ہو جائے گی، اور دوسری صورت میں مکروہ ہوگی، اور پہلی میں مکروہ تنزیہی۔(۱)

" (والغسل)الخ(سنة)...(ويجب)...(إن جاوزالمخرج نجس)". (درمختار:۱/۲۴۸)(۲)

وفي موضع،باب الأنجاس (۱/۳۱۶)اٰخر منه:"(وعفا)....(عن قدردرهم)وإن كره تحريمًا فيجب غسله،وما دونه تنزيهًا فيسن،وفوقه مبطل فيفرض"آه.والله أعلم

امداد:۱/۱۴۔(امداد الفتاویٰ جدید:۱/۱۳۹)

پیشاب کے بعد ڈھیلا کا استعمال مسنون، اور صرف پانی کا استعمال بھی کافی ہے:

سوال: پیشاب کے بعد استعمال کے لئے ڈھیلا اگر میسر نہ آئے، تو کیا صورت اختیار کرنی چاہئے؟ جب کہ دیوار بھی سنگ مرمر کی ہو، اور ڈھیلا اور پانی کے استعمال کے بعد بھی کسی شخص کو قطرہ نکل آتا ہے، تو اس کیلئے پاکی کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب

پیشاب کے بعد ڈھیلا استعمال کرنا مسنون ہے، تاہم اگر ڈھیلا میسر نہ آئے، تو صرف پانی بھی کافی ہے، لیکن صرف ڈھیلے پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے،(۳) ڈھیلے اور پانی دونوں کے استعمال کے بعد بھی اگر قطرہ آئے، تو استنجا اور وضو دوبارہ کر لینا چاہئے، اور کپڑا پاک کر لینا چاہئے۔ واللہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۲/۲۵/ ۱۳۹۱ھ (فتویٰ نمبر ۲۲/۲۹۳، الف) (فتاویٰ عثمانی:۱/۳۶۷)

---

(۱) پس صورت اخیرہ میں نماز توڑ دے، اور دوسری میں پوری کر کے اعادہ کرے اور پہلی میں اعادہ بھی ضروری نہیں۔ سعید پالنپوری

(۲) تنویر الأبصار متن الدر علیٰ صدر الرد، فصل الاستنجاء، مطلب إذا دخل المستنجي الخ:۷/۳۳۷، ۳۳۸، انیس

(۳) طہارت کا طریقہ:

ا۔ پاخانہ یا پیشاب کرنے کے بعد جب اس کا اطمینان ہو جائے کہ فضلہ پوری طرح نکل گیا ہے، تو مخرج پر لگی ہوئی گندگی کو ٹھیک سے صاف کرنا چاہیے۔ ==

قضاء حاجت کے بعد ڈھیلا اور پانی سے استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: قضاء حاجت کے بعد ڈھیلہ سے استنجا کرنے کے بعد پانی استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب

فراغت کے بعد ڈھیلہ یا ایسی چیز سے استنجا کرنا جو نجاست کو جذب کرے، سنت موکدہ ہے۔(۱)

==۲۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ بیت الخلا جانے کے ساتھ ہی تین عدد پاک وصاف پتھر یا ڈھیلا اور پانی لے جایا جائے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ بیت الخلا جاتے، تو ساتھ میں تین پتھر یا دو پتھر اور پانی لے جاتے۔(ردالمحتار:۱/۳۴۱)

پوچھنے والا کاغذ بھی ڈھیلے کے حکم میں ہے، جو خاص اسی کام میں آتا ہے۔(مرقاۃ المفاتیح:۱/۲۸۸)

۳۔ پہلے بائیں ہاتھ سے پیشاب کی جگہ کو پھر پاخانہ کی جگہ کو ان پتھروں یا ڈھیلے یا صفائی والے کاغذ سے پوچھے پھر پانی کا استعمال کرے۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ:۱/۲۳)

۴۔ پوچھنے میں آگے سے پیچھے کی طرف پتھر، یا ڈھیلا، یا کاغذ لے جائے اور بیٹھنے میں اپنے دونوں پاؤں پھیلائے رکھے اور بدن کو ڈھیلا رکھے۔(ردالمحتار)

فائدہ: پانی کے ذریعہ دھونے سے پہلے پتھر یا ڈھیلا یا کاغذ استعمال کرنے کے دو فائدے ہیں:

اول: یہ کہ پتھر یا ڈھیلا وغیرہ کے استعمال سے مخرج کی گندگی کم ہو جاتی ہے اور ہاتھ زیادہ آلودہ نہیں ہوتا ہے۔

دوسرا: یہ ہے کہ پیشاب کے قطرات آنے کا اندیشہ دور ہو جاتا ہے۔

۵۔ ڈھیلے، پتھر یا کاغذ کے استعمال میں عورت و مرد دونوں برابر ہیں اور یہ مسنون طریقہ ہے۔(ردالمحتار)(طہارت کے احکام ومسائل، انیس)

(۱) **طہارت:**

۱۔ پاخانہ پیشاب کرنے کے بعد بدن کے حصے کو جہاں سے پاخانہ، پیشاب ہوتا ہے، صاف کرنا سنت مؤکدہ ہے، اگر کوئی شخص اس کو پاک نہ کرے، تو مکروہ تحریمی کا مرتکب ہوگا۔(اصل میں تو نجاست کا دھونا فرض ہے، مگر پاخانہ و پیشاب کی ضرورت کی وجہ سے اس میں تخفیف ہے۔

۲۔ پاخانہ و پیشاب کی جگہ کے علاوہ اگر نجاست پھیلی ہوئی ہے اور ایک درہم سے زیادہ حصہ میں ہے، تو اس کا دھونا فرض ہے، اگر کوئی نہ دھوئے، تو گنہ گار ہوگا۔

۳۔ اسی طرح اگر حیض یا نفاس کا خون، نکلنے کی جگہ پر لگا ہوا ہے، مذی یا ودی لگی ہوئی ہے، تو اس کا دھونا بھی فرض ہے۔(ردالمحتار:۱/۳۳۵، ۳۳۶)

۴۔ اور اگر صرف پیشاب کیا اور پیشاب صرف قلفہ کے نچلے حصہ پر لگا اور اس کو نہ دھویا، تو گنہ گار نہ ہوگا، اور اگر زیادہ لگا ہوا ہو، تو گنہ گار ہوگا۔(ردالمحتار:۱/۳۳۹)(طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ:۲۱۵، ۲۱۶، انیس)

نجاست نکلنے کی نئی جگہ کا دھونا:

۱۔ اگر پیشاب و پاخانہ نکلنے کا جو مخرج ہے، جیسے مقعد اور آلۂ تناسل، اس کے علاوہ اگر کوئی دوسرا مخرج آپریشن وغیرہ سے بن جائے، اور اس سے پیشاب یا پاخانہ نکلنے لگے، تو اس کی دو صورتیں ہوں گی:۔

(الف) اگر اس سے ہر وقت پیشاب یا پاخانہ نکلتا رہتا ہے، تو وہ شخص سلس بول کے مریض کے حکم میں ہوگا، اور ایک بار نماز کے لیے وضو کرنے سے پہلے دھونا ضروری ہوگا۔

(ب) اور اگر متعین وقت پر پیشاب یا پاخانہ نکلتا ہے، تو اس کو ہر بار پانی سے دھونا ضروری ہوگا، نیز صرف پوچھنا (ڈھیلے وغیرہ سے) کافی نہ ہوگا۔(الموسوعۃ الفقھیہ:۴/۱۱۷۔ بحوالہ الذخیرہ:۱/۲۰۳، المغنی:۱/۱۱۸۔ یہ امام احمدؒ کے مسلک پر ہے، احناف کے یہاں یہ مسئلہ مذکور نہیں)==

نقایہ میں ہے:

" الاستنجاء من كل حدث غير النوم والريح بنحو حجر حتى ينقيه سنة " انتهى.

اوراس کے بعد پانی کا استعمال کرنا بعض کے نزدیک تو سنت ہے، لیکن قول اصح یہ ہے کہ مستحب ہے، اوراہل مسجد قبا کی یہی عادت تھی، جو باری تعالیٰ کو پسند آئی اوراس نے تعریف فرمائی:

﴿فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا﴾(۱)

اوران حضرات کے بارے میں پیشاب کے بعد استنجا کی کیفیت کا صحیح علم نہ ہوسکا، جیسا کہ روایت سے واضح ہوجائے گا۔ تفسیر احمدی میں ہے:

" لما أنزل اللّٰه هذه الآية وبالغ في وصفهم بالطهارة بصيغة المبالغة مشى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ومعه المهاجرون حتى وقفوا علىٰ باب مسجد قباء، فإذا الأنصار جلوس، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: " أمؤمنون أنتم؟ فسكت القوم، ثم أعادها ثانيًا، فقال عمرؓ: إنهم لمؤمنون وأنا معهم، فقال عليه السلام: " أترضون بالقضاء " ؟ فقالوا: نعم، فقال عليه السلام: " أتصبرون على البلاء " ؟ قالوا: نعم، قال عليه السلام: "أتشكرون على الرضاء" ؟ قالوا: نعم، قال عليه السلام: " أنتم مؤمنون ورب الكعبة"؟ فجلس، ثم قال: يا معشر الأنصار! إن اللّٰه تعالىٰ قد أثنىٰ عليكم فما الذى تصنعون عند الوضوء وعند الغائط، فقالوا: يارسول اللّٰه ! نتبع الغائط الأحجار الثلٰث ثم نتبع الأحجار، فتلا النبى صلى اللّٰه عليه وسلم " فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا، هكذا ذكر المفسرون. انتهىٰ.

اور تفسیر قاضی بیضاوی میں ہے:

"وروى ابن ماجة والدارمى عن أبى هريرةؓ قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: " إنما أنا لكم مثل الوالد أعلمكم إذا أتيتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها" وأمر بثلاثة أحجار، انتهىٰ.

ابوداوٴد اورنسائی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں:

"قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: " إذا ذهب أحدكم إلى الغائط فليذهب معه بثلاثة أحجار " انتهىٰ. (۲)

== ۲۔ اگرنلکی کے ذریعہ پیشاب یاپاخانہ نکلتارہتا ہے، اوروہ نجاست کسی تھیلے میں جمع ہوتی رہتی ہے، توچوں کہ ان پروہ نجاست نہیں لگتی ہے، اس لیے اس کا دھونا ضروری نہ ہوگا۔

مذی نکلنے سے استنجا:

اگرکسی شخص کے آگے کی راہ سے مذی یاودی یاعورت کولیکوریا کا پانی نکلتا ہے، تواس کے لیے مخرج کا دھونا سنت ہے، اوراگرصرف پوچھنے پراکتفا کرے گا، توبھی استنجاادا ہوجائے گا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/۱۰۵) (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۲۲۵، ۲۲۶، انیس)

(۱) سورۃ التوبۃ: ۱۰۸۔ "یعنی اس مسجد قبا میں ایسے لوگ ہیں جو دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو"

(۲) أبو داؤد، باب الاستنجاء بالأحجار، ص ۷، نمبر ۴۰۔ انیس

ہدایہ میں ہے:

" والاستنجاء سنة لأن النبي صلى الله عليه وسلم واظب عليه،ويجوزفيه الحجر وماقام مقامه وغسله بالماء أفضل،لقوله تعالیٰ:"فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا"وأنزلت في أقوام يتبعون الحجارة الماء ثم هو أدب،وقيل: هو سنة في زماننا،انتهٰى.

اور کفایہ میں ہے:

" والاستنجاء بالماء أدب لأن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يستنجي بالماء مرة وبتركه أخرىٰ وهذا هو الأدب، انتهٰى.

اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

" والاستنجاء بالماء بعد الاستنجاء بالحجر أدب عندنا" انتهٰى.(۱)(مجموعۂ فتاویٰ عبدالحئی اردو:۱۸۵-۱۸۶)

استنجا میں ڈھیلا اور پانی دونوں کا استعمال افضل ہے:

سوال: پیشاب کی پاکی کے لئے کلوخ کا لینا سنت ہے، یا پانی کا لینا؟

الجواب

کلوخ لینا اس کے بعد پانی سے دھونا افضل ہے، اور اگر صرف پانی سے استنجا کر لے، تو یہ بھی جائز ہے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔(از اخبار الجمعیۃ مورخہ ۹؍جنوری ۱۹۳۷ء)(کفایت المفتی:۲/۲۵۲)

ڈھیلے سے استنجا کے بعد پانی سے دھونا:

سوال: اگر کوئی امام ڈھیلے سے استنجا کرتا ہو، پانی ہوتے ہوئے بھی پانی استعمال نہیں کرتا، باوجود کہنے کے نہیں مانتا، تو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامدًا ومصلياً

اگر نجاست اپنے مخرج سے تجاوز کر کے پھیل کر مقدار درہم تک پہنچ جائے، تو بدن کو پانی سے پاک کرنا ضروری ہوتا ہے۔(۳)

(۱) فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ الهندية:۱/۳۳، مطبوعہ دیوبند۔ انیس

(۲) "والاستنجاء سنة لأن النبي صلى الله عليه وسلم واظب عليه، ويجوزفيه الحجروماقام مقامه وغسله بالماء أفضل، لقوله تعالیٰ: " فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا "،وأنزلت في أقوام يتبعون الحجارة الماء، ثم هو أدب،وقيل هو سنة في زماننا". (الهداية فصل في الاستنجاء. انیس)

(۳) "إن تجاوزالمخرج وكان المتجاوز قدرالدرهم،وجب إزالته بالماء أو المائع،فلا يكفي الحجربمسحه،وإن زاد المتجاوزعلى قدرالدرهم،افترض غسله بالماء أوالمائع...وإن كان مافي المخرج قليلاً يسن أن يستنجي بحجرمنق بأن لايكون خشناًونحوه من كل طاهرمزيل بلاضرر، والغسل بالماء أحب والأفضل في كل زمان،والجمع بين استعمال الماء والحجرمرتبًا،فيمسح الخارج ثم يغسل المخرج الخ.(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح،فصل في الاستنجاء:ص۴۳تا۴۵،قديمي)

==

ایسی حالت میں جو امام پانی سے استنجا نہ کرے، اس کو امام نہ بنایا جائے، اگر اس سے کم نجاست ہو، تو بھی پانی سے استنجا کرنا چاہئے، ورنہ نماز مکروہ ہوگی۔(۱) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۲۹۲/۵)

عورتوں کے لئے ڈھیلے سے استنجا کرنے کا حکم:

سوال: عورتوں کو ڈھیلے سے استنجا کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب ___________________

ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بارہ میں عورتوں کا حکم مثل مردوں کے ہے۔

کما فی الشامی: "قلت: بل صرح فی الغزنویة بأنها تفعل کما یفعل الرجل إلا فی الاستبراء فإنها لا استبراء علیها، الخ". (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۳۷۵/۱)

مٹی کے ڈھیلے سے عورت کے لئے استنجا کا حکم:

سوال: مرد پانی نہ رہنے پر مٹی یا پتھر وغیرہ سے استنجا کر لیتے ہیں، لیکن عورتوں کے لئے ایسے موقع پر کیا حکم ہے؟

الجواب ___________________ وباللہ التوفیق

عورت بھی مٹی کے ڈھیلے سے استنجا کر سکتی ہے۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی ۔ ۱۲/۳ ۔ ۱۳۷۴ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ جلد دوم صفحہ ۵۶، ۵۷)

== "قال علی بن أبی طالب أنهم کانوا یبعرون بعرًا وأنتم تثلطون ثلطًا فاتبعوا الحجارة الماء. (سنن البیهقی، باب الجمع فی الاستنجاء بین المسح بالأحجار والغسل بالماء: ج اول، ص ۱۷۲، نمبر ۵۱۷، انیس)

(۱) واضح رہے کہ ڈھیلا اور پانی دونوں کو جمع کرنا زیادہ بہتر ہے۔

عن أبی هریرة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال: "نزلت هذه الآیة فی أهل قباء ﴿فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ أَنْ یَّتَطَهَّرُوْا﴾ (سورة التوبة: ۱۰۸) قال: کانوا یستنجون بالماء فنزلت فیهم هذه الآیة". (أبو داؤد، باب فی الاستنجاء بالماء، ص ۷، نمبر ۴۴/ سنن البیهقی، باب الاستنجاء بالماء، ج اول، ص ۱۷۰، نمبر ۵۱۱)

عن عائشة قالت: "ما رأیت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم خرج من غائط قط إلا مس ماءً". (ابن ماجه، باب الاستنجاء بالماء، ص ۵۳، نمبر ۳۵۴، انیس)

(۲) رد المحتار، فصل الاستنجاء، مطلب إذا دخل المستنجی فی ماء قلیل: ۳۱۹/۱ ۔ ظفیر/ کما فی الغزنویة وفیها: "أن المرأة کالرجل إلا فی الاستبراء فإنه لا استبراء علیها بل کما فرغت تصبر ساعة لطیفة ثم تستنجی".

(۳) قال فی شرح المنیة: "ولم أر لمشائخنا فی حق القبل للمرأة کیفیة معینة فی الاستنجاء بالأحجار" آه. قلت: "بل صرح فی الغزنویة: بأنها تفعل کما یفعل الرجل إلا فی الاستبراء فإنها لا استبراء علیها، بل کما فرغت من البول والغائط تصبر ساعةً لطیفةً ثم تمسح قبلها ودبرها بالأحجار ثم تستنجی بالماء" آه. (رد المحتار، فصل الاستنجاء: ۵۴۸/۱، ۵۴۹)

مرد اور عورت کے استنجا میں فرق ہے یا نہیں:

سوال: مرد اور عورت کے استنجا میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

الجواب

مرد اور عورت کے استنجا میں کوئی فرق نہیں، یعنی جس طرح پانی اور ڈھیلے دونوں، مرد استعمال کرسکتا ہے، عورت کے لئے بھی جائز ہے، البتہ مرد کے لئے استبرا (یعنی پیشاب کے بعد اتنی دیر تک انتظار کرنا کہ پیشاب کے قطرات بند ہوجائیں) ضروری ہے، عورت پر اس قسم کا استبرا لازم نہیں۔

قال العلامة ابن عابدینؒ: " قلت: بل صرح فی الغزنویة: بأنها تفعل كما يفعل الرجل إلا فی الاستبراء فإنها لا استبراء عليها، بل كما فرغت من البول والغائط تصبر ساعة لطيفة ثم تمسح قبلها ودبرها بالأحجار ثم تستنجی بالماء". (رد المحتار، فصل الاستنجاء، مطلب إذا دخل المستنجی فی ماء قليل: ج۱ص ۳۳۷) (۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۹۷) ☆

چھوٹے ڈھیلوں سے استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: ایک شخص جو کہ استنجا کی پاکی، پانی سے حاصل کرنے سے معذور ہے، اور وہ مٹی کے ڈھیلوں سے کرتا ہے، بعض اوقات ڈھیلے چھوٹے ہوتے ہیں، یعنی ہر طرف تو خشک ہوجاتا ہے، لیکن کنارے پر نمی رہ جاتی ہے، اور دوسرا

(۱) **قال حسن بن عمارؒ: "يلزم الرجل الاستبراء والمراد طلب براءة المخرج عن أثر الرشح حتى يزول أثر البول ولا تحتاج المرأة إلى ذلك بل تصبر قليلاً ثم تستنجی". (مراقی الفلاح، فصل فی الاستنجاء: ص ۶۴/ ومثله فی البحر الرائق، باب الأنجاس: ج۱ص ۲۴۰)**

☆ کلوخ عورتوں کیلئے کیا ضروری ہے:

سوال: کلوخ سے استنجا، پیشاب و پاخانہ کی جگہ پر جس طرح مردوں کو ضروری ہے، اسی طرح سے عورتوں کو بھی ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب

کلوخ وغیرہ کے ساتھ استنجا کرنا عورتوں کو بھی ایسا ہی مستحب ہے، جیسا کہ مردوں کو۔ شامی میں ہے:

" قلت بل صرح فی الغزنوية: بأنها تفعل كما يفعل الرجل إلا فی الاستبراء فإنها لا استبراء عليها، بل كما فرغت من البول والغائط تصبر ساعة لطيفة ثم تمسح قبلها ودبرها بالأحجار ثم تستنجی بالماء". (رد المحتار، فصل الاستنجاء، مطلب إذا دخل المستنجی الخ: ۳۱۹/۱۔ ظفیر)

اور شامی میں "**بنحو حجر**" کے ذیل میں یہ لکھا ہے کہ کپڑا ہو یا ڈھیلہ سب برابر ہیں۔ اور یہ بھی شامی میں ہے کہ اگر صرف پانی سے استنجا کیا جاوے، تو سنت ادا ہوجاوے گی، مگر افضل یہ ہے کہ دونوں کو جمع کرے، یعنی ڈھیلے یا کپڑے وغیرہ سے استنجا کر کے پانی سے کرے۔

"ثم اعلم أن الجمع بين الماء والحجر أفضل الخ". (رد المحتار، فصل الاستنجاء، مطلب إذا دخل المستنجی فی ماء قليل: ۳۲۰/۱۔ ظفیر) فقط۔ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ (فتاویٰ دار العلوم: ۳۷۴/۱)

==

ڈھیلا چھوٹا ہوتا ہے، تو وہ اس چھوٹے ڈھیلے سے کنارے کی نمی کو خشک کرلیتا ہے، آیا یہ درست ہے، یعنی دو چھوٹے ڈھیلوں سے ایک استنجا کی پاکی حاصل کرسکتے ہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اگر عضو پر جونمی ہے، وہ ایک ڈھیلے سے پوری خشک نہ ہو، بلکہ کنارے پر کچھ باقی رہے، اور دوسرے ڈھیلے سے اس باقی کو خشک کرلیا جائے، تو یہ درست ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۲۹۶/۵)

ایک ڈھیلے سے دوبارا استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: کوئی شخص کسی ڈھیلے سے چھوٹا استنجا خشک کرکے، دوبارہ اسی ڈھیلے سے استنجا کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

جس ڈھیلے سے ایک دفعہ استنجا کیا گیا ہو، اس سے دوبارہ استنجا کرنا مکروہ ہے۔ **كذا في الدر المختار:**

"(وكره) تحريمًا (بعظم وطعام وروث) كعذرة يابسة (وحجر استنجى به إلا بحرف آخر". (درمختار) أي لم تصبه النجاسة. (۲)

== کیا عورتوں کے لئے بھی ڈھیلے کا استعمال ضروری ہے:

سوال: مرد کے لئے تو پیشاب و پاخانہ کے بعد ڈھیلے سے استنجا ضروری ہے، تو کیا عورتوں کے لئے بھی یہی حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

ڈھیلے کے ساتھ استنجا کرنا جس طرح مردوں کے لئے مستحب ہے، اسی طرح عورتوں کے لئے بھی مستحب ہے، ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے مزید پاکی حاصل کرنا زیادہ اولیٰ ہے، البتہ مردوں پر استبراء ضروری ہے، عورتوں پر نہیں۔

قال العلامة ابن عابدينؒ: " قلت: بل صرح في الغزنوية: بأنها تفعل كما يفعل الرجل إلا في الاستبراء فإنها لا استبراء عليها، بل كما فرغت من البول والغائط تصبر ساعة لطيفة ثم تمسح قبلها ودبرها بالأحجار ثم تستنجي بالماء". (ردالمحتار، فصل الاستنجاء، مطلب إذا دخل المستنجي في ماء قليل: ج ۱ ص ۳۳۷)

(وفي الهندية: "والمرأة تفعل في جميع الأوقات مثل ما يفعل الرجل في الشتاء". (الفتاویٰ الهندية، الفصل الثالث في الاستنجاء: ج ۱ ص ۴۸) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم، صفحہ ۵۹۵)

(۱) " لأن الإنقاء هو المقصود من الاستنجاء، كما في الهداية، وليس العدد ثلاثاً بمسنون فيه، بل مستحب". (رد المحتار، فصل الاستنجاء: ۳۳۷/۱، سعيد) وكذا في تبيين الحقائق، في الاستنجاء: ۲۰۹/۱، دار الكتب العلمية، بيروت. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، فصل في الاستنجاء، ص: ۴۵ قدیمی)

(۲) رد المحتار، فصل الاستنجاء: ۳۱۴/۱، ظفیر

" عن الحسن أنه كان يكره أن يستنجي بالحجر الذي قد استنجى به الرجل أو بروث أو رجيع دابة أو بعظم". (مصنف ابن أبي شيبة، باب ما كره أن يستنجي به ولم يرخص فيه، ج اول، ص ۱۴۳، نمبر ۱۶۵۳)

اس اثر میں ہے کہ جس پتھر سے استنجا کرچکا ہو، اس سے دوبارہ استنجا کرنا مکروہ ہے۔ انیس

لیکن اگر ضرورت ہو سفر وغیرہ کی وجہ سے، تو خشک ہونے کے بعد اس کو گھس کر دوبارہ اور سہ بارہ یا زیادہ دفعہ اس سے استنجا کر لیا جاوے، تو مضائقہ نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۷۵-۳۷۶)

استعمال کیا ہوا کلوخ دوبارہ استعمال نہیں کیا جا سکتا:

سوال: پیشاب میں جو کلوخ استعمال کیا ہے، اس کو دھوپ میں خشک کر کے پھر استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

نہیں (یعنی استعمال نہیں کر سکتے)۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۳۳-۳۳۴)

ایک ڈھیلہ دو دفعہ استعمال کرنا کیسا ہے:

سوال: ایک ڈھیلہ کو دوبارہ استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

جس ڈھیلے سے ایک مرتبہ استنجا کر لیا ہے، وہ ناپاک ہو گیا، اسکو دوبارہ استعمال کرنا منع ہے، البتہ اگر اس کی دوسری جانب استعمال نہ کی ہو، تو اس کو استعمال کرنا درست ہے، اسی طرح اس کو گھس کر کہ نجس حصہ گھس دیا جائے، استعمال کرنا درست ہے۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم، سہارنپور، ۱۶/۳/۱۳۵۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۹۳-۲۹۴)

استنجا کا ڈھیلہ سوکھنے سے پاک نہیں ہوتا:

سوال: استنجا کے مستعملہ ڈھیلے سوکھنے کے بعد پاک ہیں یا ناپاک، پاک ہونے کی صورت میں دوسری دفعہ استعمال کرنا کراہت ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملھم الصواب

زمین سوکھنے سے پاک ہو جاتی ہے۔ ڈھیلے پاک نہیں ہوتے، لہذا اس سے استنجا مکروہ ہے۔

(۱) وتطهر أرض بخلاف نحو بساط بيبسها أى جفا فها ولو بريح الخ (درمختار) أى حصير وثوب وبدن مما ليس أرضًا ولا متصلاً بها اتصال قرار. (رد المحتار، باب الأنجاس: ۱/۲۸۶- ظفیر)

(۲) "(وكره) تحريماً (بعظم وطعام وروث يابس) كعذرة يابسة (وحجر استنجىٰ به إلا بحرف آخر". درمختار. قال ابن عابدينؒ: "(قوله: إلا بحرف آخر) أى لم تصبه النجاسة". شامى. (رد المحتار، فصل الاستنجاء: ۱/۳۴۰، سعيد)

"وكذا لا يستنجى بحجر استنجى به مرةً هو أو غيره، إلا إذا كان حجرًا له أحرف، له أن يستنجى كل مرة بطرف لم يستنج به، فيجوز من غير كراهة، كذا فى المحيط". (الفتاوىٰ العالمكيرية، الفصل الثالث فى الاستنجاء: ۱/۵۰، رشيديه)

قال في العلائية:" (و)حكم(اٰجر)ونحوه كلبن(مفروش وخص)..... (وشجر وكلأ قائمين في أرض كذلک)أي كأرض ،فيطهربجفاف وكذا كل ماكان ثابتًا فيها لأخذه حكمها باتصاله بها فالمنفصل يغسل لاغير ،إلا حجرًا خشنًا كرحى فكأرض". (الدر المختارعلى صدررد المحتار ،باب الأنجاس:۱/۲۸۷)فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۰/محرم ۱۳۸۹ھ۔(احسن الفتاویٰ:۲/۹۳)

استنجا میں عدد طاق کا کیا حکم ہے:

سوال: پاخانے کے بارہ میں حدیث شریف میں جو وتر عدد ڈھیلہ لینے کی بابت آیا ہے، وہ وتر عدد پیشاب کیلئے بھی ہے، یا پیشاب کیلئے علاحدہ ڈھیلا ہونا چاہئے۔یعنی پیشاب پاخانہ دونوں کیلئے تین ڈھیلے ہونے چاہئیں یا چار۔ حدیث شریف میں جو وتر عدد ہے،اس سے کیا مراد ہے؟

الجواب

وہ وتر ڈھیلے پاخانہ کیلئے ہیں، پیشاب کے لئے علاحدہ ڈھیلا چوتھا ہونا چاہئے۔(۱)فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۸۰)

ڈھیلا استعمال نہ کرنا کیسا ہے:

سوال: بول و براز کے وقت ڈھیلا کو چھوڑ کر صرف پانی پر اکتفا روافض کا خاصہ ہے۔اگر مسلمان ایسا کرے،تو ان کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے،تو مسلمان کو کیا کرنا چاہئے؟

---

(۱) وكيفية الاستنجاء أن يجلس معتمدًا على يساره منحرفًا عن القبلة والريح والشمس والقمرومعه ثلاثة أحجاريدبربأحدها يقبل بالثاني ويدبربالثالث، وفي الدراية: ولنا كيفية الاستنجاء هوأن يأخذ الذكربشماله ويمره على حجرأومدر. (العيني شرح الهداية، باب الاستنجاء:۱/۴۶۹،ظفیر)

پیشاب و پائخانہ کے لیے تین ڈھیلا لیناضروری نہیں ہے، یہ تو صرف مستحب ہے، ورنہ اگر تطہیر کا عمل ایک سے مکمل ہوجائے،تو دوسرے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ایک سے زائد اطمینان قلب کے لیے ہے۔

"عن أبي هريرةؓ عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال:"... ومن استجمرفليوترمن فعل فقد أحسن ومن لا فلا حرج". (أبوداؤد،باب الاستتارفي الخلاء،ص۱۷،نمبر۳۵)

اس حدیث میں ہے کہ تین پتھر استعمال کرو،تب بھی ٹھیک ہے،اور نہ کرو تب بھی ٹھیک ہے۔اس حدیث میں ہے کہ صحابہ خشک پیخانہ کرتے تھے،اس لئے تین میں صفائی ہوجاتی تھی،اس لئے تین پتھر کا حکم دیا،اس سے معلوم ہوا کہ تین پتھر مستحب ہے،اوراس حدیث سے اس کی وضاحت ہوجاتی ہے کہ تین پتھر سے عموماً پاکی بہتر طور پر حاصل ہوجاتی ہے۔

"عن عائشةؓ قالت: إن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال:" إذا ذهب أحدكم إلى الغائط فليذهب معه بثلثة أحجار يستطيب بهن فإنها تجزئ عنه". (أبوداؤد،باب الاستنجاء بالأحجار،ص۷،نمبر۴۰،انیس)

الجواب

کسی فعل مذموم میں مخالف دین کے ساتھ مشابہت کا پایا جانا یا بالقصد مشابہت اختیار کرنا ممنوع ہے اور اگر یہ صورت نہ ہو، تو حرج نہیں۔ علامہ طحطاوی فرماتے ہیں:

" قال فی البحر: اعلم أن التشبه بأهل الكتاب لايكره فی كل شیء فإنا نأكل ونشرب كما يفعلون فالحرام التشبه فيما كان مذمومًا وفيما يقصد به التشبه". (۱) (مجموعۂ فتاویٰ مولانا عبدالحی اردو: ص ۱۸۵)

کلوخ کی مٹی لگا ہوا ہاتھ پاجامہ پر پڑنے سے پاجامہ ناپاک نہیں ہوتا:

سوال: آبِ دست لینے کے بعد ہاتھ کو مٹی سے صاف کرنے کے قبل پاجامہ باندھنے میں ہاتھ اس پر لگتا ہے، تو پاجامہ ناپاک ہوتا ہے یا نہ؟

الجواب

ناپاک نہیں ہوتا۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۷۶)

استنجے کا ڈھیلا چھونے کے بعد ہاتھ پانی میں ڈالا، تو پانی پاک رہا یا ناپاک ہوگیا:

سوال: ایک شخص نے پیشاب کے بعد مٹی کے ڈھیلے سے استنجا سکھایا، ہاتھ کو نجاست بالکل نہیں لگی، اس نے آبخورہ سے مٹکے سے پانی لیا، اگر ہاتھ مٹکے میں پڑ جاوے، تو پانی پاک رہے گا یا ناپاک ہوجائے گا؟

الجواب

جب کہ اس کا ہاتھ نجاست کو نہیں لگا، تو پانی مٹکے کا پاک ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۵۶)

میت کا استنجا پانی اور ڈھیلے دونوں سے کیا جائے، یا کیا حکم ہے:

سوال: میت کا استنجا ڈھیلے اور پانی دونوں سے کیا جائے، یا کیا؟ میں نے کتاب جواہر نفیس میں دیکھا ہے کہ استنجا کرنا میت کا ڈھیلے سے مکروہ ہے، اور میت کا استنجا پانی سے کرنے میں بھی خلاف ہے۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک استنجا میت کا خواہ ڈھیلے سے ہو خواہ پانی سے مکروہ ہے، اور طرفینؒ کے نزدیک استنجا میت کا پانی سے جائز ہے۔ اس سلسلہ میں شرعاً کیا حکم ہے؟

---

(۱) الطحطاوی علی الدر المختار كتاب الحظر والاباحة، كتاب البيع/الدر المختار كتاب الصلوٰة، باب مايفسد الصلوٰة: ۱/۹۰، مطبع مجتبائی دہلی، انیس

(۲) وتطهر اليد مع طهارة موضع الاستنجاء، كذا فی السراجية. ويغسل يده بعد الاستنجاء كما يكون يغسلها قبله ليكون أنقٰى وأنظف. (عالمگيری، الفصل الثالث فی كيفية الاستنجاء: ۱/۴۸، ظفير)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ

کتب فقہ میں تصریح ہے کہ استنجا میں جمع کرنا ڈھیلے اور پانی کا سنت ہے، اور یہی افضل ہے۔ چنانچہ شامی میں ہے:

" فکان الجمع سنة علی الإطلاق فی کل زمان،وھو الصحیح وعلیه الفتویٰ".

پھر آگے لکھا ہے: " ثم اعلم أن الجمع بین الماء والحجر أفضل،ویلیه فی الفضل الاقتصار علی الماء،ویلیه الاقتصار علی الحجر وتحصل السنة بالکل" الخ.شامی،فصل الاستنجاء.(۲)

پس جبکہ طرفین کے نزدیک استنجا میت کا سنت ہے، تو حسب تصریح شامی مطلقاً جمع کرنا پانی اور ڈھیلے کا افضل ہے، اور سنت ہے علی الاطلاق۔ لہٰذا مکروہ کہنا استنجا میت کا ڈھیلے سے صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۸۱)

میت کے لئے کلوخ کا استعمال کرنا کیسا ہے:

سوال: تختہ وغیرہ کو بعد طاق خوشبو دے کر مردہ کو تختہ پر لٹادیا جاتا ہے، اور دستانہ ہاتھ میں لپیٹ کر پہلے بعدد طاق مٹی کے ڈھیلوں سے پائخانہ وپیشاب کے مقام کو صاف کرکے تب پانی سے دھوتے ہیں اور صاف کرتے ہیں، اور یہ کہتے ہیں کہ مٹی کے ڈھیلوں سے بعدد طاق ہر دو مقام کو پہلے صاف کرنا سنت ہے۔

دریافت طلب امور یہ ہے کہ مٹی کے ڈھیلوں سے بعدد طاق پہلے ہر دو مقام کو صاف کرنا سنت ہے، یا کیا حکم شرع شریف ہے؟ اور اگر پہلے ہر دو مقام کو ڈھیلوں سے صاف نہ کرکے صرف پانی سے صاف کرنے پر اکتفا کریں، تو سنت کے خلاف ہوگا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

باوجود تتبع کثیر کے ڈھیلے سے استنجا کسی عبارت میں نہیں مل سکا، البتہ اتنا ضرور ملتا ہے کہ وضو کرایا جائے اور اگر نجاست نکل جائے، تو اس کو دھویا جائے۔(۲) بلکہ حضرت تھانوی نوراللہ مرقدہ نے لکھا ہے کہ کلوخ (ڈھیلے) کا مسنون ہونا کسی دلیل سے ثابت نہیں۔ (امدادالفتاویٰ:۱/۱۲۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

العبد حبیب اللہ القاسمی۔ (حبیب الفتاویٰ جلد سوم،ص:۴۳و۴۴)

منی وغیرہ کو ڈھیلے سے پاک کرنے کا کیا حکم ہے:

سوال: پیشاب میں دھات یا بعد پیشاب کے منی کے قطرہ کا خروج ہونا بسبب قبض کی بیماری کے، اس حالت میں بھی کیا استنجا مٹی کے ڈھیلے سے کافی ہوجائے گا؟

---

(۱) مطلب إذا دخل المستنجی فی ماء قلیل:۱/۳۱۳،ظفیر

(۲) ’’یمسح بطنه رفیقاً وماخرج منه یغسله‘‘.(تنویر الأبصار متن الدر المختار علی ردالمحتار،باب الجنائز،مطلب فی حدیث الخ:۲/۱۹۷)

الجواب ــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

جب نجاست کا اثر نہیں رہا، تو جس طرح پیشاب پاخانہ کے بعد ڈھیلے سے استنجا کا حکم ہے، اسی طرح اس کا بھی ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیو بند، ۲۴/۱۰/۱۳۸۵ھ۔ الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیو بند

(فتاویٰ محمودیہ: ۲۳۸/۵)

استنجا کے ضروری متعلقات ومسائل:

سوال: استنجا کی سنیت پتھر اور ڈھیلا کے ساتھ مخصوص ہے، یا پانی کے استعمال سے بھی ادا ہو جاتی ہے، نیز استنجا میں عدد اور استبراء کا کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ

(۱) استبرا کے لیے چند قدم چلنا، کھانسنا، یا عضو کو پکڑنا یا تین مرتبہ جذب کرنا اولیٰ ومستحب ہے۔(۲) اور بعض فقہانے واجب قرار دیا ہے، لیکن مدار طبائع پر ہے، جس وقت انقطاعِ قطرات کا علم اور اطمینان قلب ہو جائے، تو استنجا کر لینا چاہیے، مگر وہمی آدمی کو اپنے نفس پر اعتماد ہی نہیں ہوتا۔ شرح منیہ میں ہے:

" وینبغي أن یستنجی بعد ما خطا خطوات وھو الذی یسمی استبراءً "انتھٰی.

اور درر شرح غرر میں ہے:

یجب الاستبراء بالمشی أو التنحنح أو النوم أو الاضطجاع علیٰ شقه الأیسر حتی یستقر قلبه علی انقطاع العود، کذا فی الظھیریة. وقیل: یکتفی بمسح الذکر واجتذابه ثلاث مرات، والصحیح أن طباع الناس وعاداتھم مختلفة فمن وقع فی قلبه أنه صار طاھرًا جاز له أن یستنجی لأن کل أحد أعلم بحاله، کذا فی التاتارخانیة، انتھٰی. (۳)

اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے: **" وینبغی أن یمشی خطوات ثم یستنجی". انتھٰی.** (۴)

---

(۱) قال ابن عابدینؒ: "(قوله ونجس خارج الخ) ولو غیر معتاد کدم أو قیح خرج من أحد السبیلین فیطھر بالحجارة علی الصحیح، زیلعی". (رد المحتار، فصل الاستنجاء: ۳۳۶/۱، سعید. وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة: ۴۸/۱، الفصل الثالث فی الاستنجاء، رشیدیة)

(۲) حدثنا عیسیٰ بن یزداد عن أبیه أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان إذا بال نتر ذکره ثلاث نترات. (سنن البیھقی، باب الاستبراء عن البول، ج اول، ص ۱۸۳، نمبر ۵۵۲) اس حدیث میں ہے کہ پیشاب کے بعد عضو تناسل کو تین مرتبہ نچوڑے۔

" کان إبراھیم إذا بال أدخل یده تحت إزاره فمسح ذکره فذکرت ذلک لطلحة فأعجبه ". (مصنف ابن أبی شیبة، باب من کان یحب أن یغسل ذکره ویغسل أثر البول: ۵۷/۱، نمبر ۵۹۹) یعنی پیشاب کے بعد عضو تناسل کو پونچھے تا کہ پورا پیشاب نکل جائے۔ انیس

(۳) درر الحکام شرح غرر الأحکام: ۵۰/۱، کتاب الطہارۃ، باب تطہیر الانجاس، فصل الاستنجاء استقبال القبلۃ فی البول والغائط، انیس

(۴) فتاویٰ قاضی خان علیٰ ھامش الفتاویٰ الھندیة: ۳۳/۱، مطبوعہ دیو بند۔ انیس

اور بعض فقہا کا مسلک ہے کہ جب تک زوال تقاطر کا یقین نہ ہو جائے، نفس استبرا فرض ہے، لیکن کھانسے یا چلنے کے ساتھ استبرا کرنے میں اختلاف ہے، وجوب اور استحباب کے اعتبار سے۔ درمختار میں ہے:

"یجب الاستبراء بمشی أو تنحنح أو نوم علٰی شقه الأیسر، ویختلف بطباع الناس" انتهٰی.

اور ردالمختار میں ہے:

"(قوله یختلف الخ) هذا هو الصحیح، فمن وقع فی قلبه أنه صار طاهرًا جاز له أن یستنجی لأن کل أحد أعلم بحاله" انتهٰی. (۱)

(۲) پتھر یا ڈھیلا اور ہر ایسی چیز سے استنجا کرنا جو جاذب ہو اور تنقیہ کر دے، سنت مؤکدہ ہے۔ کنز میں ہے:

" وسن الاستنجاء بنحو حجر منق". انتهٰی. (۲)

نقایہ میں ہے:

" الاستنجاء من کل حدث غیر النوم والریح بنحو حجر حتی ینقیه سنة ". انتهٰی.

علامہ ابن نجیم البحر الرائق میں فرماتے ہیں:

" وأراد المصنف بالسنة السنة المؤکدة کما هو مذکور فی الأصل". انتهٰی. (۳)

درمختار میں ہے:

وهو سنة مؤکدة مطلقًا، (قوله مطلقًا)... أی سواء کان بالماء أو بالحجر" کذا فی رد المحتار. (۴)

اور کتب فقہ کے بعض متون میں قضاء حاجت کے بعد ڈھیلا سے استنجا کرنے کی تمام تفصیل حتی کہ موسم گرما و سرما کا فرق بھی مذکور ہے، لیکن پیشاب کے بعد استنجا کے طریقہ سے سکوت و اغماض برتا گیا، جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ ڈھیلا کا استعمال صرف قضاء حاجت کی صورت میں ہے، لیکن فقہ اور اصول فقہ کی کتابوں کے مطالعہ سے اس کے برخلاف ثابت ہوتا ہے، یعنی استنجا بالاحجار کا حکم عام معلوم ہوتا ہے۔ تفسیر احمدی میں ہے:

"ما ذکر أهل الأصول یدل علٰی أنه یعم التطهیر الذی بعد البول وتطهیر الذی بعد الغائط، والحق أن مراد الفقهاء أیضًا أعم، کما یدل علیه قولهم: "والاستنجاء من کل حدث أی خارج من السبیلین سنة".

غایة ما فی الباب أن الاستنجاء بعد الغائط لما احتاج إلٰی زیادة تفصیل عقبوه بقولهم یدبر بالحجر الأول ویقبل بالثانی من غیر إظهار أن هذا طریق الاستنجاء المخصوص". انتهٰی.

(۱) ردالمحتار، فصل الاستنجاء، فروع، مطلب فی الفرق بین الاستنجاء والاستبراء الخ: ۱/۳۴۵، بیروت۔ انیس

(۲) کنز الدقائق علٰی صدر البحر الرائق، کتاب الطهارة، باب الانجاس: ۱/۲۵۳، دار الکتاب الاسلامی قاہرہ، انیس

(۳) البحر الرائق، کتاب الطهارة، باب الانجاس: ۱/۲۵۳۔ دار الکتاب الاسلامی قاہرہ، انیس

(۴) ردالمحتار علی الدر المختار، باب الانجاس، فصل الاستنجاء: ۱/۳۳۵، بیروت۔ انیس

ملاعلی قاری کی شرح نقایہ میں ہے:

"من كل حدث أى خارج من السبيلين كالبول والغائط"انتهٰى.

في رسائل الأركان:"ويسن أن يستنجي للبول والغائط بالحجر". انتهٰى.(١)

قضائے حاجت کے بعد ڈھیلے سے استنجا کرنا،صحاح میں مروی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی،اوراس پرآپ نے مواظبت فرمائی،لیکن پیشاب کے بعد پتھر سے استنجا کرنا یہ ثابت نہیں،لیکن بیہقی نے روایت کی کہ خلیفہ ثانی حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈھیلا یااس کے مانند پتھر وغیرہ سے استنجا کرتے تھے۔ لہذا قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم "عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين". (٢) کے بموجب اس کی سنیت بھی ثابت ہوگئی۔ملاعلی قاری کی شرح نقایہ میں بیہقی کی روایت ہے:

" وقال:إنه أصح ما في الباب وأعلاه أى سندًا عن مولٰى عمرؓ قال:كان عمرؓ إذا بال قال:"ناولني شيئًا أستنجي به" فأناوله العود أوالحجر أويأتي حائطاً يتمسح به أويمسه الأرض"انتهٰى.(٣)

اوررسائل الارکان میں ہے:

" وفي البول احتمال الخروج فلابد من الاستنجاء بالحجر إلى أن يغلب علٰى ظن المستنجي انقطاع ذلك الاحتمال،ففي البول الاستنجاء بالحجر ألزم.

وقد روى البيهقي عن مولٰى أمير المؤمنين عمرؓ قال: كان عمرؓ إذا بال،قال:" ناولني شيئًا أستنجي به" فأناوله العود أوالحجر أويأتي حائطاً يمسح به أويمسه الأرض".قال البيهقي: هذا أصح ما في الباب،انتهٰى.(٤)

اورطبرانی نے اوسط میں،ابونعیم نے حلیہ میں بھی اسی قسم کی روایات نقل کی ہیں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب "فتح المنان فی تائید مذہب النعمان" میں ہے کہ ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے دھونا افضل ومستحب ہے۔(۵)

درر شرح غرر میں ہے:

" والغسل بعده أى الحجر،أولٰى". انتهٰى.(٦)

(١) رسائل الأركان، ص:۵۰،فصل فی الاستنجاء وآداب قضاء الفضلات،المطبع العلوی،لکھنؤ،انیس

(٢) السنن لابن ماجة:ص۵،دیوبند/ابوداؤد:۴۶۰۷،عن عرباض بن سارية رضى الله عنه،انیس

(٣) شرح النقاية للقاري،بحواله رسائل الارکان،ص:۵۰،فصل فی الاستنجاء وآداب قضاء الفضلات،المطبع العلوی،لکھنؤ،انیس

(٤) رسائل الأركان، ص:۵۰،فصل فی الاستنجاء وآداب قضاء الفضلات،المطبع العلوی،لکھنؤ،انیس

(۵) رسائل الأركان، ص:۵۱،فصل فی الاستنجاء وآداب قضاء الفضلات،المطبع العلوی،لکھنؤ،انیس

(٦) درر الحكام شرح غرر الأحكام:۱/۵۰،کتاب الطہارۃ،باب تطہیر الانجاس،فصل الاستنجاء استقبال القبلۃ فی البول والغائط،انیس

فتاویٰ قاضی خان میں ہے: " والاستنجاء بالماء بعد الاستنجاء بالحجر أدب عندنا انتهى.(۱)

(۳) اور موضع استنجا کو دھونے میں کوئی عدد مسنون نہیں ہے، بلکہ اس شخص کو اختیار ہے، اس قدر دھونا چاہیے کہ کمال طہارت کا یقین ہوجائے، اور اطمینان قلب حاصل ہوجائے، البتہ وہمی کے لیے تین مرتبہ دھونا ضروری ہے۔

علامہ حلبی شرح منیہ میں فرماتے ہیں:

" وليس فيه أى فى الغسل عدد مسنون من ثلٰث أوسبع أوغير ذلك،ومنهم من شرط الثلٰث ومنهم من شرط السبع ومنهم من شرط العشر،ومنهم من عين فى الإحليل الثلاث وفى المقعد الخمس،والصحيح أنه مفوض إلٰى رأيه فيغسله حتى يقع فى قلبه أنه قد طهر إلا أن يكون موسوسًا فيقدرفى حقه بالثلٰث كما فى كل نجاسة غيرمرئية وقيل بسبع "انتهٰى.(۲)

اور البحر الرائق میں ہے:

" والمراد بالاشتراط الاشتراط فى حصول السنة وإلا فترك الكل لايضره عندهم".(۳)

(۴) اور جو شخص ڈھیلا سے استنجا پر اکتفا کرکے پانی استعمال نہ کرے جائز ہے، مگر یہ تارک ادب اور تارک مستحب کہلائے گا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" أكثر أهل العلم من أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم ومن بعدهم رأوا:أن الاستنجاء بالحجارة يجزئ وإن لم يستنج بالماء إذا انقى أثر الغائط والبول"انتهٰى.(۴)

اور البحر الرائق میں ہے:

"ويجب غسل المحل بالماء إن تعددت النجاسةالمخرج لأن للبدن حرارةجاذبةأجزاء النجاسةفلايزيلهاالمسح بالحجروهو القياس فى محل الاستنجاء إلا أنه ترك فيه للنص علٰى خلاف القياس فلايتعداه". انتهٰى.(۵)

اور اگر ڈھیلوں سے استنجا نہ کرے، محض پانی پر اکتفا کرے، تو سنت ادا ہوجائے گی۔

علامہ حلبی شرح منیہ میں آداب وضو کے تحت بیان فرماتے ہیں:

" وأن يغسل مخرج النجاسة بعد الأحجارأو دونها مبالغة فى التنظيف والغسل بالماء وإن كان أدبًا لكن قد أديت به سنة الاستنجاء" انتهٰى.(۶)

(۱) فتاویٰ قاضی خان علٰی هامش الفتاویٰ الهندية:۳۲/۱۔مطبوعہ دیوبند، انیس
(۲) شرح منيةالمصلى،ص:۳۰،مطلب آداب الوضوء۔انیس
(۳) البحرالرائق،كتاب الطهارة،باب الانجاس:۲۵۵/۱۔دارالکتاب الاسلامی قاہرہ، انیس
(۴) سنن الترمذی:۴/۱،مطبوعہ دیوبند۔انیس
(۵) البحرالرائق،كتاب الطهارة،باب الانجاس:۲۵۵/۱۔دارالکتاب الاسلامی قاہرہ، انیس
(۶) شرح منيةالمصلى:۲۸،۲۹،مطلب آداب الوضوء۔مطبوعہ لاہور پاکستان، انیس

اور بعض محققین صرف ڈھیلا پر اکتفا کے مقابلہ میں محض پانی کے استعمال پر اکتفا کرنے کو افضل قرار دیتے ہیں اور دونوں کو جمع کرنا تو متفق طور پر ہر صورت میں افضل ہے۔ کنز الدقائق میں ہے:

" وغسله بالماء أحب". انتهٰی.

(اسی کے ذیل میں) البحر الرائق میں ہے:

" أی غسل المحل بالماء أفضل،لأنه قالع للنجاسة والحجر مخفف لها فكان الماء أولٰى، كذا ذكره الشارح الزيلعی،وظاهر ما فی ا لكتاب يدل علٰى أن الماء مندوب سواء كان قبله الحجر أم لا،فالحاصل أنه إذا اقتصر على الحجر كان مقيمًا للسنة وإذا اقتصر على الماء كان مقيمًا لها أيضًا وهو أفضل من الأول وإذا جمع بينهما كان أفضل من الكل". انتهٰی ملخصًا. (۱)

وفی رد المحتار:" ثم اعلم أن الجمع بين الماء والحجر أفضل،ويليه فی الفضل الاقتصار على الماء ويليه الاقتصار على الحجر،وتحصل السنة بالكل وإن تفاوت الفضل،كما أفاده فی الإمداد وغيره،انتهٰی. (۲)

اور چونکہ پیشاب کے بعد ڈھیلا سے استنجا کا ترک کرنا روافض کا خاصہ ہے،اس لیے اگر اہل سنت والجماعت بھی ترک کرنے لگیں،تو ان کے ساتھ مشابہت تامہ لازم آتی ہے،حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"من تشبه بقوم فهو منهم". (۳)

تو اس اشکال کا دفعیہ ایسے طریقہ پر کیا جائے گا کہ آپ نے مطلق مشابہت کو ممنوع قرار نہیں دیا، بلکہ مخالف دین کے ساتھ کسی فعل مذموم میں مشابہ بن جانا یا کسی چیز میں قصداً مشابہت اختیار کرنا ممنوع ہے، ورنہ اس کے بغیر کوئی مضائقہ نہیں۔ طحطاوی فرماتے ہیں:

" قال فی البحر: اعلم أن التشبه بأهل الكتاب لايكره فی كل شیء فإنا نأكل ونشرب كما يفعلون إنما الحرام التشبه فيما كان مذمومًا أو فيما يقصد به التشبه" انتهٰی. (۴)

پس جب نفس استنجا سنت مؤکدہ،اور اس کے بعد پانی سے دھونا افضل ومستحب،اور کسی ایک پر اکتفا کرنا جائز ہے، پس جو شخص کسی ایک پر اکتفا کرلے،تو اس کی نماز جائز ہے اور امامت بھی، بلکہ اگر کوئی شخص بالکل استنجا نہ کرے، اور موضع حدث کے اطراف میں مانع صلوٰۃ نجاست بھی لگی ہوئی نہ ہو،تو اس کی بھی نماز جائز ہو جائے گی، اگرچہ ترک

(۱) البحر الرائق، کتاب الطهارة،باب الانجاس: ۲۵۵/۱۔ دار الکتاب الاسلامی قاہرہ، انیس
(۲) ردالمحتار ،فصل الاستنجاء،مطلب إذا دخل المستنجی الخ:۳۳۸/۱، بیروت، انیس
(۳) ابو داؤد کتاب اللباس ،باب فی لبس الشهرة:۴۰۳۱۔ مطبوعہ دیوبند، انیس
(۴) الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الحظر والاباحة، کتاب البیع/الدر المختار کتاب الصلوٰة،باب مایفسد الصلوٰة:۹۰/۱، مطبع مجتبائی دهلی، انیس

سنت کی وجہ سے ملامت کا مستحق ہوگا۔اور فقہانے اس کی تفصیل بیان کی ہے کہ اگر موضع حدث پر نجاست قلیل ہے،تو بغیر زائل کئے نماز بلا کراہت جائز ہے۔

" فإن ما على المخرج ساقط وإن كثرفلايكره تركه"كذا قال الچلپی فی حاشية شرح الوقاية.

اور اگر وہ نجاست قلیلہ موضع حدث کے علاوہ ہے،تو اس کو زائل نہ کرنے سے نماز میں کراہت آجائے گی۔

البحر الرائق میں ہے:

" لوتركه صحت صلاته،قال فی الخلاصة: بناءً علٰى أن النجاسة القليلة عفوعندنا وعلمائنا فصلوا بين النجاسة التی علٰى موضع الحدث والتی علٰى غيرموضع الحدث إذا تركها يكره وفی موضعها إذا تركها لايكره"انتهٰى. (۱)

یہ تفصیل مذکور اس وقت تھی جب کہ نجاست اپنے مخرج سے پھیل کر اطراف میں تجاوز نہ کرے اور اگر وہ متجاوز ہوجائے،تو پھر مقدار کو دیکھا جائے گا،اگر مقدار درہم سے زائد ہے،تو صرف ڈھیلا کافی نہ ہوگا،بلکہ پانی سے دھونا ضروری ہے،ورنہ بقاء نجاست کی وجہ نماز جائز نہ ہوگی اور اگر وہ مقدار درہم سے کم ہے،تو ڈھیلا سے صاف کرنے کے بعد پانی سے دھونا سنت ہے،اور اس کے بغیر نماز جائز ہوجائے گی،مگر ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے،اور اگر وقت باقی ہے،تو اس کا اعادہ کرنا چاہئے۔رسائل الارکان میں ہے:

" والحاصل أنه إن لم يجاوزالمخرج فالماء بعد الحجرسنة مندوبة وإن جاوزأقل من قدرالدرهم فالماء بعد الحجرسنة واجبة لكن لولم يتبع الماء يجوزالصلاة معها و يعاد إن بقی الوقت كما هوالحكم فی النجاسة القليلة من مقدارالدرهم وإن جاوزالبول والغائط أكثرمن قدرالدرهم فلاتجزی الأحجاربل لابد من الغسل فلايجوزالصلاة بدونه،انتهٰى.

وفی موضع آخر:" وإذا جاوزالبول والبرازالمخرج ولم يجاوزالدرهم يسن استعمال الماء بعد الحجر،ثم الظاهرعند هذا العبد أن مرادهم بالسنة الطريقة المسلوكة الواجبة لما قد عرفوا أن النجاسة إن كانت أقل من الدرهم يكره الصلاة معها ويجب الإعادة فی الوقت،هذا يوذن بأن الكراهة كراهة التحريم فإن النجاسة القليلة يجب إزالتها" انتهٰى. (۲)

اور البحر الرائق میں ہے:

" ويجب غسل المحل بالماء إن تعدت النجاسة المخرج لأن للبدن حرارة جاذبة لأجزاء النجاسة فلايزيلها المسح بالحجروهوالقياس فی محل الاستنجاء إلا أنه ترک فيه للنص علٰى

(۱) البحر الرائق،كتاب الطهارة،باب الانجاس: ۲۵۳/۱-دار الکتاب الاسلامی قاہرہ،انیس

(۲) رسائل الأركان،ص:۵۰-۵۱،فصل فی الاستنجاء وآداب قضاء الفضلات،المطبع العلوی لکھنؤ،انیس

خلاف القياس فلايتعداه وأراد بالمجاوزأن يكون أكثرمن قدر الدرهم وحينئذ فالمراد بالوجوب الفرض" انتهٰى ملخصًا.(۱)

اورخلاصہ میں ہے:

"ولوأصاب طرف الإحليل من البول أكثرمن قدرالدرهم لاتجوزالصلاة،هوالصحيح" انتهٰى(۲)

درمختار میں ہے:

"(ويجب)أى يفرض غسله (إن جاوزالمخرج نجس)مانع ويعتبرالقدرالمانع لصلاة(فيما وراء موضع الاستنجاء)لأن ماعلى المخرج ساقط شرعًا وإن كثر،ولهذا لاتكره الصلاة معه"انتهٰى.(۳)

اورذخیرہ میں ہے:

"ثم الاستنجاء بالأحجارإنما يجوزإذا اقتصرت النجاسة علٰى موضع الحدث وأما إذا تعدت عن موضعها بأن جاوزت المخرج أجمعوا علٰى أن ماجاوزالمخرج من النجاسة إذا كان أكثرمن قدرالدرهم أنه يفرض غسلها بالماء فلايكفيه الإزالة بالأحجاروكذا إذا أصاب طرف الإحليل من البول أكثرمن قدرالدرهم يجب غسله وإن كان ما جاوزموضع الشرج أقل من قدرالدرهم أوقدرالدرهم لأنه إذا ضم ما فى موضع الشيرج كان أكثرمن قدرها فأزالها بالحجرولم يغسلها،فعلٰى قول أبى حنيفة وأبى يوسف يجوزولايكره،وعلٰى قول محمد لايجوز إلا أن يغسله بالماء،وهكذاروى عن أبى يوسف أيضًا وإذاكانت النجاسة علٰى موضع الاستنجاء أكثرمن قدرالدرهم واستنجٰى بثلٰثة أحجاروأنقاها ولم يغسلها بالماء كان الفقيه أبوبكريقول لايجوز،وعن أبى شجاع أنه يجوز،وهكذا حكى عن الطحاوى،قال الفقيه فى الفتاوىٰ: وبه نأخذ" انتهٰى

(مجموعۂ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو:۱۸۹تا۱۹۳)

قیمتی چیز سے استنجا کرنا مکروہ ہے:

سوال مجھے پیشاب کے قطرات تقریباً کوئی دس منٹ تک آتے رہتے ہیں۔گھر میں تو خیر بڑی سہولت ہے، لیکن سفر میں بڑی دقت رہتی ہے،نماز کے لئے کپڑوں کا پاک رکھنا بڑا مشکل ہے۔الحمد للہ نماز بڑی مدت سے قضا نہیں ہوئی۔گھر میں ایک لنگی پہن کر پیشاب کرتا ہوں،اس کے بعد باقاعدگی سے مسواک کرتا ہوں،بعدازاں لنگی اتار کر طہارت حاصل کرتا ہوں۔پھر وضو کرکے باقاعدگی سے باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے مسجد جاتا ہوں۔قطرات آنے کے وقت کو میں مسواک کے لئے استعمال کرتا ہوں،تاکہ وقت بچ جائے،کیا میرا یہ فعل درست ہے،یانہیں؟

(۱) البحر الرائق،کتاب الطهارة،باب الانجاس:۱/۲۵۵۔دارالکتاب الاسلامی قاہرہ،انیس

(۲) خلاصةالفتاویٰ/کذافی ردالمحتار نقلاًعن التاتارخانية،فصل الاستنجاء،باب الانجاس،دارالکتب العلمیۃ:۱/۳۳۹،انیس

(۳) الدرالمختار،باب الانجاس،فصل الاستنجاء:۱/۲۲۶۔بیروت،انیس

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــ

ڈھیلا استعمال کرنا چاہئے، قیمتی چیز سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔ یہ بھی استنجا کے حکم میں معلوم ہوتا ہے۔(۱)

مراقی الفلاح میں ہے:

”ویکرہ الاستنجاء بعظم(إلٰی أن قال) وشیء محترم لتقومه کخرقة دیباج وقطن لإتلاف المالیة، والاستنجاء بها یورث الفقر“.(۲)

مسواک بھی وضو کے ساتھ ہونی چاہئے۔ کیونکہ یہ وضو کی سنتوں میں سے ہے۔فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ، نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان، الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، رئیس الافتاء

(خیر الفتاویٰ:۱۷۸/۲)

وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: وضو کے پانی سے استنجا کرسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

وہ پانی جو وضو کے بعد لوٹے میں بچ گیا ہے، ناپاک نہیں، اس کو ضائع کرنے کی ضرورت نہیں، اس سے وضو یا استنجا سب درست ہے۔(۳)فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ۔ (فتاویٰ محمودیہ:۲۸۹/۵)

وضو کے بقیہ پانی سے استنجا کا حکم:

سوال: وضو کے بقیہ پانی سے استنجا، اور استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــ

درست ہے۔فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱۷۵/۱)

---

(۱) اگر یہ لنگی دھوکر بار بار استعمال کرتے رہتے ہوں، یعنی ضائع نہ کرتے ہوں، تو ذیل کے جزئیہ سے جواز معلوم ہوتا ہے۔

” ینبغی تقیید الکراهة فیما له قیمة بما إذا أدی إلٰی إتلافه ، أما لو استنجٰی به من بول أومنی مثلاً وکان یغسل بعده فلا کراهة إلا إذا کان شیئًا ثمینًا تنقص قیمته بغسله کما یفعل فی زماننا بخرقة المنی لیلة العرس، تأمل“.(شامی،فصل الاستنجاء، تحت قول الدر:وشیء محترم الخ،تنبیه: ج۱ص۳۱۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

(۲) **مراقی الفلاح شرح نورالایضاح ص:۲۸ .انیس**

(۳) **”وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً“. المیاه المطلقة مثله مطهرة مالم یعرض لها عارض یزیل ذلک الحکم عنها“. (الحلبی الکبیر ،فصل فی بیان أحکام المیاه،** ص:۸۸، سہیل اکیڈمی لاہور)

جو ٹھے پانی سے استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: جھوٹے پانی سے استنجا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ________________ و باللّٰہ التوفیق

جو ٹھے پانی سے استنجا جائز و درست ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی ۔۲۳/۱۲/۱۳۷۴ھ ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۵۶/۲۔۵۷)

دھوپ میں گرم کئے ہوئے پانی سے استنجا کا حکم:

سوال: ایسا پانی جو دھوپ میں رکھنے کی وجہ سے گرم ہو گیا ہو، اس سے استنجا کرنا کیسا ہے؟

الجواب ________________ حامدًا و مصلیاً

ایسا پانی جو دھوپ میں رکھنے کی وجہ سے گرم ہو گیا ہو، اس سے استنجا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ چونکہ گرم پانی سے برص کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔

"وقال في معراج الدراية وفي القنية: وتكره الطهارة بالمشمس (إلى أن قال) والظاهر أنها تنزيهية عندنا " الخ. (شامی: ۱۲۱/۱)(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

العبد حبیب اللہ القاسمی (حبیب الفتاویٰ جلد سوم، صفحہ: ۴۵)

کاغذ سے استنجا کا کیا حکم ہے:

سوال: کیا پانی کی عدم موجودگی میں استنجا کے لئے ایسا کاغذ استعمال کر سکتے ہیں، جو رطوبت کو جذب کر لے، اور جو خاص اسی کام کے لئے بنایا گیا ہو؟

الجواب ________________

ہر ایسی چیز سے استنجا کیا جا سکتا ہے جو پاک ہو، اور نجاست کو دور کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو، نیز شرعاً اس کا احترام واجب نہ ہو۔

"يكون الاستنجاء بالماء أو بالحجر ونحوه من كل جامد طاهر قالع غير محترم". (۳)

---

(۱) اس لیے کہ انسان کا جوٹھا پاک بھی ہے، اور پاک کرنے والا بھی۔ مجاہد

(فسؤر آدمي مطلقًا) ولو جنبًا أو كافرًا أو امرأةً...(طاهر الفم)... (طاهر) طهور بلا كراهة (الدر المختار)...(قوله طاهر) أي في ذاته طهور أي مطهر لغيره من الأحداث والأخباث. (رد المحتار، مطلب في السؤر: ۳۸۲/۱)

(۲) باب المياه، تحت قول الدر: وبماء قصد تشميسه الخ: ۱۸۰/۱. بيروت، انيس

(۳) الفقه الإسلامي وأدلته: ۱۹۵/۱۔

اس مقصد کے لئے تیار کئے گئے کاغذ میں نجاست کو دور اور جذب کرنے کی صلاحیت بھی ہوتی ہے، اور یہ پاک بھی ہوتے ہیں، اس لئے ان سے استنجا کرنے میں کوئی حرج نہیں، فقہانے دو وجوہ سے کاغذ سے استنجا کو منع کیا ہے، اول یہ کہ کاغذ نوشت وخواند کا آلہ اور علم کی حفاظت کا سامان ہے، اس لئے قابل احترام ہے، دوسرے کاغذ کی چکنائی کی وجہ سے اس لائق نہیں ہوتا کہ اس سے آلائش کو دور کیا جا سکے، (۱) لیکن یہ دونوں باتیں خاص اس مقصد کے لئے تیار کئے گئے کاغذ میں نہیں پائی جاتیں، یہ چکنا ہونے کے بجائے کھردرا ہوتا ہے، اور اس میں جذب کرنے کی خصوصی صلاحیت ہوتی ہے، اور یہ اس لائق بھی نہیں ہوتا کہ اس پر کچھ لکھا جا سکے، پس کراہت کا ان دونوں میں سے کوئی سبب اس نوع کے کاغذ میں نہیں پایا جاتا، اس لئے استنجا کے لئے ایسے کاغذ کے استعمال میں کوئی قباحت نہیں۔ (کتاب الفتاویٰ: ۶۹/۲)

اوراق منطق سے استنجا کرنے کا حکم:

سوال: مقولہ مشہور ہے۔ "**یجوز الاستنجاء بأوراق المنطق**" (۲) بظاہر یہ فقہ کے خلاف معلوم ہوتا ہے، کیونکہ مطلق کاغذ سے استنجا کرنے کی ممانعت مذکور ہے۔ نیز اوراقِ منطق سے استنجا کرنے میں سوءِ ادب بھی ہے۔

دوسرا مقولہ یہ بھی سنا گیا ہے کہ "**من لم یعرف المنطق فلا ثقة له فی العلوم أصلاً**" (۳) ان دونوں میں کیا تطبیق ہے؟

۲: آج کل بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ کاغذ سے استنجا کرتے ہیں، جو کہ مخصوص ہوتا ہے استنجا کے لئے، یہ از روئے فقہ کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــ

" **ونقل القهستانی الجواز بکتب الحکمیات عن الأسنوی من الشافعیة و أقره، قلت: لکن نقلوا عندنا أن للحروف حرمة ولو مقطعة الخ ومفاده الحرمة بالمکتوب مطلقًا، اهـ**. (شامی: ج۱/۳۱۵) (۴)

عبارتِ ہذا سے معلوم ہوا کہ لکھے ہوئے کاغذ سے استنجا کرنا منع ہے، اگر چہ اس میں فلسفہ وحکمت ہی تحریر ہو۔ تو اوراقِ منطق کا بھی یہی حکم ہے۔ ان سے استنجا نہ کرے۔

---

(۱) " **وکذا ورق الکتابة لصقالته و تقومه، وله احترام أیضاً لکونه آلةً لکتابة العلم**". (رد المحتار، فصل الاستنجاء، تحت قول الدر: وشیء محترم الخ: ۳۴۰/۱، انیس)

(۲) شافعیہ میں سے عبدالرحیم بن الحسین الاسنوی (م: ۷۷۲ھ) کا قول ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: رد المحتار علی الدر المختار: ۳۴۰/۱، دار الکتب العلمیۃ، انیس

(۳) یہ امام غزالی رحمہ اللہ کا مقولہ ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: مقدمة المستصفیٰ فی الأصول۔ انیس

(۴) فصل الاستنجاء، تحت قول الدر: وشیء محترم الخ: ۳۴۰/۱، انیس

مقولہ۲: بالتعیین معلوم نہیں کس کا ہے۔ ہاں درست نہیں، لہذا ترجیح وتطبیق کی ضرورت نہیں۔

۲: یہ کاغذ اگر لکھنے کے قابل نہیں، صرف استنجا کے لئے بنائے جاتے ہیں، تو ان سے استنجا جائز ہونا چاہئے۔ کیونکہ کاغذ کا احترام آلۂ علم ہونے کی وجہ سے ہے۔

" وله احترام أيضًا لكونه آلةً لكتابة العلم" اهـ (شامي: ج۱ص ۲۳۷)(۱) فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ تعالیٰ عنہ، رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس، ملتان۔۳۰/۱۲/۱۳۹۵ھ (خیر الفتاویٰ:۲/۱۷۵،۱۷۶)

کاغذ اور کپڑے سے استنجا کا حکم:

سوال: اگر ڈھیلا ایک ہے، تو کیا پہلے کاغذ یا کپڑے سے خشک کر کے پھر ڈھیلے سے خشک کر لیں، کیا یہ درست ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلياً

یہ بھی درست ہے، مگر کاغذ پر کچھ لکھا ہوا نہ ہو، اور سادہ کاغذ بھی نہ ہو، بلکہ وہ کاغذ ایسا ہو جو مخصوص طور پر استنجا کرنے کے ہی کام آتا ہے، لکھنے کے کام میں نہیں آتا۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۲۹۶۔۲۹۷)

جذب کرنے والے کاغذ سے استنجا جائز ہے یا نہیں:

سوال: جاذب کاغذ سے روشنائی خشک کی جاتی ہے، یہی کام اب تک خشک مٹی سے بھی لیا جاتا ہے۔ خشک مٹی سے استنجا جائز ہے۔ کیا جاذب کاغذ سے بھی استنجا جائز ہے؟ سفر میں بھی آرام دے سکتا ہے، کاغذ اس کو برائے نام کہتے ہیں، وہ لکھنے کے کام میں نہیں لایا جاتا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ

فی الدر المختار:" (وكره) تحريمًا (إلىٰ قوله) وشيء محترم".

في رد المحتار:" وأما الشيء المحترم فلما ثبت في الصحيحين من النهي عن إضاعة المال (قوله وشيء محترم): أي ما له احترام واعتبار شرعًا، فيدخل فيه كل متقوم إلا الماء كما قدمناه، والظاهر أنه يصدق بما يساوي فلسًا لكراهة إتلافه كما مر، ثم قال: ويدخل أيضًا الورق، قال في

(۱) فصل الاستنجاء، تحت قول الدر: وشيء محترم الخ:۱/۳۴۰، انیس

(۲) "وكذا ورق الكتابة لصقالته وتقوّمه، وله احترام أيضاً، لكونه آلة لكتابة العلم، ولذا علّله في التاتارخانية: بأن تعظيمه من آداب الدين، ومفاده الحرمة بالمكتوب مطلقاً الخ". (رد المحتار، فصل الاستنجاء، تحت قول الدر: وشيء محترم الخ:۱/۳۴۰، سعيد/ وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية، الفصل الثالث في الاستنجاء:۱/۵۰، رشيديه/ وكذا في التاتارخانية:۱/۱۰۳، باب الوضوء، إدارة القرآن، كراچی)

السراج: قيل: إنه ورق الكتابة، وقيل: ورق الشجر وأيهما كان فإنه مكروه،آه. وأقره في البحر وغيره،وانظر ما العلة في ورق الشجر،ولعلها كونه علفًا للدواب الخ،ثم قال: وإذا كانت العلة في الأبيض كونه آلةً للكتابة كما ذكرناه،يؤخذ منها عدم الكراهة فيما لايصلح لها إذا كان قالعًا للنجاسة غير متقوم كما قدمناه من جوازه بالخرق البوالي،وهل إذا كان متقومًا ثم قطع منه قطعة لا قيمة لها بعد القطع يكره الاستنجاء بها أم لا ؟ الظاهر الثاني لأنه لم يستنج بمتقوم،نعم قطعه لذلک الظاهر كراهته لوبلا عذربأن وجد غيره لأن نفس القطع إتلاف. (جلد ا صفحہ ۳۵۱ و ۳۵۲)(۱)

ان روایات سے معلوم ومفہوم ہوا کہ بعض کاغذات سے بوجہ آلۂ علم وکتابت ہونے کے،اور بعض سے بوجہ ان کے قیمتی چیز ہونے کے، کہ ادنیٰ اس کا ایک پیسہ ہے، استنجا کرنا جہاں کلوخ وغیرہ میسر ہوں،مکروہ تحریمی ہے بوجہ اضاعت مال کے،اور اگر چہ وہ ٹکڑا اتنی قیمت کا نہ ہو،مگر اتنی قیمت والی چیز میں سے کسی حصہ کا قطع کرنا اس کا اتلاف ہے،اس لئے اس کا بھی یہی حکم ہے۔بہر حال صورت مسئولہ نادرست ہے،اور مٹی پر قیاس اس لئے جائز نہیں کہ نہ وہ آلات علم سے ہے اور نہ وہ متقوم ہے۔(۲)

۶/ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۳ھ۔حوادث ثالث،ص:۱۳۶۔(امدادالفتاویٰ جدید:۱/۱۳۹۔۱۴۰)

بلاٹنگ پیپر سے کلوخ لینا جائز ہے یا نہیں:

سوال: کیا جاذب (Blotting paper) کاغذ سے کلوخ لینا جائز ہے؟ جہاں پانی یا مٹی میسر نہ ہو؟

الجواب ــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

طہارت ہو جائے گی،مگر کاغذ کے احترام کے خلاف ہے۔اس لئے اس سے کلوخ نہیں لینا چاہئے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد عثمان غنی۔۱۳۵۱/۸/۲۳ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۵۵)

---

(۱) رد المحتار،فصل الاستنجاء،تحت قول الدر:وشيء محترم الخ:۱/۳۴۰،انیس

(۲) حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر سے معلوم ہوا کہ جاذب کاغذ سے استنجا کا عدم جواز اس صورت میں ہے، جبکہ وہ آلات علم وکتابت میں سے ہو،یا معتد بہ قیمت رکھتا ہو،اس سے معلوم ہوا کہ وہ کاغذ جو آجکل خاص استنجا ہی کے لئے بنایا جاتا ہے،اور ایک مرتبہ کے استعمال میں جتنا خرچ ہوتا ہے،اس کی کوئی معتد بہ قیمت بھی نہیں ہوتی،اس سے استنجا میں مضائقہ نہیں،البتہ مٹی سے استنجا بوجہ سنت ہونے کے افضل ہے۔بندہ محمد شفیع عفااللہ عنہ۔۱۶/صفر ۱۳۸۲ھ

(۳) بلاٹنگ پیپر (Blotting paper) جسے جاذب یا سوختہ بھی کہتے ہیں، پہلے اس کا رواج بہت تھا۔کسی بھی نمی کو یہ کاغذ جذب کر لیتا ہے۔آج خصوصیت کے ساتھ یورپ میں اور ہندوستان اور دیگر ملکوں میں بھی ٹوائلیٹ پیپر (Toilet paper) کا رواج عام ہے۔بسا اوقات بیت الخلا میں پانی ہوتا ہی نہیں،صرف وہ مخصوص قسم کا کاغذ رہتا ہے، جو استنجا کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ظاہر ہے کہ اگر پانی موجود ہو،تو بہر حال اس سے استنجا کیا جانا چاہئے، کہ ازالۂ نجاست کا سب سے بہتر ذریعہ ہے،لیکن اگر کسی نے کاغذ کا استعمال کیا،تو بھی طہارت ہو جائے گی،البتہ اب اسی کام کے لئے جو کاغذ تیار ہوتا ہے،لکھنے پڑھنے اور علمی کاموں کے لئے نہیں، ==

ٹوائلیٹ پیپر سے استنجا کرنے کا حکم:

سوال: آج کل خاص قسم کا کاغذ ملتا ہے، جو لکھنے کے لئے استعمال نہیں ہوسکتا،صرف استنجا کے لئے بنایا گیا ہے، کیا اس پر کاغذ کے نام کی وجہ سے استنجا جائز ہے؟

الجواب

کاغذ سے استنجا کے عدمِ جواز کی علت،عظمت اور تقدس ہے، کیونکہ کاغذ عموماً لکھنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور ٹوائلیٹ پیپر چونکہ خصوصی طور پر استنجا کے لئے تیار کیا گیا ہے،اس لئے مروّجہ ٹوائلیٹ پیپر میں کاغذ کی خصوصیات نہ ہونے کی وجہ سے اس سے استنجا جائز اور مشروع ہے۔

قال ابن عابدینؒ:" وإذا كانت العلة فى الأبيض كونه آلةً للكتابة كماذكرناه،يؤخذ منها عدم الكراهة فيمالايصلح لها إذاكان قالعاً للنجاسة غير متقوم،كما قدمناه من جوازه بالخرق البوالى وهل إذا كان متقوماً ثم قطع منه قطعة لاقيمة لها بعد القطع، يكره الاستنجاء بها أم لا ؟ الظاهر الثانى". (ردالمحتار،فصل الاستنجاء،تحت قول الدر:وشیء محترم:ج١ص٣٤٠)(١)(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ٥٩٠)

چاک پیس سے استنجا کرنا جائز ہے یا نہیں:

سوال: کیا چاک پیس سے استنجا کیا جاسکتا ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟

الجواب

استنجا میں جو چیز استعمال کی جاتی ہے،وہ نجاست میں آلودہ ہوتی ہے،اور ظاہر ہے کہ وہ اس شئ کی بے حرمتی ہے، اور جو شئ شریعت کی نگاہ میں قابل احترام ہو،اس کی بے احترامی روا نہیں ہوسکتی،شریعت میں کسی شئ کے قابل احترام ہونے کا معیار یہ ہے کہ وہ قابل قیمت ہو،ہر وہ چیز جس کی قیمت لی جاسکتی ہے، وہ محترم ہے،اوراس سے استنجا مکروہ ہے،اس سے صرف پانی مستثنیٰ ہے کیوں کہ پانی کواللہ تعالیٰ نے جن مقاصد کے لیے پیدا فرمایا ہے،ان میں سے ایک ناپاک چیز کو پاک کرنا بھی ہے۔(٢)

== ،ان کے اس مقصد کے لئے استعمال میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ان مخصوص کاغذوں کے علاوہ سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔(مجاہد)

(وكره) تحريمًا(بعظم)...(و)شیء محترم (الدرالمختار).(قوله وشیء محترم):....ويدخل أيضًا الورق، قال فى السراج: قيل:إنه ورق الكتابة،وقيل:ورق الشجر، وأيهماكان فإنه مكروه...وكذا ورق الكتابة لصقالته وتقومه،وله احترام أيضًا لكونه آلةً لكتابة العلم.(رد المحتار،فصل الاستنجاء:١/٥٥٢)

(١) قال العلامة محمد يوسف البنوریؒ:" المراد من الحجرفى الحديث كل شیء طاهر غيرمحترم قالع للنجاسة سواء كان حجرًا أومدرًا أوغيرهما ".(معارف السنن،باب الاستنجاء بالحجارة:ج١ص١١٧)

(٢) ولايجوزبماكتب عليه شیء من العلم المحترم كالحديث والفقه وماكان آلة كذلک.(ردالمحتار:١/٥٥٢)

اب سوال یہ ہے کہ کیا چاک پیس قابل احترام اشیا میں ہے؟ فقہا کے یہاں اس کی نظیر وہ کاغذ ہے، جو کتابت کیے جانے کے لائق ہو، چونکہ کہ یہ حصول علم کا ذریعہ ہے، اس لیے فقہا نے اس کو قابل احترام قرار دیا ہے، اور اس سے استنجا کرنے کو مکروہ کہا ہے۔(۱)

چاک پیس بھی تعلیم وتعلم کا ذریعہ ہے، اس لیے اس سے بھی استنجا کرنا مکروہ ہوگا، البتہ اگر استنجا کر ہی لیا جائے، تو پاکی حاصل ہو جائے گی، کیوں کہ اس میں نجاست کو جذب کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔(کتاب الفتاویٰ:۲/۳۷)

کاغذ پر بول و براز کرنا کیسا ہے:

سوال: بمبئی میں عام رواج ہے کہ والدہ چھوٹے بچوں کو کاغذ بچھا کر پیشاب پائخانہ کے لئے بٹھاتی ہیں، تو اس پر پیشاب پائخانہ کرانا جائز ہے یا نہیں؟ سادہ کاغذ پر بول و براز کرانا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

مذکورہ رواج غلط ہے۔ اس کا ترک ضروری ہے، کاغذ لکھا ہوا ہو یا کورا، بہر صورت اس پر پیشاب وغیرہ ممنوع ہے۔ کہ کاغذ حصول علم کا ذریعہ ہے، اس بنا پر قابل احترام ہے۔(۲)

وکذا ورق الکتابة لصقالته وتقومه، وله احترام أیضًا لکونه آلة لکتابة العلم ولذا علله فی التتارخانیة بأن تعظیمه من آداب الدین الخ. (شامی ۱/۳۱۵)(۳)

ترجمہ: یعنی جو حال درخت کے پتوں کا ہے، وہی حال کاغذ کا ہے۔ یعنی کاغذ بھی پتوں کی طرح چکنا ہے۔(نجاست دور نہ کرے گا، بلکہ اور بھی پھیلا دے گا) اور قیمتی بھی ہے اور شریعت میں اس کی حرمت بھی ہے، اس لئے کہ وہ علم کا آلہ ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ:۳/۱۳)

---

(۱) ولایجوز بما کتب علیه شیء من العلم المحترم کالحدیث والفقه وما کان آلة کذلک. (ردالمحتار:۱/۵۵۲)

(۲) **کاغذ پر پاخانہ پیشاب کرنا:**

۱۔ بعض جگہوں پر یہ رواج ہے کہ چھوٹے بچوں کو پاخانہ پیشاب کاغذ پر بٹھا کر کرایا جاتا ہے۔ ایسا رواج غلط ہے، کیوں کہ کاغذ حصول علم کا ذریعہ ہے، اور قابل احترام ہے، اس لیے اس پر پاخانہ پیشاب کرنا، یا اس سے صاف کرنا مکروہ ہے۔(ردالمحتار:۱/۳۴۰)

۲۔ البتہ اگر ایسا کاغذ ہو جو پاخانہ پیشاب صاف کرنے کے لیے بنایا جاتا ہے، اور لکھنے پڑھنے کے لیے استعمال نہیں ہوتا ہے، تو اس پر پاخانہ پیشاب کرانا مکروہ نہ ہوگا۔(منتخبات نظام الفتاویٰ:۱/۲۳) ایسے کاغذ سے استنجا کرنے کو ڈھیلے کے حکم میں قرار دیا گیا ہے۔

۳۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ گھروں میں بنے بیت الخلا میں بچوں کو پاخانہ پیشاب کرایا جائے، یا اسی کام کے لیے برتن رکھا جائے، یا ایسے پلاسٹک کو بچھا کر کرایا جائے جن کو دھو دیا جاتا ہے۔(طہارت کے احکام ومسائل۔انیس)

(۳) رد المحتار، فصل الاستنجاء، تحت قول الدر: و شیء محترم الخ:۱/۳۴۰، انیس

مجبوری میں دائیں ہاتھ، خاص طرح کے کاغذ سے استنجا اور کلوخ پر اکتفا کیسا ہے:

سوال: ایک شخص بوجہ مرض فالج بایاں ہاتھ کسی کام میں نہیں لاسکتا، تو وہ داہنے ہاتھ سے استنجا وطہارت کرسکتا ہے یانہیں، اور جب یہ ممکن نہ ہو، تو کیا محض کلوخ پر اکتفا کرسکتا ہے، اور کلوخ کے استعمال کے بعد مزید صفائی اور کپڑوں کو دھبہ سے بچانے کیلئے کسی کپڑے یا اور شئے سے طہارت کرنا ضروری یا مناسب ہے یانہیں۔ اگر سفر میں کلوخ دستیاب نہ ہو، تو ایک خاص قسم کا کاغذ جو انگریز اس کام میں لاتے ہیں اور ڈاکٹری اجزا سے بنا ہے، اس کا استعمال بدرجہ اشد مجبوری کرنا کیسا ہے؟

الجواب

وہ شخص داہنے ہاتھ سے طہارت کرسکتا ہے، اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے، تو کلوخ پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے، اور کپڑے سے بھی صاف کرسکتا ہے، اور بدرجۂ مجبوری وسفر وغیرہ کاغذ مذکور سے بھی صفائی کرنا درست ہے۔ درمختار میں ہے:

''(وكره) تحريمًا(بعظم)الخ ويمين ولاعذربيسر، آه، فلومشلولة ولم يجد ماءً جارياً ولاصابًا ترك الماء ''. (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۷۹، ۳۸۰)

دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب

دائیں ہاتھ کی شرافت کی وجہ سے استنجا یا پا کی جیسے امور میں اس کا استعمال مکروہ ہے۔ (۲)

(۱) الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، فصل الاستنجاء: ۱/۳۱۴، ۳۱۵، ظفیر

(۲) عبدالله بن أبى قتادة عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:'' إذا شرب أحدكم فلايتنفس فى الإناء وإذا أتى الخلاء فلايمس ذكره بيمينه ولايتمسح بيمينه ''. (بخارى، كتاب الوضوء، باب النهى عن الاستنجاء باليمين، باب نمبر: ۱۸، حدیث نمبر ۱۵۳)

عن سلمانؓ قال: قيل له: قد علمكم نبيكم صلى الله عليه وسلم كل شيء حتى الخراءة؟ قال: فقال: أجل، لقد نهانا أن نستقبل القبلة لغائط أوبول أوأن نستنجى باليمين أوأن نستنجى بأقل من ثلثة أحجار أوأن نستنجى برجيع أوبعظم''. (مسلم، باب الاستطابة: ص ۱۳۰ نمبر ۲۶۲ـ ۲۰۶ / ترمذى، باب الاستنجاء بالحجارة ص ۱۰، نمبر ۱۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا ہے:

''جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے، تو اپنے داہنے ہاتھ سے عضو کو نہ چھوئے اور جب بیت الخلا جائے، تو اپنے داہنے ہاتھ سے نہ پوچھے''۔ (رواہ اصحاب السنہ۔ سنن ابوداؤد: ۱/۲)

اس حدیث کی بناپر داہنے ہاتھ سے پاخانہ وپیشاب صاف کرنا مکروہ تحریمی قرار دیا گیا ہے اور بائیں ہاتھ سے استنجا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (رد المحتار: ۱/۳۴۰)

==

البتہ بوجہ عذر مجبوری کی حالت میں کوئی حرج نہیں۔(۱)

لما قال العلامة الشرنبلالیؒ: ”یکره الاستنجاء بالید الیمنیٰ إلا من عذر“. قال أحمد الطحطاویؒ تحته: ”فإنه یفید عدم الکراهة بالیمین حال العذر وهو کذلک“. (الطحطاوی حاشیة مراقی الفلاح، فصل فیمایجوز به الاستنجاء ومایکره: ج۱ص۳۹) (۲) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ: ۵۹۲)

دوسرے سے استنجا کرانا کیسا ہے:

سوال: اگر کوئی بیمار ایسا لاغر ہو جاوے کہ اپنے ہاتھ سے استنجا، وضو وغیرہ نہیں کرسکتا، تو نماز کس طرح ادا کرے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اگر کسی دوسرے ذریعہ سے طہارت حاصل کرسکتا ہے، تو طہارت یعنی استنجا و وضو سے نماز پڑھے، ورنہ ویسے ہی پڑھے، لیکن استنجا بیوی کے علاوہ کوئی اور کرائے، تو اس (موضع استنجا) کو ہاتھ لگانا اور دیکھنا درست نہیں۔ (۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۶/۳/۱۳۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۶/۳/۱۳۵۵ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۹۹/۵)

== لیکن اگر بائیں ہاتھ میں زخم ہو یا کٹا ہوا ہو اور اس سے استنجا نہیں کرسکتا ہو، یا تکلیف ہوتی ہو، تو اس حالت میں دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱۰۴/۱۔ الدر المختار: ۳۴۱/۱)۔ (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴، انیس)

(۱) ا۔ اور اگر بایاں ہاتھ بالکل کٹا ہوا ہو اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا ممکن نہ ہو، بایں طور کہ داہنا ہاتھ زخمی ہو، یا پوچھنے کے لیے کوئی چیز نہ ہو اور نہ نلکی کا پانی ہو، نہ جاری پانی ہو جس سے وہ صفائی کر سکے، اور نہ ہی کوئی پانی بہانے والا ہو، تو اس حالت میں استنجا نہیں کرے گا۔

۲۔ اسی طرح اگر کسی شخص کے دونوں ہاتھ زخمی ہوں، یا کٹے ہوئے ہوں، اور اس کی بیوی نہ ہو، یا عورت کا شوہر نہ ہو جو استنجا کرائے، تو ایسی حالت میں استنجا ساقط ہو جائے گا۔

۳۔ یہی حکم اس مریض یا مریضہ کا ہے جس کے لیے خود سے پاخانہ یا پیشاب کرنے کے بعد دھونا، یا پوچھنا ممکن نہ ہو، اور نہ عورت کے لیے شوہر موجود ہو، یا شوہر کے لیے بیوی موجود ہو جو استنجا کرائے، تو ایسے شخص سے استنجا ساقط ہو جائے گا۔

۴۔ اگر کوئی مریض ہو یا اس کے دونوں ہاتھ یا ایک ہاتھ کٹا ہوا ہو، تو اس صورت میں شرمگاہ کو ان کے عزیز و اقارب لڑکے یا لڑکیاں وغیرہ یا کسی دوسرے کا دھونا ممنوع ہے، صرف شوہر بیوی کا یا بیوی اپنے شوہر کا استنجا کرا سکتی ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱۰۴/۱۔ الدر المختار: ۳۴۱/۱)
(طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۲۲۴، انیس)

(۲) وفی الهندیة: ”ویکره الاستنجاء بالعظم والروث والرجیع والطعام واللحم والزجاج وکذا بالیمین“. هکذا فی التبیین وإذا کان بالیسریٰ عذر یمنع الاستنجاء بها جاز أن یستنجی بیمینه من غیر کراهة“. (الهندیة، الفصل الثالث فی الاستنجاء: ج۱ص۵۰)

(۳) ”شلّت یده الیسریٰ فلا یقدر أن یستنجی بها، إن لم یجد من یصبّ علیه الماء، لایستنجی بالماء، إلا أن یقدر علی الماء الجاری، وإن شلّت کلتا الیدین یمسح ذراعیه علی الأرض ووجهه علی الحائط، ولا یدع الصلوٰة وکذا المریض إذا کان له ابن أو أخ، ولیس له امرأة أو جاریة وعجز عن الوضوء، یوضئه الابن أو الأخ، إلا أنه لایمسّ فرجه إلا من یحل له وطئها ویسقط عنه الاستنجاء الخ“. (الحلبی الکبیر، مطلب الطهارة الکبریٰ، ص: ۴۰، سهیل اکیڈمی، لاهور. وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة: ۴۹/۱ الفصل الثالث فی الاستنجاء، رشیدیه وکذا فی فتاویٰ قاضی خان، فی صفة الوضوء: ص۳۳۱، رشیدیه)

استنجا سے عاجز شخص کا کیا حکم ہے:

سوال: ایک مریضہ ہے جس کی ایک ٹانگ ٹوٹی ہوئی ہے، وضو کرتے وقت پانی کسی دوسرے انسان سے ڈلواتی ہے، البتہ اعضاء وضو کو اپنے ہاتھوں سے دھوسکتی ہے، مگر استنجا کرتے وقت بہت تکلیف برداشت کرتی ہے، باقاعدہ دوسرا انسان اس کو اپنی جگہ سے اٹھا کر لے جاتا ہے، پھر تکلیف کے ساتھ مریضہ خود استنجا کرتی ہے، یا چارپائی کے نیچے کوئی برتن رکھ کر استنجا کرتی ہے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ایسی مریضہ کے لیے استنجا معاف ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اگرچہ مندرجہ ذیل عبارات سے عدم جواز معلوم ہوتا ہے، مگر پھر بھی آپ حضرات کی فہم وفراست اور چیز ہے۔

وفی الشامية: (كمريض الخ)فی التاتارخانية: الرجل المريض إذا لم تكن له امرأة ولا أمة وله ابن أوأخ وهو لايقدرعلى الوضوء،قال: يوضئه ابنه أوأخوه غيرالاستنجاء فإنه لايمس فرجه ويسقط عنه، والمرأة المريضة إذا لم يكن لها زوج وهی لاتقدرعلى الوضوء ولها بنت أوأخت توضئها ويسقط عنها الاستنجاء،آه. ولايخفى أن هذا التفصيل يجری فيمن شلت يداه لأنه فی حكم المريض". (شامية،فصل الاستنجاء:۱/۲۵۰)

وفی العالمغيرية:لوشلت يده اليسریٰ ولايقدرأن يستنجی بها إن لم يجد من يصب الماء لايستنجی وإن قدرعلى الماء الجاری يستنجی بيمينه". كذا فی الخلاصة . (عالمگيرية،باب الاستنجاء:۱/۳۹)

گزارش یہ ہے کہ مذکورہ عبارات سے استنجا کا معاف ہونا اس وقت معلوم ہوتا ہے جبکہ قدرت علی الاستنجا نہ ہو اور ہاتھ شل ہو، نیز کوئی غیر بھی نہ ہو جس سے پانی ڈلوائے، مگر ہمارا کیا فہم ہے، اس لیے اپنی رائے گرامی سے واضح طور پر مطلع فرما کر مسئلہ کا صحیح حکم تحریر فرمائیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

آپ کا خیال صحیح ہے، اس صورت میں استنجا معاف نہیں، البتہ اگر دونوں ہاتھ شل ہوں، یا ایک ہاتھ شل ہے، مگر کوئی پانی ڈالنے والا نہیں، اور جاری پانی بھی نہیں جس میں بیٹھ کر صحیح ہاتھ سے استنجا کر سکے، اور عورت کا شوہر یا مرد کی بیوی بھی نہیں کہ استنجا کرائے، تو استنجا معاف ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۵/صفر ۱۳۹۸ھ۔ (احسن الفتاویٰ:۲/۱۰۸-۱۰۹)

استنجا سے عاجز شخص کے لئے استنجا کا حکم:

سوال: میرے ایک رشتہ دار کے دونوں ہاتھ روس کے ساتھ جہاد میں کٹ گئے ہیں، اور وہ غیر شادی شدہ ہے، تو کیا اس کو استنجا کروانا ضروری ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

جو شخص بذاتِ خود استنجا سے عاجز ہو، چاہے بیماری کی وجہ سے ہو، یا ہاتھ کٹ گئے ہوں، اور اس کی بیوی یا باندی بھی نہ ہو، اور خود کسی بھی صورت میں استنجا کرنے پر قادر نہ ہو، تو ایسے شخص کے لئے استنجا کرنا معاف ہے، البتہ اگر صرف ایک ہاتھ سے عاجز ہو، تو جہاں تک ہو سکے استنجا کرے، ورنہ بصورتِ مجبوری معاف ہے۔

قال العلامة عالم بن العلاء الأنصاریؒ: "الرجل المريض إذا لم تكن له امرأة ولا أمة وله ابن و أخ وهو لايقدرعلى الوضوء، قال: يوضئه ابنه أوأخوه غيرالاستنجاء فإنه لايمس فرجه ويسقط عنه، والمرأة المريضة إذا لم يكن لهازوج وهي لاتقدرعلى الوضوء ولها بنت أوأخت توضئها و يسقط عنها الاستنجاء آه، ولايخفىٰ أن هذا التفصيل يجري فيمن شلت يداه لأنه في حكم المريض". (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطهارة: ج۱ص۱۰۴، رد المحتار، فصل الاستنجاء، قبيل مطلب القول المرجح على الفعل: ۱/۳۴۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۹۷) ☆

پاکی سے پاکی حاصل کرنا کیسا ہے:

سوال: آج کل استنجا کے لیے ایک مخصوص قسم کا جاذب کاغذ پاکی کے نام سے ملتا ہے، یہ دیا سلائی کے سائز کا ہوتا ہے، اور ایک پاکٹ میں اس کی دس سلائیاں ہوتی ہیں، وہ کاغذ جذب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، اسی طرح

☆ مقطوع الیدین کے لئے استنجا کا طریقہ:

سوال: زید کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں، اس کے لئے استنجا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلياً

جس شخص کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں، اس کے لئے استنجا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی بیوی یا باندی استنجا کرادے، اگر بیوی یا باندی نہ ہو، تو ایسے شخص سے استنجا ساقط ہوجائے گا۔

" ولو شلتا سقط أصلاً كمريض ومريضة لم يجدا من يحل جماعه ". (درمختار)

وفي الشامية عن التاتارخانية: الرجل المريض إذا لم تكن له امرأة ولا أمة وله ابن أوأخ وهو لايقدرعلى الوضوء، قال: يوضئه ابنه أوأخوه غيرالاستنجاء فإنه لايمس فرجه ويسقط عنه. (شامي: ج۱ص۲۲۷، فصل الاستنجاء، قبيل مطلب القول المرجح على الفعل) (حبیب الفتاویٰ جلد سوم صفحہ ۴۴ و۴۵)

بعض حضرات سگریٹ کی ڈبی سے بھی استنجا کرتے ہیں، کیوں کہ اس میں بھی جذب کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے، کیا ایسے کاغذ سے استنجا کرنا درست ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

استنجا ہر ایسی چیز سے درست ہے، جس میں نجاست کو دور کرنے کی صلاحیت بھی ہو، اور وہ قابل احترام بھی نہ ہو، پھر نجاست کو دور کرنے کے دو طریقے ہیں، ایک یہ کہ نجاست کو بہا لے جائے، اور دوسری صورت یہ ہے کہ نجاست کو جذب کرلے، پانی نجاست کو بہا دیتا ہے، اور مٹی نجاست کو جذب کرلیتی ہے، اسی لیے دونوں چیزوں سے استنجا کرنے کی شریعت نے اجازت دی ہے، کاغذ اگر خاص اسی مقصد کے لیے تیار کیا گیا ہو، اور اس پر کچھ لکھا ہوا نہ ہو، تو استنجا کے لیے اسے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

جیسا کہ علامہ شامی نے اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے:

" وإذا كانت العلة في الأبيض كونه آلة الكتابة كما ذكرناه يؤخذ منها عدم الكراهة فيما لا يصلح لها إذا كان قالعًا للنجاسة غير متقوم". (۱) فقط (کتاب الفتاویٰ:۲/۷۵)

جن مواقع میں ڈھیلا استعمال کرنا متعذر رہو، وہاں کیا کرے:

سوال: مدارس دینیہ میں جو سینڑی پاخانے ہوتے ہیں، اگر ان میں مٹی کے ڈھیلے استعمال کئے جائیں، تو خطرہ و اندیشہ ہے کہ بعضوں کی بے احتیاطی سے وہ اندر گھس جائیں، اور ٹنکی بھر کے پاخانے خراب ہوجائیں، ایسے خطرہ و اندیشہ کی بنا پر اگر ان کو ممنوع الاستعمال قرار دیتے ہوئے، ٹوائلیٹ پیپر کی اجازت دی جائے، تو کیا رفع سنت کے وبال کا مورد بنے گا، یا ٹوائیلٹ پیپر کے استعمال سے استنجا بالحجر کی سنت ادا ہوجائے گی؟ بینوا تو جروا۔

(عبدالحق غفرلہٗ۔ خادم مدرسہ نصیر الاسلام، ناظر ہاٹ، چاٹگام)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

جن مواقع میں کلوخ استعمال کرنا متعذر رہو، ان مواقع میں ٹوائیلٹ پیپر سے کلوخ کی فضیلت حاصل ہوسکتی ہے، جیسے ہوائی جہاز کے سفر میں، باقی اپنے مکانات میں انسان ٹوائیلٹ پیپر استعمال کرنے کے لئے مجبور نہیں ہوتا، عموماً کلوخ میسر ہوتا ہے، اور اگر اس کو استعمال کرنے کے بعد رکھنے کے لئے کوئی ٹن (برتن) متعین کرکے رکھ لیا جائے کہ استعمال شدہ کلوخ اس میں رکھے جائیں جس کو بھنگی پھینک دیا کرے گا، تو ایسی صورت میں ٹوائیلٹ پیپر، کلوخ کی قائم مقامی نہیں کرسکتا۔

---

(۱) رد المحتار، فصل الاستنجاء، تحت قول الدر: وشيء محترم الخ:۱/۵۵۲

ہاں جہاں کلوخ میسر نہ آئیں، جیسے بحالت سیلاب یا ایسے ممالک میں جہاں کلوخ نہیں ملتے، وہاں ہوائی جہاز والے استعمال کی طرح گنجائش نکل سکتی ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ ڈھیلے (کلوخ) ٹنکی خراب کردیں گے اور ٹوائیلٹ پیپر سے ٹنکی خراب نہیں ہوگی، صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ مٹی کے ڈھیلے جلد گل کر تہہ نشین ہوجائیں گے، بخلاف ٹوائیلٹ پیپر کے کہ وہ نہ جلدی گلیں گے، نہ سڑیں گے، نہ تہہ نشیں ہوں گے، نہ مٹی بنیں گے، بلکہ پانی پر دیر تک تیرتے رہ کر ٹنکی کو جلد خراب کریں گے۔(۱) فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دار العلوم دیوبند، سہارنپور (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱/۱۳۲،۱۳۳)

گھاس یا درخت کے پتوں سے استنجا کرنا کیسا ہے:

سوال: اگر کسی کھیت میں قضاءِ حاجت کے لئے بیٹھیں، تو گھاس یا کپاس وغیرہ کے پتے ڈھیلے کی جگہ استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجرو۔ صوفی محمد اکبر، فوجی شاہ، جمال ٹاؤن، لاہور۔

الجواب

درختوں کے پتوں اور گھاس سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔

”والورق قيل: إنه ورق الكتابة، وقيل: إنه ورق الشجر، وأى ذلك كان، فإنه مكروه، اهـ. (البحر الرائق: ج۱ص۲۵۵) فقط واللّٰہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان۔ الجواب صحیح: بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ، رئیس الافتاء

(خیر الفتاویٰ: ۲/۱۸۰)

گھاس وغیرہ سے استنجا کرنے کا حکم:

سوال: گھاس اور درخت کے پتوں یا ہڈی سے استنجا کرنا کیسا ہے؟

الجواب

ہر ذی شرف، حیوان، جن یا انسان کے مأکولات سے شریعتِ مقدسہ نے استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

چونکہ گھاس اور درختوں کے پتے مویشیوں کی خوراک ہے اور ہڈی میں جنات کے لئے خوراک ہے، اس لئے ان

(۱) حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے ٹوائلیٹ پیپر جلدی نہ گلنے کی جو بات لکھی ہے، وہ پرانی بات ہے، ورنہ اب تو ٹوائلیٹ اور ٹی سو پیپر پانی کے ساتھ ہی گل کر پانی بن جاتے ہیں اور پانی کے ساتھ بہہ جاتے ہیں، اس کے برخلاف مٹی تہہ میں جم جاتی ہے، نیز یہ کہ شہروں میں مٹی کے ڈھیلے تو در کنار پتھر بھی میسر نہیں ہوتے، مرتب کے خیال میں ٹوائلیٹ پیپر سے کلوخ والی سنت ادا ہوجانی چاہئے۔ مرتب منتخبات نظام الفتاویٰ

کے ساتھ استنجا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

لما قال الحصکفیؒ: "(وکرہ) تحریماً (بعظم وطعام وروث یابس) کعذرۃ یابسۃ ...... (وفحم وعلف حیوان)". (الدر المختار علی صدر رد المحتار، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء: ج۱ص ۳۳۹، ۳۴۱) (۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۹۴)

استنجا کے بعد ہاتھ دھونے کا حکم:

سوال (۱): استنجا کر لینے کے بعد ہاتھوں کو دوبارہ دھونا چاہئے یا نہ، اگر نہ دھویا جائے، تو کیا حرج ہے؟

۲: زیر ناف بالوں کی صفائی کس طرح کرے، یعنی اوپر سے نیچے یا نیچے سے اوپر، یا دائیں سے بائیں وغیرہ ، اور کتنے دنوں کے بعد کر لینی چاہئے؟

۳: بیت الخلا میں جانے کے لئے مجھے سگریٹ ساتھ لے جانا پڑتا ہے، کیونکہ مجھے اکثر قبض رہتی ہے، کیا یہ گناہ تو نہیں ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ

۱: اگر غلبۂ ظن ہو کہ ہاتھ بھی صاف ہو گئے ہیں، اور بدبو وغیرہ بھی ختم ہو گئی ہے، تو دھونا مزید نظافت کے لئے مسنون ہے، ورنہ ضروری نہیں۔

" ومع طهارة المغسول تطهر اليد ويشترط إزالة الرائحة عنها وعن المخرج" اهـ. (الدر المختار علٰى صدر الشامی، فصل الاستنجاء، فروع: ج۱/ ۲۳۰)

" ويغسل يده بعد الاستنجاء كما يكون يغسلها قبله ليكون أنقٰى وأنظف، وقد روى عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم أنه غسل يده بعد الاستنجاء ودلك يده على الحائط". كذا فى التجنيس، اهـ. (عالمگيرى: ج۱ص ۲۵)

۲: اوپر سے نیچے کی طرف صفائی کرے، اور افضل یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں ایک دفعہ صفائی کرے، اسی طرح ناخن کاٹنے اور دوسری صفائی کا حکم ہے، اگر کسی وجہ سے نہ ہو سکے، تو پندرہ دن میں ایک دفعہ کرے، اگر ایسا بھی نہ ہو سکے، تو چالیس دنوں میں کر لے، بعد اس کے وہ گناہ گار ہوگا۔

---

(۱) وفی الهندية: "ويكره الاستنجاء بالعظم والروث والرجيع والطعام واللحم والزجاج والخزف وورق الشجر والشعر". (الهندية، الفصل الثالث فى الاستنجاء: ج۱ص ۵۰/ ومثله فى البحر الرائق، فصل فى الاستنجاء: ج۱ص ۲۴۲، ۲۴۳) رجیع سے استنجاء کی ممانعت کی حدیث ابوداؤد: ۷، میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انیس

" الأفضل أن يقلم أظافره ويحفی شاربه ويحلق عانته وينظف بدنه بالاغتسال فی كل أسبوع مرةً فإن لم يفعل ففی كل خمسة عشريومًا ولايعذرفی تركه وراء الأربعين فالأسبوع هو الأفضل والخمسة عشر الأوسط والأربعون الأبعد ولاعذرفيما وراء الأربعين ويستحق الوعيد. كذا فی القنية. ويبتدأ فی حلق العانة من تحت السرة ". اهـ. (عالمگيری: ج۴ص۱۱۳)

۳: گنجائش ہے۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان۔ الجواب صحیح: بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ، رئیس الافتاء

(خیر الفتاویٰ: ۲/۱۷۹، ۱۸۰)

استنجے کے بعد ہاتھ کہاں تک دھوئے جائیں:

سوال: استنجا کرنے کے بعد کہاں تک ہاتھ دھونا سنت ہے؟ نیز چھوٹے بڑے استنجا کا ایک حکم ہے، یا الگ الگ؟ مشہور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلا کے بعد مٹی سے ہاتھ صاف کیا کرتے تھے۔ (۱)

کیا پیشاب کے بعد بھی یہی معمول تھا، یا صرف پانی پر اکتفا فرماتے تھے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ حامدًا ومصلياً

استنجا کرکے چھوٹا ہو یا بڑا، گٹوں تک ہاتھ دھوئیں۔ (۲) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۹۷-۲۹۸)

استنجا کے بعد انگلیوں میں بدبو کا رہنا:

سوال: اگر استنجا کرنے کے بعد انگلیوں میں بدبو باقی ہو، تو کیا اس کا بدن پاک ہوگا یا ناپاک؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

عین نجاست کے زائل ہوجانے سے بدن پاک ہوجاتا ہے، اگر اس کا رنگ یا بدبو باقی رہ گئی، تو پانی سے دھولینا چاہیے، اور اسی وجہ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم استنجا کے بعد دست مبارک دھوتے اور دیوار پر ملتے، تاکہ اثر باقی نہ

(۱) عن أبی هريرة رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: "كان النبی صلی اللّٰه عليه وسلم إذا أتی الخلاء أتيتُه بماء فی تور أوركوة فاستنجی، ثم مسح يده علی الأرض، ثم أتيتُه بإناء آخرفتوضأ ". رواه أبوداؤد وروی الدارمی والنسائی معناه. (مشكوٰة المصابيح، كتاب الطهارة، باب آداب الخلاء، الفصل الثانی: ۱/۴۳، قديمی)

(۲) "وسننه ... البداءة (بغسل اليدين) الطاهرتين ثلاثاً قبل الاستنجاء وبعده، الخ ". (الدرالمختار، سنن الوضوء، قبيل مطلب فی دلالة المفهوم: ۱/۱۱۰، سعيد)

رہے، اور اگر اس کا ازالہ دشوار ہو، تو اس کے باقی رہنے میں کوئی حرج نہیں۔

شرح نقایہ میں ابوالمکارمؒ فرماتے ہیں:

" یطھر الشیء بدنًا کان أوثوبًا أومکانًا أوغیرھما عن نجس بالفتح مرئی وھوماله جرم وغیره بزوال عینه وإن بقی أثریشق زواله یدل علٰی أن الأثرإن لم یشق زواله یزال" انتھٰی

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"وفسرالأخرباللون والریح والمشقة بالاحتیاج إلٰی شیء اٰخر کالصابون". انتھٰی

(مجموعۂ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو: ص ۱۸۹)

استنجا کر کے ہاتھ دھونے کے باوجود بدبو محسوس کرنے کا حکم:

سوال: پانی سے استنجا کرنے کے بعد ہاتھوں پر کبھی کبھی بدبو محسوس ہوتی ہے، جبکہ ہاتھوں پر نجاست کا کوئی وجود نہیں ہوتا، کیا اس طرح بدبو کی موجودگی میں ہاتھ پاک ہیں یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

پانی سے استنجا کرنے کے بعد ہاتھوں پر بدبو رہ جائے، تو بدبو کی موجودگی میں ہاتھ پاک ہیں۔

جیسا کہ ہندیہ میں ہے:

"وتطھر الید مع طھارة موضع الاستنجاء" (الھندیة: ج ۱ ص ۴۹)

لیکن بہتر یہ ہے کہ استنجا کے بعد دوبارہ بھی ہاتھوں کو دھویا جائے، تا کہ خوب تنقیہ و نظافت حاصل ہو جائے۔

جیسا کہ ہندیہ میں ہے:

"ویغسل یدہ کما یکون یغسلھا قبله لیکون أنقٰی وأنظف، وقدروی أن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم غسل یدہ بعد الاستنجاء ودلک یدہ علی الحائط". کذا فی التجنیس. (الھندیة، الفصل الثالث فی الاستنجاء: ج ۱ ص ۴۹)

قال الشیخ عبد الحی اللکھنویؒ:

"بزوال عین نجاست و جرمش طہارتِ بدن می شود، واما اثر نجاست یعنی رنگ و بوئی، پس باید کہ بآب شستہ ایں رازائل نماید، واز ہمیں جاست کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دستِ مبارک خود را بعد استنجا میشوئید و بر دیوارے می

مالیدتا اثر باقی نماند واگر ازالہ آں دشوار بود یعنی محتاج صابون وغیرہ باشد، بقاء آں لا باس بہ است، الخ‘‘۔ (مجموعۃ الفتاویٰ، فارسی، فصل فی الاستنجاء: ج ۳ ص ۳۳، ۳۴) (۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم، صفحہ ۵۹۵)

استنجا پاک کرنے میں بہت دیر لگے، تو کیا کیا جائے:

سوال: دماغی ڈاکٹر نے مجھ کو کہا کہ میں دماغی مریض ہوں، پانی سے استنجا کرنے میں دوسروں کے مقابلے میں وقت بہت زیادہ لگتا ہے، تو ایسا آدمی کیا کرے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

ایک کپڑا موٹا سا رکھ لیا جائے، تا کہ پیشاب کے قطرات اگر آئیں، تو اس میں ہی رہیں، پھر نماز کے وقت اس کو الگ کر دیا جائے۔ (۲) خدائے پاک آپ کو شفا دے اور آپ کی حفاظت فرمائے، آمین۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیوبند، ۹/۱/۱۳۹۴ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۹۹، ۳۰۰)

آب دست کے پانی کا چھینٹ اڑ کر اگر جسم پر پڑ جائے، تو کیا حکم ہے:

سوال: آب دست کے پانی کی چھینٹ اڑ کر دو ایک قطرے اگر جسم یا کپڑے پر پڑ جائے، تو اس سے نماز پڑھنا جائز ہوگا؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

آب دست کرتے وقت پانی کے قطرے کپڑوں پر گرنے کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں، ایک وہ پانی جو نجاست دھلنے اور نجس ہونے کے بعد گرتا ہے، وہ تو ناپاک ہے۔

دوسرا وہ پانی جو لوٹے یا ہاتھ پر سے گر جاتا ہے، قبل اس کے کہ نجاست سے مخلوط ہو، وہ پاک ہے، پہلی صورت

---

(۱) ترجمہ: عین نجاست کے زائل ہوجانے سے بدن پاک ہوجاتا ہے، اگر اس کا رنگ یا بدبو باقی رہ گئی، تو پانی سے دھولینا چاہیے، اور اسی وجہ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم استنجا کے بعد دست مبارک دھوتے اور دیوار پر ملتے، تا کہ اثر باقی نہ رہے، اور اگر اس کا ازالہ دشوار ہو، صابون وغیرہ کی ضرورت ہو تو اس کے باقی رہنے میں کوئی حرج نہیں۔ انیس

(۲) وإذا كان الرجل يخاف خروج بقية البول بعد الوضوء، ويبطيء عنه انقطاع البلة، ينبغي إذا فرغ من الاستنجاء أن يربط علىٰ ذكره خرقةً طاهرةً في حالة يكون ذكره ساكناً فاترًا، فإن فعل ذلك لا يخرج منه شيء ويكون وضوءه كاملاً وهذا خير من أن يحشو إحليله بقطنة، لأن القطنة ربما سقطت. (التاتارخانية، باب الوضوء: ۱/۱۰۲، إدارة القرآن، كراچی / كذا في الدر المختار، نواقض الوضوء، قبل مطلب في أبحاث الغسل، فروع: ۱/۱۵۰، سعيد. وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية، الفصل الخامس في نواقض الوضوء: ۱/۱۰، رشيديه)

میں ایک درہم کی مقدار تک عفو اور اس سے زیادہ واجب الغسل ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔ (کفایت المفتی:۲۵۲/۲)

استنجے کی چھینٹ کا حکم کیا ہے:

سوال: بدن کا کوئی عضو پاک کرنے میں کسی دوسرے عضو کی طرف پانی کی چھینٹیں چلے جانے سے کیا دوسرا عضو بھی پاک کرنا ہوگا؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اگر نجاست سے مخلوط ہو کر چھینٹیں دوسرے عضو پر جائیں، تو اس کو بھی پاک کرنا ہوگا، ورنہ نہیں۔(۲) فقط واللہ اعلم
حررہ العبد محمود غفرلہ، ۱۱/۹/۱۳۸۵ھ۔ الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند
الجواب صحیح: محمد جمیل الرحمٰن، نائب مفتی۔ (فتاویٰ محمودیہ:۲۳۸/۵)

(۱) (قولہ عفی قدر الدرهم) أی عفی الشارع عن ذلک والمراد عفا عن الفساد به وإلا فكراهة التحريم باقية إجماعًا إن بلغت الدرهم وتنزيهًا إن لم تبلغ وفرعوا علىٰ ذلک مالوعلم قليل نجاسة عليه وهوفی الصلوٰة ففی الدرهم يجب قطع الصلوٰة وغسلها". (حاشية الطحطاوی علىٰ مراقی الفلاح:ص۸۴، انیس)

(۲) "قال محمدؒ: وهو طاهر، فإن أصاب ذلک الماء ثوبًا، إن كان ماء الاستنجاء وأصابه أكثر من قدر الدرهم، لاتجوز فی الصلوٰة". (فتاویٰ قاضی خان علىٰ هامش الهندية، فصل فی الاستنجاء :۱۵/۱، رشيدية، وكذا فی التاتارخانية، المياه:۱۷۱/۱، إدارة القرآن، كراچی)